اداریے

جلد چہارم

(جنوری تا مارچ 2023ء)

حنیف محمود کے قلم سے

ادارہ الفضل آن لائن لندن

"جو صحیح ہے وہ کریں"

"فَضْل "ض پر جزم کے ساتھ ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی اللہ کی طرف سے عنایات کے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشاءُ۔ اس ناطے سے روزنامہ الفَضْل لندن ہے نہ کہ الفَضَل۔ ہمارے ایشیائی ماحول میں ہم اِسے ضَ پر زبر (فتح) کے ساتھ الفَضَل بولتے ہیں اور یہ غلط العام ہو گیا ہے۔

لندن سے اخبار جاری ہونے سے قبل خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی درخواست کی تو آپ نے تحریر فرمایا۔

"جو صحیح ہے وہ کریں"

لہٰذا قارئین سے درخواست ہے کہ اب سے روزنامہ الفَضْل کو ضsilent (ساکن) رکھ کر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں اِسے مخلوق خدا کے لئے فضل خداوندی بنائے۔ آمین

ادا ریے

حنیف محمود کے قلم سے

(جلد چہارم)

(جنوری تا مارچ 2023ء)

مرتبہ

زاہد محمود

ادارہ الفضل آن لائن لندن

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّا

ادارہ الفضل آن لائن کی 41ویں کاوش

رابطہ کرنے کے لیے

ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

editor@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 7951 614020

+44 7376 159966

آن لائن ایڈیشن

عرض حال

تین سال قبل غالباً 2018ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کی بات ہے جب خاکسار پاکستان سے جلسہ میں شمولیت کے لئے برطانیہ آیا تھا۔ روزنامہ گلدستہ علم و ادب (متبادل روزنامہ الفضل) کے حوالہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دفتری ملاقات تھی۔ پیارے حضور نے ان دنوں دائیں ہاتھ میں تکلیف کی وجہ سے Bandage لگا رکھی تھی۔ ملاقات میں تو حضور سے اس کی وجہ پوچھنے اور عیادت کرنے کی ہمت نہ ہوئی مگر بعد میں معلوم ہونے پر کہ حضور کو قلم کے کثرت استعمال سے دائیں ہاتھ میں درد محسوس ہو رہا ہے۔ خاکسار نے ایک خط کے ذریعہ حضور سے احوال پرسی کی، دعا کے بعد لکھا کہ "پیارے حضور کے کثرت سے قلم کے استعمال سے درد سمجھ آتی ہے۔ دنیا بھر کے خطوط کو ملاحظہ کر کے ان پر ہدایات لکھنی، پھر ڈاک پر دستخط اپنی ذات میں بہت بڑا کام ہے۔ خلافت کے اس ادنیٰ خادم (خاکسار) کو گزشتہ تیس پنتیس سالوں میں اس کثرت سے لکھنے کی عادت ہے کہ بال پوائنٹ اور مارکر کے استعمال سے میری شہادت کی انگلی کا وہ حصہ جو ہر وقت پن کے ساتھ مَس کرتا ہے Blackish سا ہو گیا ہے۔"

خاکسار کو اس خط کا دربار خلافت سے کوئی تحریری جواب تو موصول نہ ہوا تاہم اس خط کے لکھنے کے قریباً ایک ماہ بعد پاکستان واپسی سے قبل جب خاکسار نے اپنی مسز کے ہمراہ فیملی ملاقات کا شرف پایا تو خاکسار نے دربار خلافت میں قدم رکھتے ہی بلند آواز سے جب السلام علیکم حضور! عرض کی تو حضور نے اپنی نشست سے کھڑے ہوتے ہی مجھ سے یوں استفسار فرمایا۔ کیوں حنیف صاحب! آپ روزانہ کتنے الفاظ لکھ لیتے ہیں؟ ابھی میں سوچ میں تھا۔ فرمانے لگے 1000 الفاظ، 2000، 3000، 5000۔ میں نے عرض کیا کہ حضور! 4000 کے لگ بھگ تو ہوتے ہوں گے۔ فرمانے لگے۔ **بہت لکھ لیتے ہیں۔** اس دوران حضور نے اس ناچیز کو شرف مصافحہ بھی بخشا اور دعا بھی دی۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً کثیراً فی الدنیا و الآخرۃ

اپنی ذات سے متعلق ایک واقعہ خاکسار اپنی خود نوشت بعنوان ”میرا گلشن حیات“ میں لکھ آیا ہے کہ بچپن میں خاکسار جسمانی کمزوری کے باعث 7-8 سال تک بولنے اور اپنا مافی الضمیر ادا کرنے سے قاصر تھا۔ میری امی جان مرحومہ ایک دفعہ اسی پریشانی میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دربار میں دعا کی غرض سے لے گئیں۔ حضورؓ نے والدہ ماجدہ کا مدعا سننے کے بعد یوں دعا دی: **”بی بی! فکر نہ کرو۔ یہ بچہ بولے گا اور اس کی آواز دنیا سنے گی۔“**

یہ تو دو خلفاء کی دعاؤں کے واقعات ہیں ورنہ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی شبینہ روز دعاؤں سے خاکسار نے خوب فیض اٹھایا ہے۔ میں نے اپنے ابا جان مرحوم چوہدری نذیر احمد سیالکوٹی مرحوم کو تہجد میں یہ دعا کرتے بھی سنا کہ میرے بیٹے حنیف نے زندگی وقف کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی واقفین زندگی کے حق میں کی ہوئی تمام دعائیں اس بیٹے کے حق میں قبول فرما۔ بلکہ آپ نے اپنی ڈائری میں حضرت مسیح موعودؑ کے اپنی اولاد کے حق میں لکھے گئے اشعار کو تضمین کے ساتھ اپنی خوشخط تحریر میں لکھا تھا اور محمود، بشیر، شریف مبارکہ اور امتہ الحفیظ (رضی اللہ عنہم) کی جگہ اپنے بچوں کے نام لکھے تھے۔ جن میں میرا نام سرفہرست تھا۔ اباجان کی تمام ڈائریاں برطانیہ ہجرت کے وقت مرکز میں ہی رہ گئیں۔ تاہم یہ شعر تضمین کے ساتھ ابھی بھی کالنقش فی الحجر میرے دل و دماغ میں سرائیت کئے ہوئے ہے۔

تیری قدرت کے آگے روک کیا ہے
وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے

اس شعر کے دوسرے مصرعہ میں ”ان کو“ کی جگہ ”میری اولاد“ اور ایک جگہ بچوں کے نام لکھے تھے جن میں بھائیوں میں بڑا ہونے کے ناطے خاکسار کا نام سب سے پہلے درج تھا اور لفظ ”مجھ کو“ تبدیل کرکے ”مسیحا“ کہہ کر ابا مرحوم دعا کیا کرتے تھے۔

اسی پر ہی بس نہیں۔ میں نے تو اباجان مرحوم کی ڈائری میں طلب خیر اور دفع شر کی یہ جامع دعا بھی لکھی پڑھی کہ جب بعض صحابہؓ نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ حضورؐ نے ڈھیروں

دعائیں سکھلائی ہیں جو ہمیں یاد نہیں رہتیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک جامع دعا سکھاتا ہوں اسے تم یاد کرلو۔

اَللّٰھُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ (ترمذی کتاب الدعوات)

اے اللہ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی اور ہم تجھ سے ان باتوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد ﷺ نے پناہ چاہی۔ تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جاتی ہے۔ پس تیرے تک دعا کا پہنچانا لازم ہے اور کوئی طاقت یا قوت حاصل نہیں مگر اللہ کو۔

ابا جان نے یہ دعا تحریر کر کے بھی اولاد کے حق میں نام بنام دعا چاہی ہوئی ہے۔ آج میں نہایت خوشی سے کہہ سکتا ہوں کہ میری حقیر سے تحریری خدمات حضرت نبی پاکؐ، حضرت مسیح موعودؑ و خلفاء جماعت، مرحوم والدین، بہن بھائیوں، عزیز و اقارب اور احباب و خواتین جماعت کی مقبول دعاؤں کی مرہون منت ہیں جن کا کچھ حصہ اداریوں کی صورت میں پہلے گلدستہ علم و ادب اور بعد میں روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے ذریعہ عیاں ہوا۔ روزنامہ الفضل آن لائن میں تین سالوں کے اداریے اور مضامین قارئین الفضل کے پُرزور اصرار پر کتابی صورت میں منظر عام پر لائے جا رہے ہیں۔ قارئین کا یہ مطالبہ اس وقت زور پکڑ گیا جب ادارہ نے الفضل میں بالاقساط شائع ہونے والے مضامین کو کتابی شکل میں شائع کرنا شروع کیا۔ ضخامت سے بچنے کے لئے الفضل کے کے اداریوں کو سال وار جلدوں میں تقسیم کیا گیا۔ جس میں سے جلد اول، دوم اور سوم آپ تک پہنچ چکی ہیں۔ جلد چہارم یکم جنوری تا 22مارچ 2023ء کے درمیانی عرصہ میں شائع ہونے والے اداریوں اور مضامین پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور اس کے بہتر نتائج مرتب ہوں۔ آمین

اس اہم کام کو کتابی شکل دینے میں خاکسار کے ساتھ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری قادیان، مکرم سید عمار احمد جرمنی، مکرمہ امتہ القدوس آف برطانیہ اور مکرم زاہد محمود نے بھرپور تعاون فرمایا ہے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً

یہاں ان تمام کا شکریہ نام بنام ادا کرنے سے قبل مجھے ایک حکایت یاد آرہی ہے۔ اگر وہ پہلے بیان ہو جائے تو مجھے اظہار تشکر میں آسانی ہوگی۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو دلی کے بالائی لڈو بہت پسند تھے۔ کوئی مرید دو لڈو تحفۃً دے گیا۔ آپؒ نے وہ دونوں لڈو سامنے بیٹھے ایک شاگرد غلام علی شاہ کو دے دیئے۔ جنہوں نے وہ دونوں لڈو ایک ہی دفعہ کھا لئے۔ جسے حضرت مرزا مظہر رحمہ اللہ نے ناپسند فرمایا اور شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ لڈو ایسے نہیں کھاتے۔ چند دنوں کے بعد جب لڈو دوبارہ آئے تو آپؒ نے ان میں ایک لڈو کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر منہ میں ڈالا اور ساتھ باآواز بلند سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا اور اپنے آپ کو مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ واہ مظہر جان جاناں! تجھ پر تیرے رب کا کتنا بڑا فضل ہے۔ یہ کہہ کر پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا اور شاگرد سے پوچھنے لگے کہ یہ لڈو کن کن چیزوں سے بنے ہوں گے؟ جب جواب میں بالائی، میدہ اور کچھ میٹھا سنا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ یہ میٹھا کن چیزوں سے بنا ہے؟ کہنے لگے دیکھو! میاں غلام علی! زمیندار راتوں کو اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر کھیتوں میں گیا، اس نے ہل چلایا، پانی دیا، ایک لمبے عرصے تک محنت و مشقت برداشت کی صرف اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر تسبیح و تحمید کرنے کے بعد کہنے لگے کہ یہ زمیندار مسلسل چھ ماہ کھیت کو پانی دیتا رہا۔ پھر گنے کو بیلا، بھٹی جلا کر کتنی دفعہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ میں جھونکا۔ محض اس لئے کہ مظہر جان جاناں ایک لڈو کھالے۔ پھر میدہ اور بالائی کی تیاری کے مراحل پر روشنی ڈالنی شروع کر دی اور کہنے لگے یہ سارے کام اللہ تعالیٰ نے مختلف لوگوں سے اس لئے کروائے کہ مظہر جانا جاناں ایک لڈو کھالے اور پھر سبحان اللہ، سبحان اللہ کا ورد شروع کر دیا۔

اگر اس ساری حکایت کو اداریوں پر مشتمل کتاب پر چسپاں کیا جائے تو الفضل میں اداریے لکھنے کے جن مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ان تمام کو سامنے رکھ کر اظہار تشکر ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے حکومتی پابندیوں میں جکڑے الفضل کو "الفضل آن لائن" بنا کر جاری فرمایا۔ مجھ ناچیز کو اس کا ایڈیٹر مقرر فرمایا۔ اوپر ذکر ہونے والے تمام بزرگوں کی دعاؤں کو سن کر اللہ تعالیٰ نے مجھے کالمز، آرٹیکلز اور اداریے لکھنے کی توفیق دی۔ اس کے لئے سوچ، قلم، کاغذ، میز کرسی اور بلب کی روشنی مہیا فرمائی۔ بعد ازاں دنیا بھر میں کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کرنے والی ایک بہت بڑی ٹیم (جن کی تعداد 48 کے لگ بھگ ہے) کے ذریعہ کمپوز اور پروف ہو کر مکرم فخر الحق شمس اور دیگر کے ہاتھوں انہوں نے ادب کا لبادہ پہنا۔ بہت سے کرم فرماؤں سے مواد مہیا کروایا اور سینکڑوں کتب و آرٹیکلز سے فائدہ اٹھایا۔ مکرم سعید الدین احمد، مکرم قاسم محمود، مکرم اسامہ عمر، مکرم علیم احمد اور مکرم طلعت صیام کے ذریعہ اخبار الفضل کا حصہ بنے۔ پھر میری ٹیم کے ممبران نے ان کی غلطیاں لگائیں، مفید مشورے دیئے، حوالہ جات کو اصل کتب سے دیکھا جن میں مکرم لقمان احمد کشور، مکرم منصور احمد ضیاء، مکرم راجہ برہان احمد، مکرم حافظ مشہود احمد، مکرم حافظ طیب احمد، مکرم محمود احمد طلحہ، مکرم داؤد احمد عابد، مکرم محمد انور شہزاد، مکرم لقمان احمد شاد، مکرم مصدق احمد اور بہت سے دیگر دوستوں کا تعاون رہا۔ اس کے علاوہ درجنوں خواتین جو گھریلو کاموں کے باوجود، اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت، دیکھ بھال اور خاوندوں کی خدمت سے وقت نکال کر الفضل کی خدمت پر اپنے آپ کو دن رات مامور رکھا ان کا شکریہ ادا کرنا ضروری ہے۔ ان میں سرفہرست صفیہ بشیر صاحبہ، عائشہ چوہدری صاحبہ، صدف علیم صاحبہ، درثمین احمد صاحبہ، امتہ الباری ناصر صاحبہ، فائقہ بشریٰ صاحبہ، عنبرین نعیم صاحبہ، ناصرہ احمد صاحبہ، عطیۃ العلیم صاحبہ، زکیہ فردوس صاحبہ، رضوانہ مسعود صاحبہ، مظفرہ ثروت صاحبہ نیز مردوں میں مکرم جہاں زیب قریشی۔ جرمنی، مکرم ارشد محمود۔ یونان، مکرم فضل عمر شاہد۔ لٹویا، مکرم خاقان احمد صائم۔ لٹویا، مکرم ڈاکٹر ساجد احمد۔ کینیڈا، مکرم عدنان اشرف ورک، مکرم ذیشان

محمود، مکرم مبارک احمد بھٹی، مکرم شیخ آدم سعید۔ کینیڈا، عامر محمود ملک۔ شیفیلڈ اور جو اس فہرست میں سہواً رہ گئے ہوں سب شامل ہیں۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً

اس اظہار تشکر میں اگر دو اہم شخصیات کا نام نہ لوں تو شکرانے کا حق ادا نہ ہو گا۔ مکرم عبد الودود انچارج مرکزی آئی ٹی ٹیم اور مکرم منصور احمد عطاء ممبر آئی ٹی ٹیم نے ان تمام اداریوں کو ویب سائیٹ پر اپلوڈ کروایا اور قارئین کرام کی خدمت میں ڈِش میں رکھ کر پیش کیا اور قارئین سے داد وصول کی۔

پس ان تمام امور کو سامنے رکھ کر بزبان مرزا مظہر جان جاناںؒ سبحان اللہ سبحان اللہ بآواز بلند کہہ کر یہ کہتا ہوں اور برحق کہتا ہوں کہ ان تمام احباب وخواتین کا تعاون خاکسار کے اس لئے شامل حال کیا اور دنیا بھر میں لاکھوں کتب اور مضامین اس لئے لکھوائے کہ حنیف محمود، الفضل آن لائن کے لئے اداریے لکھ سکے۔ الحمد للہ علی ذالك

عناوین کی کل تعداد 39 ہے۔ جن میں اداریے، اعلانات نیز اس سال کے دوران جو مضامین حنیف محمود یا ایڈیٹر کے قلم سے شائع ہوئے یا بعض مضامین پر ایڈیٹر کے نوٹ شائع ہوئے، شامل ہیں۔

آداب معاشرت کے عنوان سے مضامین کا سلسلہ اور اطفال کارنر میں بچوں کے لئے شائع شدہ تقاریر الگ کتب کے طور پر تیار ہونے کی وجہ سے اس جلد کا حصہ نہیں ہیں۔

ایڈیٹر کی طرف سے شائع ہونے والے تمام اعلانات صرف ایک دفعہ ہی کتاب میں شامل کئے گئے ہیں جبکہ حقیقی اشاعت میں ان کی تعداد زیادہ ہے۔

اداریے جلد چہارم کی تکمیل کے ساتھ روزنامہ الفضل آن لائن میں طبع ہونے والے تمام اداریے اور مضامین کی کل تعداد 476 ہے۔ اعلانات، اصلاحات، تصحیحات اور درستیاں اس کے علاوہ ہیں اور چاروں جلدوں کا حجم 3007 صفحات ہے۔

قارئین سے اللہ تعالیٰ کے حضور مقبولیت کی سند پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو بہت سوں کے لئے ان کے علم و عرفان میں بڑھوتری کا باعث بنائے۔ آمین

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

حنیف محمود

ایڈیٹر

روزنامہ الفضل آن لائن، لندن

17 مارچ 2023ء

انڈیکس

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	سرزمین برطانیہ سے جلسہ سالانہ قادیان کی آنکھوں دیکھی روئیداد	1
2	اگر بارش کے یہ قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے	14
3	Punctuation کا درست استعمال	19
4	دو دِن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا!	20
5	موبائل فون ایک سہولت یا وبال جان۔ قسط 1	28
6	موبائل فون ایک سہولت یا وبال جان۔ قسط 2	35
7	رمضان کی آمد آمد ہے	42
8	جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا	43
9	الفضل کی خواہش میرے لیے ایسی ہی تھی جیسے ثُریا کی خواہش (بانی الفضل)	48
10	’’مساجد نمبر‘‘ میں 82 مساجد کے تعارف پر اظہار تشکر	52
11	قلم کار شتہ اور الفضل کی ادب گاہیں	59
12	خطبہ ثانیہ کی اہمیت اور اس میں بیان شدہ سنہری اسباق	65
13	Muslim for Life, Muslim for Peace	69
14	Inverted Commas کا بلاوجہ استعمال	74
15	صلی اللہ علیہ وسلم	75
16	چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والے افراد و خواتین کے لیے دعا کا ایک خصوصی پیکج	76
17	زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے (حضرت مسیح موعودؑ)	82
18	کسی حوالے سے قبل بعض الفاظ لکھنا	86
19	کمپوزر حضرات سے درخواست	87
20	ایک دوسرے کی باتیں کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے باتیں کریں	89

21	حوالہ دینے کا درست طریق	94
22	معروف فیصلے کی اطاعت کا مطلب	96
23	درخواست دعا	101
24	شاگردنے جو پایا استاد کی دولت ہے	102
25	ایک درستی	105
26	اردو جسے کہتے ہیں تہذیب کا چشمہ ہے وہ شخص مہذب ہے جس کو یہ زبان آئے	106
27	مربی ضرور بنیں۔ مربی صاحب نہ بنیں	110
28	انسان سے کُتپن نہیں ہوتا	111
29	السلام علیکم کو رواج دیں	116
30	آنحضرتؐ ایک جسم کی طرح ہیں اور صحابہؓ آپؐ کے اعضاء ہیں (حضرت مسیح موعودؑ)	117
31	حَرْثُ الْاٰخِرَۃِ	121
32	جماعتی میٹنگز واجلاسات میں شمولیت کی اہمیت وبرکات۔ قسط۔1	125
33	جماعتی میٹنگز واجلاسات میں شمولیت کی اہمیت وبرکات۔ قسط۔2	132
34	Practice makes a man perfect	139
35	الفضل بطور ٹانک	145
36	کُلُّ اُمَّۃٍ تُدْعٰی اِلٰی کِتٰبِھَا	156
37	Check your fuel	161
38	جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ قسط۔1	165
39	جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ قسط۔2	174
40	ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب	182

﴾1﴿

سرزمین برطانیہ سے
جلسہ سالانہ قادیان کی آنکھوں دیکھی روئیداد

حضرت امام جعفر صادقؒ کی پیشگوئی

”مومن جو امام قائم کے زمانہ میں مشرق میں ہو گا اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مغرب میں ہو گا اور اسی طرح جو مغرب میں ہو گا وہ اپنے اس بھائی کو دیکھ لے گا جو مشرق میں ہو گا۔“

(بحار الانوار جلد 52 صفحہ 391)

کے مطابق امام مہدی کے دور میں ایک دوسرے کو دور بیٹھے دیکھ سکنے کا نظارہ ایک بار پھر جلسہ سالانہ قادیان کے تیسرے روز اس وقت دیکھنے کو ملا جب جماعت احمدیہ عالمگیر کے امام حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کے تیسرے روز مؤرخہ 25/دسمبر 2022ء بروز اتوار حاضرین جلسہ قادیان سے اختتامی خطاب فرمایا اور ہم نے لندن میں بیٹھے قادیان کے روح پرور مناظر دیکھے۔ حاضرین کو مشاہدہ کیا اور حاضرین جلسہ قادیان نے اپنے پیارے امام کو دیکھا اور محظوظ ہوئے جو ایمانوں کو جلا بخشنے کا موجب ہوا اس کے علاوہ افریقہ کے پانچ ممالک نے بھی لندن اور قادیان کے نظارے مختلف اوقات کے باوجود بیک وقت دیکھے۔

خاکسار اس وقت لندن سے جلسہ سالانہ قادیان کا آنکھوں دیکھا احوال قارئین کے سامنے رکھنے جا رہا ہے۔ قادیان سے بھی آنکھوں دیکھا حال الگ سے شائع ہو گا ان شاء اللہ۔ برطانیہ میں ایوانِ مسرور اسلام آباد ٹلفورڈ میں انتظام تھا۔ منتظمین نے ہال میں جلسہ سالانہ کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ اس دفعہ سامعین کے لئے زمین پر بیٹھ کر خطاب سننے کا انتظام تھا۔ جوتے باہر ہی اتارنے کی ہدایت تھی۔ اندر ہال میں داخل ہوتے ہی خاکسار نے رب ادخلنی مدخل صدق کی

دعا پڑھی اور ہال کی سجاوٹ کو دیکھ کر اللہ اکبر اور سبحان اللہ کی صدائیں خاکسار کی زبان سے بلند ہوئیں۔ ابھی میں کرسیوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ مکرم مرزا حفیظ احمد کارکن دفتر امیر صاحب لندن نے اپنا ہاتھ بلند کر کے مجھے اپنی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ اِدھر آجائیں۔ چنانچہ مجھے اسٹیج کے ایک طرف یعنی حضور انور کے دائیں طرف لگی کرسیوں میں دوسری رو میں بٹھا دیا گیا۔ جہاں سے خاکسار نے پورے ہال کا ایک طائرانہ نظارہ کیا تو مجھے گرے اور نیلا رنگ نمایاں طور پر نظر آیا۔ زمین پر گرے رنگ کے نئے کارپٹ بچھے ہوئے تھے۔ اسٹیج پر بھی اسی گرے کارپٹ کا تسلسل تھا پیارے حضور کی کرسی کے نیچے اسی کلر کا مگر کالے بارڈر کا رگ (Rug) نظر آرہا تھا۔ اسٹیج پر حضور کے سامنے رکھا میز اور روسٹرم کا رنگ بھی قدرے گرے تھا۔ اسٹیج تو پہلے ہی بہت خوبصورت دکھائی دے رہا تھا اس کا بیک گراؤنڈ بھی اسٹیج کی خوبصورتی میں رنگ بھر رہا تھا مگر حضور کے رونق افروز ہونے کے بعد تو اس کو چار چاند لگ گئے۔

بیک گراؤنڈ

اسٹیج کے پیچھے ایک بڑی نیلے رنگ کی اسکرین نمایاں نظر آرہی تھی۔ جس کے وسط میں وما ارسلنك الا رحمة للعالمين بہت خوبصورت کیلی گرافی میں لکھی موجود تھی۔ اس کے اوپر قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ال عمران کی آیت مع ترجمہ اردو اور انگریزی نمایاں تھی۔ دائیں جانب اردو میں ۱۲۷واں جلسہ سالانہ قادیان مؤرخہ 23-24-25 دسمبر 2022ء درج تھا اور بائیں جانب انگریزی میں

127th Jalsa Salana Qadian 23rd , 24th, 25th December 2022

لکھا تھا۔ اس کے علاوہ دائیں طرف روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 308 سے حضرت مسیح موعودؑ کی یہ عبارت لکھی تھی جس کا انگریزی ترجمہ بائیں جانب درج تھا:

وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُر زور دریا سے کمالِ تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان

کامل کہلایا......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالَم کا عالَم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیّین جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اسٹیج کی دونوں اطراف کرسیاں رکھی گئی تھی۔ اسٹیج کے بائیں جانب کرسیاں وکلاء، افسران صیغہ کے لئے مختص تھیں۔ جبکہ دائیں جانب کی کرسیاں اراکین مجلس عاملہ امیر صاحب یوکے اور دیگر مہمانان خصوصی کے لئے مختص کی گئی تھیں۔

اسٹیج کے سامنے دو ٹی وی اسکرین زمین پر نصب تھیں جن پر حضور لندن جلسہ کے مناظر دوسرے پر قادیان جلسہ کے مناظر اور افریقہ کے چھ ممالک گنی بساؤ، مالی، ایوری کوسٹ، ٹوگو، برکینا فاسو اور نائیجیریا میں جلسہ کے مناظر دیکھ سکتے تھے نیز ٹی وی اسکرین کے ساتھ ساتھ دو گھڑیاں نصب تھیں۔ ایک پر یوکے کا اسٹینڈرڈ ٹائم اور دوسرے پر بھارت کا اسٹینڈرڈ ٹائم تھا۔

اسٹیج کے دائیں بائیں لمبے رخ دو عدد بینرز پر کلمہ طیبہ خوبصورتی کے ساتھ لکھا لٹک رہا تھا اور ان کے دونوں جانب نیلے رنگ کے پردوں سے دیوار کو cover کیا ہوا تھا۔ جو اسٹیج اور ہال کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔

بینرز

اسٹیج والی جانب چھوڑ کر باقی تین اطراف میں نیلے رنگ کے بینرز چھت سے معلق تھے جن کے اندر محراب بنے ہوئے تھے اور ان کے اندر عبارات درج تھیں۔ دو میں تو منارۃ المسیح بنا ہوا تھا اور دو پر محمدؐ لکھا تھا۔ ایک بینر پر حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ درج تھے۔

”اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے۔“

جبکہ ایک بینر پر یہ اشعار لکھے تھے۔

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر
اب دیکھتے ہو کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

اور ہر بینر کے نیچے 127th جلسہ سالانہ قادیان تحریر تھا۔

ٹی وی اسکرینز

ایوانِ مسرور میں تین 60 انچ کے ٹی وی اور ایک 48 انچ کا ٹی وی مختلف جگہوں پر لگائے گئے تھے جن پر حضور انور کی آمد سے قبل قادیان دار الامان کے خوبصورت مناظر آنکھوں کو خیرہ کرتے اور ایمانوں کو ابھار رہے تھے۔ ان نظاروں اور ان معلومات کو خاکسار کا قلم جو جلدی جلدی سے قارئین الفضل کے لئے محفوظ کر سکا وہ ازدیاد علم اور ایمان کے لئے درج کر رہا ہے۔

جلسہ گاہ قادیان

قادیان دار الامان میں بھی اسٹیج کا یہی بیک گراؤنڈ تھا۔ جلسہ گاہ خوبصورت بینرز سے سجایا گیا تھا۔ حاضرین و سامعین کے لئے پرالی کی جگہ کارپٹ بچھائے گئے تھے۔ اسٹیج کے ارد گرد پھولوں کے گملے بھی نظر آئے۔ شاملینِ جلسہ کو سراپا آغوش ہو کر تقاریر سنتے دیکھا۔ 9 زبانوں میں رواں ترجمہ تھا اور مختلف قومیں اپنی اپنی زبان میں جلسہ سے مستفیض ہوئیں۔

ان ٹی وی اسکرینز پر بہشتی مقبرہ کا نظارہ بھی دیکھنے کو ملا۔ تمام کیاریاں خوبصورت پھولوں سے اٹی پڑی تھیں۔ مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک پر لائیٹننگ کی گئی تھی۔ مسجد اقصیٰ کی چھت پر لگے سولر سسٹم کو دیکھ کر خوشی ہوئی۔ مسجد کے اندر حسبِ سابق شوخ رنگ کی دریاں نظر آئیں۔ کمنٹری کرنے والوں نے بتایا کہ 35 نظامتیں کام کر رہی ہیں۔ تین لنگر میں چاول، سالن اور دال بن رہی ہیں جبکہ روٹی پلانٹ پر روزانہ 8 ہزار روٹی تیار ہو رہی ہے۔ 37 ممالک کے نمائندے اس جلسہ میں شامل

ہوئے۔انڈونیشیا کے ایک نئے گیسٹ ہاؤس میں امسال مہمان پہلی بار قیام فرما رہے ہیں۔ دارالضیافت اور سرائے وسیم کے علاوہ بہت سے گیسٹ ہاؤسز ہیں۔

مختلف جگہوں پر ٹائلیٹس عارضی طور پر تعمیر کی گئی ہیں مگر جلسہ گاہ اور مساجد پر مستقل بنیادوں پر وضو خانے اور واش رومز تعمیر ہوئے ہیں۔ تین عدد نمائشیں لگائی گئی ہیں۔ان میں قرآن نمائش، الاسلام امن عالم نمائش اور مخزن تصاویر نمائش، تبلیغ و دعوت الی اللہ کا حق ادا کر رہی ہیں۔ پارکنگ، قیام گاہوں اور دیگر جگہوں پر سی سی ٹی وی کیمرے آپریٹ کر رہے تھے۔

جماعت احمدیہ قادیان کا اپنا فائر بریگیڈ کا انتظام تھا تاہم حکومتی سطح پر بھی یہ انتظام موجود تھا۔ تین روز ہندوستان بھر سے مختلف اقوام، مختلف شکل و شبہات رکھنے والے محض للہ سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے قادیان میں موجود تھے۔ جن میں گرم علاقوں سے بھی ایسے پیارے وجود موجود تھے جو پہلی دفعہ موسم سرما کی ٹھنڈ برداشت کر رہے تھے۔

حضور انور کی آمد

حضور انور صبح 10:32 پر ایوان مسرور کے درمیانی گیٹ کے راستہ، ہال میں رونق افروز ہوئے۔ حاضرین کو بلند آواز سے السلام علیکم کہا۔ تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر اپنے پیارے امام کو اھلا و سھلا و مرحبا کہا۔ حضور اپنی نشت پر براجمان ہوئے۔ مکرم منیر احمد جاوید پرائیویٹ سیکرٹری نے پروگرام حضور کے سامنے رکھا۔ حضور انور نے اپنے دائیں جانب نظر شفقت کی تو خاکسار کی زبان سے اچانک یہ دعائیہ فقرے نکلے اُنظُر الی برحمة وتحنن۔ بلکہ حضور نے دو دفعہ نظر شفقت ڈالی اس کے بعد حضور نے مکرم فیروز عالم انچارج بنگلہ ڈیسک کو تلاوت کے لئے دعوت دی۔ آپ نے سورة بقرہ کے آخری رکوع کی تلاوت خوش الحانی سے کر کے تفسیر صغیر سے ترجمہ بھی پیش کیا۔ پھر مکرم ناصر علی عثمان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار! سے کچھ اشعار ترنم سے پڑھ کر سنائے۔ بعد ازاں حضور 10 بج کر 50 منٹ پر روسٹرم پر تشریف لائے اور خطاب کا آغاز فرمایا۔

حضور کے خطاب کا خلاصہ جرمنی سے ہمارے نمائندہ مکرم قمر احمد ظفر نے تیار کیا جو تمام گروپس میں بذریعہ واٹس ایپ بھجوادیا گیا ہے اور عنقریب الفضل کا حصہ بنا دیا جائے گا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مکرم محمود مجیب اصغر نے سویڈن سے لکھا۔ بہت شاندار اور کیا ہی comprehensive خلاصہ ہے حضور کے خطاب قادیان جلسہ کا۔

اس خطاب میں حضور نے دوسری شرط بیعت میں درج 9 روحانی برائیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ وہی خلاصہ یہاں قارئین الفضل کے لئے مکرر دیا جارہا ہے۔

خلاصہ خطاب حضور انور

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشاد فرمایا! آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ قادیان کا آخری دن ہے اور اُس کے فضل سے یہ تین دن برکات الٰہی سمیٹتے ہوئے گزر گئے۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا اظہار

اِسی طرح جیسا کہ مَیں نے خطبہ جمعہ میں ذکر کیا تھا بہت سے افریقن ممالک میں بھی اِن دنوں میں جلسہ سالانہ ہو رہا ہے جن میں نائجیریا، آئیوری کوسٹ، گنی بساؤ، گنی کناکری، ٹوگو، برکینا فاسو، مالی اور زمبابوے شامل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ ہمیں ایک دوسرے کو دیکھنے اور سننے کی بھی توفیق دی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے وعدہ کو پورا کرنے کا اظہار ہے۔

جب ہم جلسہ سالانہ کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں

تو اُس جلسہ کو دیکھتے ہیں جو آج سے 130 سال پہلے ہوا یعنی باقاعدہ جلسہ جس کا حضرت مسیح موعودؑ نے اعلان فرمایا تھا۔ گو اِس سے پہلے 1891ء میں بھی ایک جلسہ ہوا تھا لیکن وہ ایک دن کا تھا اور زیادہ تر انتظامی پہلو زیر نظر رہے اور آپؑ کی اُس وقت لکھی گئی تازہ تصنیف آسمانی فیصلہ مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ نے پڑھ کر سنائی تھی۔ بہر حال جماعتی تاریخ میں 1891ء کو ہی پہلا جلسہ

شمار کیا جاتا ہے لیکن باقاعدہ اشتہار دے کر، تواریخ جلسہ سالانہ مقرر کر کے، جس جلسہ کا آپؑ نے اعلان فرمایا وہ میرے نزدیک تو 1892ء کا جلسہ ہے اور اِس جلسہ کا مقصد دینی، روحانی اور اخلاقی ترقی بیان فرمایا اور اِس پر بہت شدت سے زور دیا۔ یہی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں جہاں جماعت احمدیہ باقاعدہ قائم ہے جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ 1891ء کے چند گھنٹوں میں ختم ہونے والے مختصر جلسہ میں 75 افراد تھے اور 1892ء کے باقاعدہ جلسہ میں 327 افراد شامل ہوئے۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اِس قدر ہے

اللہ تعالیٰ ہر ملک میں ہمیں ہزاروں کی تعداد میں شاملین دکھا رہا ہے، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات اور اُس کے وعدوں کا جو اُس نے حضرت مسیح موعودؑ سے کئے ثبوت نہیں ہے، یقیناً ہے۔ اگر اعتراض کرنے والوں اور عقل کے اندھوں کی آنکھیں بند نہ ہوں تو یہی ایک بات اُنہیں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور آپؑ کی سچائی دکھانے کے لئے کافی ہے۔ بہر حال اُن کو نظر آئے یا نہ آئے، یہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، اللہ تعالیٰ کا آپؑ سے وعدوں کا پورا ہونا ہے، جس کے نظارے ہم آج دیکھ رہے ہیں۔ یہ صرف منہ کی بات نہیں، سب دنیا دیکھ رہی ہے، کیمرہ کی آنکھ اور ٹی وی کی اسکرین ہمیں یہ نظارے دکھا رہی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کے اِس فضل و احسان پر ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں؟

ہم جلسہ میں شامل ہونے کے لئے جمع تو ہو گئے، دنیا میں مختلف جگہوں پر بیٹھے ہوئے سن بھی رہے ہیں، اُس کے نظارے بھی دیکھ رہے ہیں لیکن ہمیں اِس فضل سے فیض اٹھانے اور اِس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں بھی ادا کرنی ہوں گی اور اپنے عہد اور اپنے وعدہ کو جو ہم نے جماعت میں شامل ہو کر آپؑ سے کیا ہے، پورا کرنا ہو گا۔ اِس کے لئے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنا ہوں گی۔

مَیں اِس حوالہ سے کچھ ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاؤں گا آج جن کا ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آکر اُن پر عمل کرنے کا آپؑ سے وعدہ کیا ہے۔ ہم نے بیعت میں آکر اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکموں اور اُسوہ کے مطابق کرنے کے وعدے تو بہت کئے ہیں اِس عہد میں لیکن وقت کی رعایت سے مَیں اِس وقت دوسری شرط بیعت کے حوالہ سے کچھ باتیں کروں گا۔ اگر اِس کے مطابق ہم اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں تو اپنے اندر اور دنیامیں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا کر سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے عہد کی دوسری شرط

جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا (یعنی بیعت کرنے والا) اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیساہی جذبہ پیش آوے۔ اِس میں آپؑ نے 9 برائیوں کا ذکر کر کے اِس طرف توجہ دلائی ہے اور یہ برائیاں ایسی ہیں جن کو چھوڑنے سے انسان روحانی اور اخلاقی طور پر ترقی کر سکتا ہے۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے اِس عہد (دوسری شرط بیعت) پر عمل اور اِس کی اہمیت وضع کرنے نیز اِس میں بیان کی گئی بالترتیب اوّل الذکر 9 برائیوں سے اجتناب کرنے کے بارہ میں فرمودات باری تعالیٰ، احادیث نبویہؐ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ارشادات کے تناظر میں تفصیلی روشنی ڈالی۔

معیار سچائی

سچائی کا معیار جس پر ایک احمدی کو قائم ہونے کے لئے بھرپور کوشش کرنی چاہئے یہ ہے کہ اپنے اور اپنے پیاروں کے خلاف بھی گواہی دینے سے گریز نہ کرے۔ بڑی باریکی سے ہمیں اپنے جائزے لینے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے، جھوٹ کتنا گھناؤنا فعل ہے جو شرک کے برابر ہے۔ اگر ہم اپنے جائزے لیں تو بہت سوں میں خود یہ بات نظر آئے گی کہ بہت سے مواقع پر وہ غلط بیانی سے کام لے جاتے ہیں، پس غور کا مقام ہے، کیا ہم اپنا عہد پورا کرنے والا بن رہے ہیں؟ آپؐ کا تو

معیار یہ ہے کہ مذاق میں بھی غلط بات کہنا جھوٹ ہے، یہ ہیں وہ معیار جو ہمیں حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پس ہر احمدی کو اپنے سچائی کے معیار بہت اونچے کرنے کی ضرورت ہے، اگر یہ سچائی کے معیار ہم حاصل کر لیں تو بہت سے جھگڑے اور مسائل ہمارے ختم ہو جائیں۔

زنا سے بچنا

آجکل کے زمانہ میں تو میڈیا نے اِس کے پھیلانے کی تمام حدیں توڑ دی ہیں اور اِن حالات میں تو ہمیں اپنے آپ اور اپنی نسلوں کو بھی بچانے کے لئے خاص کوشش کرنی ہوگی۔ گندی فلمیں دیکھنا، گندے خیالات دل میں پیدا کرنا، یہ بھی زنا کی قسمیں ہیں جو انسان کو برائیوں اور فحشاء میں دھکیلتی چلی جاتی ہیں۔ بچوں کے بھی ایسے پروگرام دکھائے جاتے ہیں جس میں فحش باتوں سے اُن کے دماغ زہر آلود کئے جارہے ہیں، پس ایسے حالات میں تو ہمیں بہت فکر کے ساتھ ایک جہاد کرنا ہوگا۔ صرف زنا ظاہری نہیں بلکہ ہر قسم کی باتیں جو برائیوں میں ملوث کرتی ہیں، بے حیائیوں اور فحشاء کی طرف لے جاتی ہیں، وہ سب اِس میں شامل ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو جو لوگ اِن غلاظتوں میں پڑتے ہیں وہ خود بھی مختلف قسم کی بیماریوں کے عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں اور آخرت کے عذاب کے بارہ میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ کیا سلوک ہوگا، اِس کی کیا شدت ہوگی، کاش کہ ایسے لوگ عقل کریں۔ پس ہم نے جہاں معاشرہ کی اِس بڑی تیزی سے پھیلنے والی برائی سے اپنے آپ، اپنی نسلوں کو بچانا ہے وہاں ماحول کو صاف رکھنے کے لئے دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اِن فحشاء کی ترویج بھی اصل میں دہریت پھیلانے والوں کا ایک ایجنڈا اَور حصہ ہے جو خدا تعالیٰ اور مذہب سے انسان کو دُور لے جانا چاہتے ہیں، پس ہمیں بہت کوشش سے اِس جہاد میں بھی حصہ لینا ہوگا۔

بدنظری سے بچنے کی خاص طور پر فرمائی گئی تلقین

اسلام نے نظروں کو نیچا رکھنے کا حکم مَردوں اور عورتوں دونوں کو دیا ہے اور یہ دے کر حیاء کے اُس معیار کو قائم فرمایا ہے جس سے کسی برائی کا امکان ہی نہ رہے۔ اگر ایسے معیار ہم قائم کرنے کی کوشش کریں تو پھر ہی ایک پاکیزہ معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ اِس حکم کی وسعت صرف یہی

نہیں ہے ظاہری طور پر دیکھنے میں بلکہ آجکل جو میڈیا، کمپیوٹر، ٹی وی ہے اِس پر غلط اور ننگے پروگرام جو آتے ہیں، اُن تک یہ اِس کی وسعت پھیلی ہوئی ہے، وہاں بھی ہمیں احتیاط کرنی چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا ہم نے حاصل کرنی ہے تو پھر اِس قدر باریکی میں جا کر ہمیں اپنی اصلاح کرنی ہوگی اور اپنے بچوں کو بھی سمجھانا ہوگا۔

ہم سب کے لئے ایک لائحہ عمل

حضرت مسیح موعودؑ نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہونے کے بارہ میں فرماتے ہیں: وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشس کی گواہی ہے اور خدا کی کتابیں اُس پر اتفاق رکھتی ہیں، خدا کو ایسے طور پر نہ مانو جس سے خدا کی کتابوں میں پھوٹ پڑ جائے، زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو اور بد نظری نہ کرو اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو اور نفسانی جوشوں سے مغلوب مت ہو اور پنجوقتہ نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر ہی انقلاب آتے ہیں اور اپنے نبی کریمؐ کے شکر گزار رَہو، اُس پر درود بھیجو کیونکہ وہی ہے جس نے تاریکی کے زمانہ کے بعد نئے سرے سے خدا شناسی کی راہ سکھائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پس یہ ہے ہمارا لائحہ عمل، اگر ہم اِس کے مطابق عمل کر لیں تو ہم ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے پناہ حکمتیں رکھے ہوئے ہے، ایک احمدی کو اپنے ایمان کو صیقل کرنے کے لئے اِن پر غور کرتے رہنا چاہئے تبھی ہم بیعت کا حق ادا کرنے والے بن سکیں گے۔

آج لجنہ اِماءِ اللہ کی تنظیم کو بھی بنے ہوئے سو سال ہو گئے ہیں

حضور انور ایدہ اللہ نے اِس کی بابت ارشاد فرمایا:

”آج لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو بنے ہوئے بھی سو سال ہو گئے ہیں۔ لجنہ کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ جائزہ لیں کہ اس سو سال میں کس حد تک لجنہ نے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کی ہے اور بیعت کا حق ادا کرنے والا اپنے آپ کو بنایا اور کوشش کی اور کس حد تک اپنے بچوں اور اپنی نسل کو بیعت کا حق ادا کرنے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے دعاوی سے جوڑنے والا اور ماننے والا بنایا

ہے۔ اگر ہم نے اس کے مطابق اپنی نسلوں کی اٹھان کی ہے تو یقیناً لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اللہ تعالیٰ کی شکر گزار بندیاں ہیں۔ پس یہ جائزے آج لینے کی ضرورت ہے اور جہاں کمیاں رہ گئی ہیں وہاں ایک عزم کے ساتھ عہد کریں کہ ہم نے لجنہ کی اگلی صدی میں اس عہد کے ساتھ قدم رکھنا ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو عہد بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائیں گی۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔" (آمین)

اختتامی دعا سے قبل

حضور انور ایدہ اللہ نے تلقین فرمائی! ہر شامل جلسہ جو کسی بھی طرح جلسہ میں شامل ہے یہ عہد کرے کہ ہم نے ایک پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنی ہے اور عہد بیعت کو اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ نبھانا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب 11 بج کر 50 منٹ پر ختم ہوا۔ اس کے بعد دل گداز دعا حضور نے کروائی اور حاضری یوں بتائی۔

قادیان میں 37 ممالک کے 14500

ایوان مسرور میں 1406

بیت الفتوح میں 1200

بیت الفضل میں 400

افراد شامل ہیں

بعد ازاں قادیان کے مردوں اور عورتوں نے ہر دو اطراف سے نظمیں پڑھ کر شاملین جلسہ کو محظوظ کیا۔ مکرم امیر صاحب یوکے نے نمازوں کے اوقات کے بارے حضور کو بتایا۔ حضور انور نے زوال کا وقت پوچھا۔ صدر خدام الاحمدیہ نے اپنے موبائل سے زوال کا وقت نکال کر دکھایا۔ تب حضور ساڑھے بارہ بجے نمازوں کا اعلان فرما کر تشریف لے گئے۔

دوپہر کا کھانا

باجماعت نمازوں کے بعد ایوان مسرور کے باہر شیڈ میں اور کھانے کی مارکی میں ہر دو جگہوں پر کھانے کا انتظام تھا۔ جن میں آلو گوشت، روٹی اور زردہ تھا۔ شاملین جلسہ پیٹ بھر کر محظوظ ہوئے اور انتظامیہ نے پیکٹس کی صورت میں تحفہ بھی شاملین کو ساتھ دیا۔

پارکنگ میں مارکی

ایوان مسرور کے علاوہ دو مارکیز بھی لگائی گئی تھیں۔ ایک تو ایوان مسرور کے ساتھ لجنہ جانب میں اور دوسری بڑی مارکی پارکنگ کی جگہ پر تھی۔ جہاں عورتوں اور مردوں نے الگ الگ اپنے مخصوص حصوں میں جلسہ سنا۔ اس مارکی کو ہیٹرز سے گرم کرر کھا تھا۔

جلسہ کے بعد پیارے حضور نے تمام جگہوں کا جب معائنہ فرمایا تو ان مارکیز میں تشریف لے گئے۔

ڈیوٹی پر مامور عملہ حفاظت اور خدام

اس موقع پر اگر قربانی کرنے والے ان افراد کا ذکر نہ کیا جائے تو رپورٹ ادھوری رہ جائے گی۔ عملہ حفاظت کے ساتھ ساتھ تعاون کرنے والے خدام بھی بہت بڑی تعداد میں موجود تھے فجزاھم اللہ تعالیٰ۔ ان میں روٹی پیک کرنے اور روٹی serve کرنے والے لوگ الگ تھے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ایم ٹی اے

ایم ٹی اے کے کارکنان کا بھی بے حد شکریہ۔ جن کی بدولت ساری دنیا میں بیٹھے احمدی احباب بھی اس جلسے میں شامل ہو سکے اور قادیان کے مناظر دیکھ کر محظوظ ہوئے فجزاھم اللہ تعالیٰ۔

افریقن ممالک کی Live streaming کے ذریعے شرکت

افریقہ کے 8 ممالک نائجیریا، ایوری کوسٹ، گنی بساؤ، گنی کوناکری، ٹوگو، برکینا فاسو، مالی، اور زمبابوے میں جلسے ہوئے ان میں سے چھ ممالک Live streaming کے ذریعے اس جلسے میں شامل ہوئے۔

امراء کی شرکت

لندن ایوان مسرور میں مکرم امیر صاحب یوکے کے علاوہ مکرم امیر صاحب کینیڈا، مکرم امیر صاحب جرمنی اور مکرم امیر صاحب ہالینڈ نے شرکت کی۔ ان کے علاوہ جو مختلف ممالک سے خاکسار کو دوست نظر آئے ان میں جرمنی، کینیڈا، امریکہ کے لوگ بھی شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جزائے خیر عطا کرے اور تمام شاملین جلسہ خواہ وہ ایم ٹی اے کے مبارک نظام کے ذریعہ اپنے گھروں میں بیٹھ کر شامل ہوئے، کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہو:

”ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔“

(اشتہار 7/ دسمبر 1892ء مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 03 جنوری 2023ء)

﴿2﴾

اگر بارش کے یہ قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے

(الہام مسیح موعود)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

ایک بار میرے جی میں آیا کہ اللہ نے جو انعام مجھ پر کئے ہیں۔ ان پر ایک کتاب لکھوں۔ اس ارادے کی تکمیل کرنے لگا تو کشف میں دیکھا۔ زور سے بارش ہو رہی ہے اور اللہ مجھے فرماتا ہے کہ اگر یہ قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن سکو گے۔ تب میں نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد 7 صفحہ 310)

الفضل اپنی ذات میں قارئین کے ازدیادِ ایمان و علم کا باعث بنتا ہے۔ جو ایک نعمتِ خداوندی سے کم نہیں۔ اس حوالے سے مجھے بھی اپنا جائزہ لینے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ محاسبہ ہوتا رہتا ہے اور بہتری کی طرف قدم بڑھانے کی کوشش رہتی ہے۔ ابھی چند دن کی بات ہے کہ مکرمہ امۃ الباری ناصر آف امریکہ کا بجھوایا ہوا مضمون ''ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام'' قسط نمبر 6 کو بغرض پروف پڑھنے کا موقع ملا۔ جس میں بارانِ رحمت اور اس کے لیے دعاؤں کا مضمون بیان ہوا ہے۔

اس مضمون میں اللہ تعالیٰ کے انسان پر ہونے والے احسانات، انعامات اور فضل تحریر میں لانے کے ذکر میں اللہ تعالیٰ نے الہاماً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ اگر بارش کے قطرے گن سکتے ہو تو میرے احسان بھی گن لو۔

یہ صوفیانہ مضمون اتنا گہرا اور لطیف ہے کہ ہر کسی کے بس میں نہیں۔ وگرنہ ریا اور دکھاوا تو آڑے آہی جاتا ہے۔ انسان کی زندگی خدا تعالیٰ کے انعامات اور فیوض سے بھری پڑی ہے۔ انسان کی پیدائش ایک صحیح سالم حیثیت میں ہونا ایک بہت بڑا انعامِ خداوندی ہے۔ صحیح سالم اعضاء انسانی خود اپنی ذات میں انعامِ خداوندی سے کم نہیں ہیں۔ ان اعضاء کی موجودگی کا کسی ایسے شخص سے پوچھ کر دیکھیں جو ان میں سے کسی عضو سے محروم ہے۔ وہ اندھا ہو سکتا ہے، وہ گونگا ہو سکتا ہے، وہ بہرہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس اذیت سے یہ لوگ گزر رہے ہوتے ہیں وہ بیان سے باہر ہے۔

پھر پیدائش کے وقت ماں باپ کا ہونا بھی ایک نعمت ہے ورنہ بچے کی پیدائش کے ساتھ ہی بسا اوقات ماں اس دنیا سے کوچ کر جاتی ہے اور وہ یتیمی و مسکینی کی حالت میں نشو و نما پانے لگتا ہے۔ یتیمی اور مسکینی کا صدمہ ان سے پوچھیں جو اس درد سے گزر رہے ہیں۔ بچہ بڑا ہونے لگتا ہے۔ والدین اس کی نشو نما کرتے۔ پڑھاتے لکھاتے اور اس کو عظیم انسان بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر اہل و عیال والا ہو جاتا ہے۔ دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہوتا ہے دینی لحاظ سے وہ متدین انسان بن جاتا ہے اور پھر خاتمہ بالخیر بھی ہوتا ہے تو یہ تمام نعماء الٰہی ہیں۔ جن کو انسان گننے کی کوشش کرے تو یہ اسی طرح ناممکن ہے جس طرح بارش کے قطرات کا شمار۔ بارش بھی ایک رحمت ہوتی ہے۔ اس کے عذاب سے بچنے کے لیے دعا کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی برسات بھی ایک بارش ہے۔ جس کے قطرے گن تو نہ سکے لیکن شکر الٰہی تو ہر صورت میں انسان پر واجب ہے اور کروٹ کروٹ ہر نعمت پر شکر خداوندی کرنا انسان پر فرض ہے اور سب سے بہتر شکرِ خداوندی الحمدللہ رب العالمین کہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار قرآن کریم میں یہ مضمون بیان کیا ہے کہ انسان پر جب نعماء بارش کی طرح برس رہی ہوتی ہیں اس وقت انسان کو اللہ یاد نہیں آتا اور جب یہ نعما چھین لی جاتی ہیں یا کم ہو جاتی ہیں یا کسی مشکل میں انسان آجاتا ہے تو پھر اپنے اللہ کی طرف جھکتا اور اس سے مانگتا ہے۔

اس کے مقابل پر ایک اور مضمون ”وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ “میں بیان ہوا ہے کہ اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کا شمار کیا کرو۔ اسی لیے بعض نثر نگار مضامین لکھ کر شکرِ خداوندی کا اظہار کرتے ہیں اور بعض اپنی زندگی پر کتاب لکھ جاتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھے،صاف ستھرے اجلے کپڑے پہن کر اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کا اظہار کیا کرو۔ کنجوسی سے کام نہیں لینا چاہیے۔ صاف ستھرا رہ کر اپنی بساط کے مطابق زندگی بسر کرنا اور اللہ کی نعمتوں کو ظاہر کرنا بھی ایک اسلامی تعلیم ہے ہر دو کا نتیجہ یہی ہے کہ انسان ہر وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں تلے دبا ہوتا ہے۔ اسی خدا کا وہ مرہونِ منت ہوتا ہے۔ جس کے لیے اسے خدائے وحدہ لاشریک کا شکر ادا کرنا ضروری ہے تا ”لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ “ کے اصول کے مطابق اسے مزید نعمتوں سے نوازا جائے۔ شکر کے موضوع پر خاکسار بہت سے آرٹیکلز لکھ چکا ہے جو منظر عام پر آچکے ہیں۔ جن میں شکرِ خداوندی کی تمام اسلامی تعلیم،اس کے نتائج اور برکات کا ذکر موجود ہے۔ شکر کرنے کے توکئی انداز ہو سکتے ہیں۔ ایک دن ایک بزرگ جمعہ کے روز مسجد مبارک میں میرے ساتھ کرسیوں پر بیٹھ گئے اور چند سیکنڈ اپنے سانس کے ساتھ سانس ملا کر کہنے لگے۔ شکرانے کے دو نفل پڑھ لوں جو آج مسجد مبارک میں حضور کی اقتداء میں جمعہ پڑھنے کی توفیق دے رہا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”جب ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں تو یہ صرف سادہ شکر گزاری نہیں ہے بلکہ اس بات کا اقرار ہے کہ ایک تو اپنے فضل سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سامان بہم پہنچائے پھر ہماری محنت یا کوشش جو بھی ہم نے کی اور جس حد تک کی اس کو نوازتے ہوئے ہماری دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اس کے پھل عطا فرمائے اور پھر صرف یہی نہیں کہ اس حد تک انعامات اور فضلوں سے نوازا جس قدر ہماری محنت اور دعا تھی بلکہ جہاں جہاں ہماری کوششوں میں کمیاں رہ گئیں،ہماری دعاؤں میں کمی رہ گئی،اس کی اصلاح کرتے ہوئے اس کے بہترین اور خوبصورت اور احسن ترین نتائج بھی پیدا فرمائے۔ پس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری معمولی انسانوں کی شکر گزاری کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کی حمد کرتے ہوئے

کہ ہماری پردہ پوشی فرمائی ہے کمیوں کو دور کیا اور نہ صرف یہ کہ پردہ پوشی فرمائی بلکہ خود ہی ان کی اصلاح کرتے ہوئے ان کوششوں کے معیار بھی بہتر کر دیئے اور اتنے بہتر کر دیے کہ انسانی کوششوں سے وہ نتائج حاصل نہیں ہو سکتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے۔ پس جب ہم اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کریں تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو خوشخبری دیتا ہے کہ تم میری حمد اور شکر گزاری کی گہرائی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہوئے، میرے شکر گزار بنتے ہوئے، جو اچھے نتائج تم نے حاصل کئے ہیں انہیں میری طرف منسوب کرتے ہوئے جب اپنی سوچوں کے دائرے اس طرح چلاتے ہو تو پھر ایسے لوگوں کو مَیں نوازتا ہوں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی حمد کا مضمون اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، طاقتوں اور تمام صفات کا ادراک پیدا کرنے والا ہے جسے ہمیں سمجھنے کی اور ہر وقت سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔"

اب ہم اللہ کی دی ہوئی توفیق سے نئے سال میں داخل ہو چکے ہیں۔ ہمیں اپنے اوپر گزشتہ سال میں اللہ تعالیٰ کے ہونے والے افضال اور نعمتوں کا جائزہ لے کر شکر خداوندی بجالاتے ہوئے اس کے حضور سجدہ ریز ہو جانا چاہیے اور اوپر حضور کے بیان فرمودہ اصول کے مطابق کثرت سے اللہ کی حمد و ثنا کرنی چاہیے۔

اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کو دہراتے رہیں جس میں انعامات میں کمی آنے پر اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔ دعا یوں ہے۔

اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا و آثرنا ولا تؤثر علینا وارضنا وارض عنا

(ترمذی کتاب الدعوات از خزینۃ الدعاء صفحہ 83)

یعنی اے اللہ! ہمیں نعمتوں میں بڑھاتا رہ اور ان میں کمی نہ کرنا، ہمیں عزت دے اور رسوائی سے بچا، ہمیں اور زیادہ عطا کر اور عطا کی گئی اشیاء سے محروم نہ رکھنا، ہم کو ترجیح دے اور ہم پر کسی کو ترجیح نہ دینا، ہمیں ہمیشہ خوش رکھ اور خود بھی ہم سے راضی رہنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقی معنوں میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن کر زندگی گزارنے کی توفیق دے آمین۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 05 جنوری 2023ء)

﴿3﴾

Punctuation کا درست استعمال

ادارہ الفضل کی طرف سے بار بار توجہ دلانے سے مضمون نویسوں اور کمپوزر حضرات کی طرف سے کمپوزنگ میں بہت بہتری آئی ہے۔ الحمدللہ

تاہم ابھی بھی بہت Scope باقی ہے۔

1۔ بعض دوست قرآنی آیت کے ساتھ حوالہ دینے کی بجائے ترجمہ کے بعد حوالہ آیت درج کرتے ہیں۔ جو درست نہیں۔ حوالہ آیت کریمہ کا ہے نہ کہ ترجمہ کا نیز بعض دوست آیت کریمہ کے ترجمہ پر Inverted Comma لگاتے ہیں۔ جو درست نہیں۔

2۔ آیات کریمہ پر نہ تو Inverted Comma لگائیں اور نہ ہی بریکٹس۔

3۔ بعض لوگ آیت کریمہ یا بعض دیگر جگہوں پر بڑی بریکٹس [] استعمال کرتے ہیں۔ وہ کسی جگہ بھی استعمال نہ کریں۔

4۔ کوشش کرکے قرآنی آیات Alislam.org سے لے کر آئیں۔ تا غلطی کا کوئی احتمال نہ ہو۔

5۔ کوشش کریں کہ محمد کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر لکھیں نہ کہ کمپیوٹر والا ﷺ۔

6۔ مضمون ادارہ کو بھجوانے سے قبل ایک دفعہ ضرور پڑھ لیا کریں۔

کان اللہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 جنوری 2023ء)

﴿4﴾

دو دِن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا!

(نئے سال میں نئے عہد باندھنے کے لئے ایک رہنما تحریر)

مکرمہ صفیہ بشیر سامی۔ لندن نے اپنی ایک تحریر اشاعت کے لیے بھجوائی۔ اس کی نوک پلک درست کرنے کے دوران اس تحریر کی اہمیت اور افادیت اجاگر ہوئی۔ ادھر نئے سال کے آغاز پر عہد و پیمان باندھنے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ خاکسار اس تحریر کو مسز سامی کی پیشگی اجازت سے اداریہ کا حصہ بنا کر قارئین کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں درج باتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

واٹس ایپ پر ہر روز کئی قسم کی بہت ساری ویڈیو نظر سے گزرتی ہیں بار بار اُن کو ڈیلیٹ بھی کرنا پڑتا ہے کچھ اچھی بھی لگتی ہیں جن کو دوبارہ دیکھنے کو دل کرتا ہے۔ ابھی ایک کلپ دیکھا ہے جو ہو سکتا ہے میری طرح اور بھی بے شمار لوگوں نے دیکھا ہو گا۔ ایک عرب بِن بلائے اپنے بھتیجے کی شادی پر اپنے بھائی کے گھر شادی والے دن پہنچ کر سب کو حیران کر دیتا ہے اور اس سرپرائز سے سب کو اتنی خوشی ہوتی ہے کہ آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔ ''دو دِن کی ہے کہانی، نفرت سے نہیں جینا'' یہی اس ویڈیو کا عنوان بھی تھا۔

دل خوش ہو گیا دیکھنے میں تو وہ ویڈیو بہت اچھی لگی اور خوشی بھی ہوئی کہ کتنی اچھی بات ہوئی کہ روٹھے ہوئے بھائی ایک دوسرے کے ساتھ شکوہ شکایت کیے بغیر گلے لگے اور آنسوؤں کے تبادلے سے دل صاف ہو گئے۔ میری بھی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور میں سوچنے لگی کیا ہم بھی ایسے کر سکتے ہیں؟ میں نے کچھ ایسے لوگوں کو جنہوں نے مجھے یہ ویڈیو بھیجی تھیں پوچھا کہ کیا آپ اپنے

بھائی یا بہن کے ہاں ایسے بن بلائے شادی پر جاسکتے ہیں؟ یقین کریں سب کا یہ ہی جواب تھا کہ نہیں ہم بِن بلائے کبھی نہیں جائیں گے اور یہ بظاہر درست بھی لگتا ہے۔ کوئی بِن بلائے کسی کے ہاں کیوں جائے۔ بِن بلائے جانا مناسب نہیں لگتا۔

یوں بھی ہم لوگوں میں سے کوئی ہمت کر کے چلا بھی جائے تو ساری زندگی اُس کو یہ سُننے کو ملے گا (اسی تے انانوں نہیں بلایا سی اے ٹیٹھاں ونگوں فیر وی آ گئے) ہم نے تو نہیں بلایا تھا مگر یہ پھر بھی آ گئے۔ نجانے کیوں ہم معاف کرنے والی قوم میں سے نہیں ہیں۔ ہم بات کو بڑھا سکتے ہیں لیکن کم یا ختم نہیں کر سکتے۔ میں یہ نہیں کہتی کہ ایسا ہو نہیں سکتا ایسا کہیں نا کہیں ضرور ہوتا ہو گا جہاں واقعی دلوں میں سچی محبت ہو اور عارضی ناراضگی چل رہی ہو تو بالکل ممکن ہے اور یقیناً ایسے لوگ ہم میں سے ضرور ہوں گے جو اعلیٰ اخلاق پر قائم ہیں کہ اپنی ناراضگیوں کو رفع کرنے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہوں اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ایسے خوش نصیب لوگ ضرور ہوں گے۔ لیکن بہت کم ہوں گے۔

پھر یہی بات میں نے اپنے دل سے بھی پوچھی کہ کیا میں ایسا کر سکتی ہوں؟ بہت ہمت کی کہ خود سے جھوٹ بول جاؤں کہ ہاں ہاں میں کر سکتی ہوں لیکن دل نہیں مانا کہ یوں جھوٹ بول کر جھوٹ موٹ ایک بات کہہ دوں۔ دل نے یہی جواب دیا کہ یقیناً میں بِن بلائے ہرگز نہیں جا سکتی۔ ہاں اگر میں جن لوگوں کے پاس جا رہی ہوں اُن سے اگر میرا ایسا پیار کا رشتہ ہے کہ شرمندہ ہونے کے باوجود مجھے اور اُن کو خوشی ملے گی تو ضرور کیوں نہیں؟ میں بخوشی چلی جاؤں گی۔

بلائے یا بِن بلائے والی بات تو میں نے ویڈیو کی وجہ سے کی ہے۔ ہماری ان ناراضگیوں کی بے پناہ وجوہات ہوتی ہیں اور ہر گھر کے مختلف حالات ہوتے ہیں۔ مثلاً میرے سامنے کچھ ایسے تکلیف دہ واقعات آئے ہیں کہ میں نے اُن فیملیز کو تکلیف میں دیکھا ہے اس مشاہدے کی وجہ سے یہ سطور لکھنے کا خیال آیا۔ ہنستے بستے خوش و خرم خاندان کیسے پھٹ کے رہ جاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ والدین کا اپنی زندگی میں will نہ بنانا اور اپنے بچوں کو بیچ منجھدار کے چھوڑ جانا۔ یا will بنائی بھی ہے تو نا

انصافی کر جانا۔ اس طرح سے یہ اور بھی کئی بے شمار لوگ ہوں گے جو اِن مشکلات سے دو چار ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب پر اپنا فضل فرمائے۔ آمین

وہی والدین جو اپنی اولاد سے زندگی بھر محبت اور پیار کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو محبت کا درس دیتے ہیں انجانے میں اُنہیں بچوں کو ایک ناخوشگوار حالات میں چھوڑ جاتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا ہے۔ بہنیں اور بھائی ایک دوسرے سے بات نہیں کرتے تمہیں زیادہ دیا مجھے کم ملا۔ میں نے زیادہ خدمت کی آپ نے کم کی ہے اور اگر بہن بھائی آپس میں معاملات کو درست کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں تو اُن کے جیون ساتھی وہ حق چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے جو دیکھا جائے تو اُن کا ہوتا ہی نہیں! نتیجتاً وہاں پھر ایسا جھگڑا شروع ہو جاتا ہے جو ختم ہونے میں ہی نہیں آتا۔ غرض یہ ایک بہت ہی نازک اور سمجھداری سے سلجھانے والا مسئلہ ہے جس کو چاہیے کہ والدین اپنی زندگی میں ہی انصاف سے معاملات کو سلجھا لیں۔ اپنے بچوں کے لئے مسائل نہ چھوڑ کر جائیں۔ پھر یہ بھی اکثر دیکھنے میں آتا ہے جس بچہ کے پاس والدین رہتے ہیں چاہے وہ بیٹا ہو یا بیٹی۔ اُسی سے سب کو شکایت ہوتی ہے۔ بیٹا یا بیٹی جب اپنے والدین کو سنبھالتے ہیں تو وہ ایک شخص نہیں ہوتا بلکہ اُن کی پوری فیملی ہی دیکھ بھال کر رہی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے والدین نے اپنے کسی ایک بچے کے پاس تو رہنا ہی ہوتا ہے اس لئے باقی فیملی کو اُن کی مدد کرنی چاہئے۔ شکوے شکایت نہیں۔ خاص طور پر جب والدین میں سے کوئی ایک رہ جائے تو مزید ذمہ داری بڑھ جاتی ہے۔ اُس فیملی کی اس لحاظ سے بھی عزت کرنی چاہئے کہ وہ والدین یا، والدہ یا والد کی خدمت کر رہے ہیں۔

ویسے میری نظر میں اگر والدین دونوں ایسی عمر میں ہیں کہ وہ اکیلے رہ سکتے ہیں تو اُن کو از خود علیحدہ زندگی گزارنی چاہئے۔ والدین جنہوں نے ساری زندگی محنت کر کے اولاد کی پرورش کی ہوتی ہے اُن کا حق ہے وہ اپنی زندگی جئیں اور دونوں میاں بیوی اکٹھے وقت گزاریں ایسا کریں تو بہت خوشی ملے گی والدین خود بھی سیریں کریں اور وہ کچھ کریں جو وہ زندگی بھر مصروفیت کی وجہ سے نہیں کر سکے۔ میں ایک ایسے خوش نصیب میاں بیوی کو دیکھتی ہوں جو اپنی تمام ذمہ داریوں سے

فارغ ہو کر ہر وقت دنیا میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ وقفِ عارضی بھی کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ہیں جس ملک میں جاتے ہیں وقفِ عارضی سے وہاں خدمتِ دین بھی کرتے ہیں۔ حج کیے عمرے کیے اکثر قادیان بھی زیارت کے لئے گئے۔ کتنا اچھا لگتا ہے اُن کو دیکھ کر کتنی اچھی اور خوش گوار زندگی گزار رہے ہیں۔ اُن کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے وہ ہمیشہ مجھے ہر ملک سے اچھی یادگار تصویریں بھیجتے رہتے ہیں۔ سچ پوچھیں تو رشک آتا ہے اُن پر۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اُن کو ایسے ہی رکھے اور باقی باہمت جوڑے بھی اپنی زندگی کی خوشیاں حاصل کر سکیں۔ ضروری نہیں ہے کہ سب دوسرے ملکوں میں ہی جا کر خوشیاں ڈھونڈیں۔ جو بھی آپ کو پسند ہو وہ کریں کتابیں پڑھیں، لائبریری جائیں اور کچھ نہیں تو اپنے گارڈن میں باغبانی سے شوق پورا کریں غرض تو یہ ہے کہ اپنے آپ کو مصروف رکھیں۔ اس طرح خدا کے فضل سے آپ کافی حد تک بیماریوں اور مایوس زندگی سے بھی بچ سکتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم مصروف اور صحت مند زندگی گزار سکیں۔ آمین

اس طرح سے والدین اپنے گھر میں اپنی مرضی کی زندگی گزار سکتے ہیں اور سب کو سکون اور خوشی ملتی ہے اُن کے سب بچے آسانی سے اپنے والدین کو ملنے آسکتے ہیں اور خدمت بھی کر سکتے ہیں ہاں جب مجبوری ہو جائے تب اولاد کی ذمہ داری ہے کہ اللہ کے حکم کے مطابق ''اُف'' کہے بغیر خدمت کریں۔

اگر والدین یا دونوں میں سے ایک جو اپنے بیٹے یا بیٹی کے ساتھ رہتا ہو اُن پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اب اپنے نہیں اپنے بچوں کے گھر میں رہ رہے ہیں اُن کی اپنی فیملی کی ذمہ داری بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے ذمہ لگائی ہوئی ہے وہاں زیادہ دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔ اگر آپ صحت مند ہیں اور اس قابل ہیں تو اپنے کام خود کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح بچوں پر بوجھ بھی نہیں بنتے اور تھوڑے باہمت بھی رہتے ہیں اور سوچ لیں کہ یہ میرے کام ہیں میں نے خود ہی کرنا ہے۔ ماں باپ بچوں پر بوجھ نہیں ہوتے لیکن جس ملک میں ہم رہتے ہیں ہر بندہ مصروف ترین ہوتا ہے۔ میں دیکھتی ہوں مائیں بھاگم بھاگ بچوں کو سکول چھوڑنا، لے کر آنا، گھر کے تمام کام نپٹانا۔

اگر ماں جاب بھی کرتی ہے تو اور مزید ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ اسی طرح یہاں ان ملکوں میں تو باپ بھی خدا کے فضل سے ہاتھ بٹاتے ہیں لیکن پھر بھی بھاگم بھاگ ہوتی ہے ویک اینڈ پر شاپنگ لانڈری ہزاروں کام ہوتے ہیں اس پر اگر ہم ساسیں یا مائیں اپنے کام خود کر لیں تو یہی اُن کی مدد ہے سوائے اس کے کہ اگر کوئی والدین میں سے بیمار ہے یا معذور ہے پھر پہلے اُن کی خدمت ضروری ہے باقی کام بعد میں اللہ سب کو ایک دوسرے کی خدمت اور مدد کرنے کی توفیق دے یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن سے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے گھر میں سکون رہتا ہے۔

گھروں کے سکون پر بات ہو رہی ہو تو ساس بہو کے ذکر کے بغیر بات مکمل نہیں ہوتی۔ ہمارے پیارے حضور اکثر باہمی رشتوں اور رحمی رشتوں کی اہمیت پر خطبوں میں اور اپنی تقاریر میں نصیحت فرماتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی یہ رشتہ بھڑکنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اکثر کبھی بہو بچاری ہوتی ہے اور کبھی ساس بچاری ہوتی ہے۔ عورت ہی عورت کی دشمن بنی رہتی ہے اور بیٹے مشکل کا شکار رہتے ہیں۔ نئی دلہن جب گھر میں قدم رکھتی ہے تو باوجود اس کے وہ سمجھ دار عقلمند پڑھی لکھی ہوتی لیکن پھر بھی گھر داری کا تجربہ نہیں ہوتا اس طرح ساس پر زیادہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اُس آنے والی بچی کو تھوڑا وقت دیں تا کہ وہ اپنے آپ کو سنبھال سکے اور نئے گھر کو سمجھ سکے، نیا گھر اور نئے گھر کی ہر چیز اُس کے لئے نئی ہوتی ہے۔ مجھے لگتا ہے جتنا نئی بچی کو پیار دیں گے اُس کو اور آپ سب گھر والوں کو شادی کی خوشیاں ہی ملیں گی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کوئی پودا لا کر نئی جگہ پر لگائیں تو اُس کی کتنی دیکھ بھال کرنی پڑتی ہے اُسے پانی دینا، دھوپ چھاؤں کا خیال رکھنا تب جا کر وہ پودا جڑ پکڑتا ہے ایسے ہی وہ بچی ہوتی جس کو نئی جگہ سنبھلنے میں تھوڑے وقت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ اپنے تمام پیارے رشتوں کو چھوڑ کر ہمارے گھر آتی ہے اُس کو پیار اور محبت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ہاں صرف یہاں یہ بھی بہت ضروری ہے کہ لڑکی کی والدہ کو بھی تھوڑی سمجھ داری سے کام لینا چاہئے کہ وہ ہر وقت اپنی بچی کو فون کر کر کے اُس کا حال نہ پوچھتی رہیں کیا کھایا کیا پیا، کیا سلوک ہے تمہارے ساتھ ایسی باتوں سے وہ نئے گھر کی ہر بات بتائے گی تو مشکلات بڑھ جاتی ہیں۔ اپنی بیٹی کو

اپنے نئے گھر میں قدم جمانے میں مدد کریں۔ پھر دیکھیں! کیسا خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خوش گوار گھر کا ماحول بنے گا اور بہترین زندگی ہو گی بہت چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں جو ماں اگر اپنی بیٹی کو سمجھائے تو پھر دیکھیں! اُن کو سُکھ ہی سُکھ ہو گا۔ ان شاء اللہ

گھر میں بچوں کے دادا، دادی، یا نانا، نانی رہتے ہیں تو بچوں کو بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے۔ نمازیں اور قرآن کریم پڑھتے دیکھتے ہیں اگر آج وہ نہیں پڑھ رہے تو زندگی بھر اُن کے ذہن میں یہ بات ہو گی کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو نمازیں اور قرآن کریم پڑھتے دیکھا ہے وہ خود بھی پڑھنے کی کوشش کریں گے۔ چونکہ ہمارے بڑوں کو ہر وقت سلام کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ بسم اللہ سے کام شروع کرتے ہیں۔ اس طرح بچوں کو سلام کرنے کی عادت ہو جاتی ہے اور بہت کچھ بِن بتائے سیکھنے کو ملتا اور ہر وقت بہت ساری بڑوں سے دعائیں ملتی ہیں۔ اس طرح سے اسلامی تربیت ہوتی رہتی ہے۔ الحمد للہ

بڑوں بزرگوں پر بھی یہ لازم ہے کہ وہ بچوں یا بچوں کے والدین کے ساتھ ہر وقت نوک جھونک نہ کریں۔ اگر اچھی بات سمجھانی بھی ہے تو بہت آرام اور تحمل سے بات کریں بچے بھی اُتنی ہی عزت چاہتے ہیں جتنی ہم سب بڑوں کو ضرورت ہے۔ دادا، دادی یا نانا، نانی بچوں کے ساتھ اپنا خود سے ایک پیار و محبت والا دوستانہ رشتہ بنائیں اُن کو اپنے پیار کا احساس دلائیں ہر وقت شکوہ شکایت نہ کریں۔ کبھی موقع ملے تو آپ اپنے بچوں کو تحفہ دیں یا اُن کو اپنے پیسوں سے کھانا کھلائیں۔ دیکھیں! بچے کیسے خود بخود آپ کے پاس آئیں گے۔ بچوں کو بھی معاف کرنا سیکھیں۔ اسی طرح بڑوں کو پیسوں یا تحفوں کی ضرورت نہیں ہوتی بس اُن کو تو تھوڑا پیار بھرا وقت مل جائے یا مسکرا کر دیکھ لیں اُن کے لئے بہت ہوتا ہے۔

پھر اس بات کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ اگر آپ اپنے بیٹے یا بیٹی کے ساتھ رہتے ہیں تو ضروری نہیں ہے کہ جب بھی وہ اپنے بچوں کے ساتھ ڈنر پر جائیں یا سیر و تفریح کے لئے جائیں تو آپ اُن کے ساتھ ہی جانے کی ضد کریں بلکہ خوشی سے اُن کو اجازت دیں کہ وہ بھی اپنی فیملی کے

ساتھ اچھی زندگی گزار سکیں جیسے کہ آپ نے اپنے زمانہ میں گزاری ہو گی۔ بچوں پر بھی واجب ہے کہ جب وہ واپس گھر آئیں تو جو گھر میں ماں یا ساس یا والد صاحب ہیں تو اُن کے لئے کوئی چھوٹی سی چیز تحفہ میں لے کر آئیں اگر آپ ڈنر پر بھی گئے ہیں تو آتے ہوئے اُن کے لئے بھی کوئی کھانے پینے کی چیز لے کر آئیں یہ بہت سوچ رکھنے ولی باتیں ہوتی ہیں ان سے پیار اور عزت بڑھتی ہے اور گھر کا ماحول خوش گوار رہتا ہے۔

کار کی فرنٹ سیٹ جو بیٹے کے لئے ہمیشہ مشکل بنی رہتی ہے کہ کار میں فرنٹ سیٹ پر ماں کو بٹھاؤں یا بیوی کو اکثر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کا میرا حق ہے جب کہ بہو کا شوق ہوتا ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھے۔ بیٹا بچارا مشکل میں پھنسا رہتا ہے کہ کیا کروں۔ مجھے لگتا ہے ماں نے الحمد للہ پوری زندگی فرنٹ سیٹ پر اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر شوق پورا کر لیا ہوتا ہے۔ اب بہو کو اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر دل خوش کرنے دیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو بیٹوں کی ماؤں کو عقلمندی سے ادا کرنی چاہئیں ان سے آپ کے لئے بھی اور آپ کے بیٹے کے لئے بھی سکون کا باعث ہے۔ ہمیشہ خوشی سے جئیں اور خوشی سے جینے دیں اور محبتوں کے مرہم لگائیں۔

الحمد للہ! ہماری جماعت میں وصیت کا نظام قائم ہے اور ہم سب بہت شوق اور خوشی سے اس نظام میں شامل ہوتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کے ہم سب اپنی زندگی میں ہی ادا کر سکیں (اللہ ہمیں توفیق بخشے۔ آمین) لیکن بعض اوقات ایسے نہیں ہوتا کہ ہم اپنی زندگی میں ادا کر سکیں تو جماعت اور وصیت گزار کی فیملی کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اپنی وصیت کرتے وقت بھی اچھی طرح سوچ سمجھ کر وصیت کریں شوق سے کریں وصیت کا بہت بڑا ثواب ہے لیکن کوشش کریں کہ خود اپنی زندگی میں خود سے ادا کریں تا کہ اس کو اپنے بچوں کے سر پر قرض چھوڑ جائیں۔ اکثر بچوں کے لئے مشکلات ہو جاتی ہیں اُس وعدہ کو نبھانے کے لئے جو ہم نے کیا ہوتا ہے لیکن زندگی

میں مجبوریوں کی وجہ سے ادا نہیں کر سکے۔ وہ ہماری اولاد کے لئے کبھی کبھی خوشی نہیں مصیبت بن جاتا ہے۔ کیونکہ اُن کے ایسے حالات نہیں ہوتے کہ وہ قرض لے کر ادا کر سکیں۔

آپ پوچھ سکتے ہیں کہ صفیہ سامی کیا تم اِن ساری باتوں پر عمل کرتی ہو؟ جی ہاں کچھ نا کچھ جو مالی معاملات ہیں اُن پر کوشش کی ہے۔ لیکن سچ پوچھیں یہ جو میں نے اتنا کچھ لکھ دیا ہے یہ سب میں اپنی تربیت کے لئے ہی لکھتی رہتی ہوں۔ جب لکھ رہی ہوتی ہوں تو اپنے اندر کی غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے آپ کو سدھارنے کی کوشش کر رہی ہوتی ہوں۔ ورنہ تو مجھ سے بھی بہت بہتر لکھنے والے قلمکار موجود ہیں جو بہت اچھی اچھی باتیں لکھتے رہتے ہیں۔ اللہ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں خود بھی اِن ساری اچھی باتوں پر عمل کرنے والی بن جاؤں۔ میری وجہ سے میری بہوں، بیٹیوں، بیٹوں اور دامادوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے اور اسی طرح میں اپنے پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کے لئے ایک اچھا نمونہ چھوڑ کر جاؤں جس پر وہ ہمیشہ فخر کر سکیں۔ آمین اللّٰھم آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 جنوری 2023ء)

﴿5﴾

موبائل فون ایک سہولت یا وبال جان

قسط 1

آج کے سائنس، انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کے دور میں انسان نے دماغ کو استعمال میں لاکر اپنی سہولت اور آسائش کی خاطر ایسی ایجادات کرلی ہیں کہ ایک بٹن دبانے سے یہ تمام سہولتیں ایک باندی کی طرح ہاتھ باندھ کر انسان کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ جہاں ان سہولتوں نے انسان کے لئے زندگی کا سفر آسان کر دیا ہے وہاں ان کے غلط، بے جا اور ضرورت سے زیادہ استعمال نے انسان کی جسمانی اور روحانی صحت جیسے اخلاقیات پر تبر کا کام کیا ہے۔

ہم مثال کے طور پر الیکٹرانک مصنوعات کو پیش کرسکتے ہیں۔ جن کی ایجاد سے انسان کو بے پناہ سہولتیں ملی ہیں مگر وہ انسان کی مادی صحت کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور روحانیت کو تباہ کررہی ہیں۔ ان میں سے ایک موبائل فون ہے۔ جس کی ایجاد نے پوری دنیا کو "گلوبل ویلج" بنادیا ہے۔ آپ اپنے کمرے میں بیٹھے پوری دنیا میں جہاں چاہیں جب چاہیں جس سے چاہیں فوراً اپنے عزیز و اقارب سے رابطہ کرسکتے ہیں۔ دوسروں کی خیریت اور حال احوال دریافت کرسکتے ہیں اور اپنی خیریت سے مطلع بھی کرسکتے ہیں۔

اس مادی آرام اور سہولت کے ساتھ ساتھ اس ایجاد نے انسان کی ذہنی مصروفیات میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے اور بسا اوقات انسان اپنے موبائل سیٹ میں یا اُس کے فنکشنز میں اس قدر گم ہوتا ہے کہ ساتھ بیٹھے آدمی کو وقت بھی نہیں دے پارہا ہوتا۔

وقت تھا کہ گھروں اور دفاتر میں لینڈ لائن فون بھی خال خال تھا۔ لینڈ لائن نمبر کا کنکشن لینے کے لئے بڑی تگ و دو کرنا پڑتی تھی۔ آہستہ آہستہ اس کی ضرورت بڑھنے لگی تو دکانوں اور

کاروباری سنٹرز پر بھی فون لگنے شروع ہوئے۔ پھر کارڈلیس فون آیا اور اب یہ ضرورت گھروں اور دفاتر سے نکل کر لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی ہے اور گھر کے ہر فرد کے پاس ایک موبائل فون سیٹ ہے اور کہا یہ جانے لگاہے کہ آج کل کے بے سکون حالات میں جب ہر وقت، ہر جگہ دہشت گردی، لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت اور اغوا برائے تاوان کا بازار گرم ہے۔ ہمارا اپنے بچوں سے اس کے ذریعہ رابطہ رہتا ہے اور یہ ایک جائز وجہ بھی ہے۔

میں نے اسلام آباد پاکستان میں قیام کے دوران یہ جائزہ لیا تھا کہ اس کا استعمال اس کثرت سے بڑھ گیا ہے کہ اب تو خاکروب، چھابڑی لگانے والے، گوشت بیچنے والے اور موچی کے ہاتھوں میں بھی موبائل نظر آتے ہیں جسے وہ اپنے کاروبار کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اسلام آباد قیام کے دوران ایک دفعہ خاکسار نے ایسے ہی چند کاروباری حضرات سے موبائل فون اپنے پاس رکھنے کی وجہ پوچھتے ہوئے سوال کیا کہ اس قدر کم آمدنی میں اور مہنگائی کے دور میں آپ کو کیا موبائل فون کے اخراجات وارے میں آجاتے ہیں؟ تو قصائی نے جواباً کہا کہ یہاں دکان پر سارا دن بیٹھ کر ایک پاؤ، آدھ کلو گوشت فروخت کرتے ہوئے رات 9 بج جاتے تھے اور اب موبائل فون پر گھروں سے آرڈر آتے ہیں اور ہم دوپہر 12 بجے کے لگ بھگ گوشت فروخت کر کے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں اور شام کا کاروبار الگ ہے۔

ایک موچی یوں گویا ہوا کہ بھئی! امیر گھروں کی بیبیاں فون کر کے گھروں میں بلوا لیتی ہیں اور جبکہ یہاں اپنے ٹھیلہ پر بیٹھ کر دو دو چار چار روپے کماتے ہیں اور وہاں سے سوڈیڑھ سو روپے مل جاتے ہیں۔ چھابڑی لگانے والے نے بھی کچھ ایسا ہی جواب دیا کہ گھروں سے بیبیاں فون کر کے بلوا لیتی ہیں اور اپنی مرضی کی سبزیاں خرید لیتی ہیں اور خاکروب نے کہا کہ موبائل فون آنے پر ہم امیر گھرانوں میں جا کر جھاڑو لگا آتے ہیں اور یوں ہماری آمدنی میں اضافہ ہوا ہے اس لئے موبائل فونز کے اخراجات برداشت کر لیتے ہیں۔

الغرض یہ جہاں ضرورت بجا ہے وہاں ہم لوگوں نے اس کو عادت بھی بنا لیا ہے اور یہ ہمارے لوگوں میں اتنا رچ بس گیا ہے کہ جب بھی ہم گھر سے باہر جانے لگتے ہیں تو جس طرح مرد حضرات اپنے Wallets کو ساتھ رکھنا ضروری سمجھتے ہیں وہاں موبائل فون پر فوراً ہاتھ پڑتا ہے۔ خواتین باہر جانے کے لئے اپنے پرس کو جب پکڑتی ہیں تو فوراً موبائل کی طرف بھی دھیان جاتا ہے۔ اسی طرح طالب علم جب اسکول یا کالج جانے کے لئے کتب و کاپیاں اکٹھی کر رہا ہوتا ہے تو اپنے موبائل فون سیٹ کو بھی اپنی کتب کا حصہ سمجھتے ہوئے پہلے ان کو ساتھ رکھتا ہے۔ حتیٰ کہ انسان اور موبائل کا ایک ایسا رشتہ قائم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لیے جب وضو کر کے ٹوپی کو پکڑتا ہے تو ساتھ ہی موبائل کو جیب میں ڈالتا ہے اور بسا اوقات اُسے Silent کرنا بھی بھول جاتا ہے اور نماز کے دوران ہی جب وہ اس دنیا سے منقطع ہو کر اپنے خالق حقیقی کے دربار میں پہنچا ہوتا ہے موبائل بول اٹھتا ہے اور اگر نماز باجماعت ادا ہو رہی ہو تو اپنی نماز کے علاوہ دیگر نمازیوں کی نماز میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ جبکہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک موقعہ پر نوجوانوں کو توجہ دلائی تھی کہ بیوت الذکر میں آتے وقت اپنے موبائل فون گھر چھوڑ کر آیا کریں۔

ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ:

”نمازوں کے دوران اپنے موبائل فون بند رکھیں۔ بعضوں کو عادت ہوتی ہے کہ فون لے کر نمازوں پر آجاتے ہیں اور پھر جب گھنٹیاں بجنا شروع ہوتی ہیں تو بالکل توجہ ہٹ جاتی ہے نماز سے۔“

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 195)

پھر ایک دفعہ فرمایا:

”بعض لوگوں کو موبائل فون بڑے اہم ہوتے ہیں۔ (اس وقت بھی شاید کسی کا فون بج رہا ہے) اگر اتنے اہم فون آنے کا خیال ہو تو پھر وہ فون رکھیں جو اچھی قسم کے ہیں جن کی آواز کم کی جاسکتی ہے۔ جیب میں رکھیں اس کی وائبریشن (Vibration) سے آپ کو احساس ہو جائے کہ

فون آیا ہے اور باہر جا کر سن لیں۔ کم از کم لوگوں کو نمازوں کے دوران، جلسوں کے دوران اور تقریروں کے دوران ڈسٹرب نہ کیا کریں۔‘‘

(خطبات مسرور جلد2 صفحہ 541)

مادی و جسمانی نقصانات

اب میں اس کے نقصانات کی طرف آتا ہوں اور پہلے جسمانی صحت کے حوالہ سے جو نقصان ہیں ان کا ذکر کروں گا۔ اخبارات، رسائل اور جرائد کا اگر مطالعہ کریں تو دو قسم کے متضاد مضامین آپ کو ملیں گے۔ ایک میں یہ درج ہو گا کہ نئی تحقیق کے مطابق اس کے زیادہ استعمال سے اس کی ریڈیائی شعاعیں کانوں پر بداثرات ڈالتی ہیں۔ دل کے مریضوں کے لئے اس کا زیادہ استعمال مناسب نہیں وغیرہ وغیرہ۔

ان کے مقابل پر آپ کو ایسی خبریں اور مضامین اور آرٹیکلز بھی نظروں سے گزریں گے جن میں یہ لکھا ہو گا کہ نئی تحقیق کے مطابق موبائل فون کا زیادہ استعمال دماغی کینسر کی وجہ نہیں بنتا، کانوں کی سماعت متاثر نہیں ہوتی وغیرہ وغیرہ۔

آج کل چونکہ میڈیا کا دور ہے۔ ہر فرد کا تازہ سے تازہ خبروں سے لنک رہتا ہے اس لئے وہ بالخصوص نوجوان طبقہ Confuse ہو جاتا ہے اور گھر کے بڑے جب نوجوانوں سے موبائل فون کے نقصانات کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو وہ فوراً ایسی خبریں اپنے بڑوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں جو نقصان نہ پہنچانے کے متعلق ہوتی ہیں۔ حالانکہ یہ بالعموم دیکھا گیا ہے کہ تھرڈ ورلڈ کے ممالک میں نوجوانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لئے اور اپنی Sale بڑھانے کے لئے ملٹی نیشنل کمپنیاں ایسے اشتہارات یا خبریں اخبارات میں لگواتی رہتی ہیں۔ اگر حقائق کو سامنے رکھ کر نقصانات اور فوائد کا جائزہ لیا جائے تو موبائل فون کے نقصانات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ان نقصانات کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ موبائل فون سے جو شعاعیں (Rays) اور لہریں (Waves) نکلتی ہیں وہ وہی شعاعیں ہیں جو مائیکرو ویو میں کھانا گرم کرتے وقت نکلتی ہیں اور یہ بات ثابت شدہ امر ہے کہ مائیکرو ویو کی شعاعوں کی وجہ سے اس برتن کو اس کی گرمائی کی وجہ سے ہاتھ نہیں لگتا جس میں کھانا

گرم کیا جاتا ہے۔ بعینہٖ موبائل فون سے نکلنے والی شعاعیں جسم کی حسیات کے درجہ حرارت کو بڑھا دیتی ہیں۔ انسان کے سر میں گرمی کے اثرات بڑھ جاتے ہیں اور اس کے ساتھ خون کا دباؤ بھی بڑھنے لگتا ہے۔ چونکہ انسان کے سر کے بعض حصے باقی حصوں سے زیادہ حساس ہوتے ہیں اس لئے درجہ حرارت کے بڑھنے سے وہ زیادہ متاثر ہوتے ہیں جیسے Nerve Fiber وغیرہ۔ ایک تحقیق کے مطابق پانچ منٹ سے زائد لگاتار فون استعمال کرنے سے انسانی خلیوں میں درجہ حرارت اتنا بڑھ جاتا ہے کہ اس کی وجہ سے سر درد، متلی، بے قاعدگی، ذہنی تناؤ، دل کا دھڑکنا، نظام انہضام کی خرابی کے ساتھ ساتھ یادداشت بھی متاثر ہو سکتی ہے۔ نیز سر کی جلد پر جلن یا خارش بھی محسوس ہوتی ہے الغرض ذہنی دباؤ بڑھ جاتا ہے اور مختلف عوارض جنم لیتے ہیں۔

موبائل فون اتنا عام ہو گیا ہے کہ گاڑی ڈرائیو کرتے وقت بھی لوگ بے دریغ اس کا استعمال کرتے ہیں جبکہ ڈرائیونگ میں اس کا استعمال خطرے سے باہر نہیں۔ ایک سروے کے مطابق شراب پی کر ڈرائیو کرنے والوں اور ویڈیو کی سیٹنگ اور کیسٹ چلانے کی نسبت موبائل فون کے ساتھ ڈرائیونگ کرنے میں حادثے کی شرح چار فیصد تک زیادہ ہے اور پھر موبائل فون کے استعمال کے ساتھ ساتھ راستہ کا بھول جانا اور Exit کا بھول جانا تو عام ہے کیونکہ اس سے ڈرائیونگ سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور دوسرا یہ کہ گاڑی کے اندر مائیکرو ویو شعاعیں بھی اکٹھی ہو جاتی ہیں جو عام حالات میں صحت کو زیادہ متاثر کرتی ہیں۔ اکثر ممالک میں موبائل کو ڈرائیونگ کے دوران غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ پھر بعض لوگ اپنے موبائل سیٹ کو سامنے والی جیب میں رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یہ شعاعیں براہ راست دل پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ایسے لوگوں کی اموات کی شرح بھی زیادہ ہے۔

قوت سماعت کا متاثر ہونا

موبائل فون سے نکلنے والی تیز شعاعیں جہاں جسم کے دوسرے حصوں پر اثر انداز ہو رہی ہوتی ہیں وہاں حس سماعت بھی متاثر ہوتی ہے۔ جو لوگ موسیقی کو جنون کی حد تک پسند کرتے ہیں یا واک مین کے ذریعہ موسیقی کثرت سے سنتے ہیں ان کی حس سماعت متاثر ہونے کے مواقع بڑھ جاتے

ہیں ایسے افراد جن کا ٹاک ٹائم کم ہو وہ ان بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ موبائل کی شعاعیں موبائل کی ساخت پر منحصر ہیں موبائل جتنے زیادہ فنکشنز والا یا پیچیدہ ساخت کا ہو گا اتنی ہی زیادہ شعاعیں اس میں سے خارج ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا موبائل فون پر گفتگو کا دورانیہ دن بھر میں آٹھ گھنٹوں سے زائد ہو وہ جلد ہی اس کے مضر اثرات کا شکار ہونے لگتے ہیں اور موبائل فون کے سبب سے ہونے والے سرطان کی شرح پانچ فیصد سے زائد ہے۔ برطانوی ریسرچ کے مطابق 10 سال تک انسان کے قویٰ فون کا کثرت سے استعمال برداشت کر جاتے ہیں مگر اس کے بعد فون کا دیر تک استعمال بیماری کے خطرے کو بڑھا دیتا ہے اور بہرہ پن کے اثرات ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں یا ایک کان میں شور سنائی دینے لگتا ہے۔

دماغ کا سرطان

یہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ اس میں کوئی شک کی بات نہیں کہ موبائل فون کی شعاعیں انسانی خلیوں کو نقصان پہنچاتی ہیں اور چونکہ دماغ کا کچھ حصہ موبائل فون کی مائیکرو ویو شعاعوں کے براہ راست سامنے ہوتا ہے اس لئے اس حصہ کے متاثر ہونے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ سویڈش ریسرچرز نے اس امر کا تجربہ چوہوں پر کیا ہے اور دو گھنٹے تک ان کو جب مائیکرو ویو شعاعوں میں رکھا گیا تو ان کے دماغ کے ان خلیوں میں توڑ پھوڑ کا عمل دیکھا گیا جو یادداشت سیکھنے کے عمل اور نقل و حرکت سے تعلق رکھتے ہیں۔

ابھی اس پر تحقیق کا سلسلہ جاری ہے اور بہت سے خطرات جو ان شعاعوں کی وجہ سے دماغ کے اس حصہ کو ہو سکتے ہیں۔ جو کان کے قریب ترین ہیں سامنے آسکتے ہیں۔ یہاں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ بعض کمپنیاں اپنے صارفین کو آفر کرتی ہیں کہ اتنے کا کارڈ خریدو اور اتنے منٹ فری اور ان فری منٹوں کو بے دریغ خرچ کیا جاتا ہے۔ مبادا یہ ضائع چلے جائیں اور یہ زائد منٹ جو صحت کی بربادی کے سامان پیدا کر دیتے ہیں اس سے آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں۔

بلڈ پریشر کا بڑھ جانا

ایک تحقیق کے مطابق موبائل فون کے استعمال سے بلڈ پریشر کا بھی بڑھ جانے کا احتمال رہتا ہے اور اگر آدھ گھنٹہ سے زائد موبائل فون کا استعمال کیا جائے تو الیکٹرو میگنیٹنگ فیلڈ موبائل فون سے پیدا ہوتی ہیں جس کی وجہ سے بلڈ پریشر میں اضافہ ہو جاتا ہے اور یہ اضافہ کسی شخص کو سٹروک یا دل کے حملے کے لئے بھی کافی ہوتا ہے۔

بلڈ پریشر کے بڑھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ موبائل کی موجودگی میں انسان کو سکون میسر نہیں۔ باوجود اکیلا اور تنہا ہونے کے کسی وقت اس کے سیٹ سے آواز آنے لگے تو اسے اس کا جواب دینا پڑتا ہے چاہے رات ہی کا وقت کیوں نہ ہو اور یوں اس کی نیند پوری نہیں ہو پاتی اور یہ بے آرامی جسم میں تناؤ کا باعث بنتی ہے جو بلڈ پریشر کے بڑھنے پر منتج ہوتی ہے۔

انسانی صحت پر بُرے اثرات پیدا کرنے والا ایک بڑا عنصر ٹیلی کمیونیکیشن کمپنیوں کی طرف سے لگائے جانے والے بیس سٹیشن ہیں جو شہری آبادی کے اندر لگائے جاتے ہیں اور اسکولز اور ہسپتالوں کی عمارتیں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ فرانس میں ایک سروے کے مطابق اس بیس اسٹیشن جس کو انٹینا یا ٹاورز کا نام دیا جاسکتا ہے سے 300 میٹر کے علاقے کے اندر اندر جو شہری آباد ہیں وہ ان انٹینا سے نکلنے والی شعاعوں سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور عموماً تھکاوٹ، سر درد، نیند کی بے قاعدگی اور یادداشت کی کمزوری اور بے چینی جیسے مسائل کی شکایت کرتے ہیں۔ یہ تو اس ٹاورز کے اردگرد بسنے والوں کی کیفیت کا حال ہے اور جب تیز توانائی کی ریڈیو فریکونسی کی لہریں انسان موبائل فون کے ذریعہ اپنے جسم کے نازک حصوں کے پاس وصول کرتا ہے تو اُن پر بد اثرات کا اندازہ خود لگایا جاسکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 12 جنوری 2023ء)

﴿6﴾

موبائل فون ایک سہولت یا وبال جان

قسط2

اخلاقی قدروں کی گراوٹ

ہر چیز کے دو پہلو مثبت اور منفی ہوتے ہیں یقیناً موبائل فون بھی اس قانون کی زد میں ہے اور لاتعداد فوائد کے باوجود یہ اپنے اندر اس قدر بھیانک نقصانات لئے ہوئے ہے کہ الامان و الحفیظ۔

اس کے نقصانات کا ایک اہم پہلو اخلاقی قدروں کا بڑی تیزی سے گرنا بھی ہے۔ اس کے ذریعہ ایک طرف دنیا ''گلوبل ویلج'' بن گئی ہے اور دُور بیٹھے، رشتہ داروں کی دُوریوں کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ مگر دوسری طرف انسان آدم بیزار سا ہو کر رہ گیا ہے۔ گھر میں بیٹھا انسان بالخصوص نوجوان اپنے موبائل سیٹ سے کھیلتا رہے گا۔ SMS یا WhatsApp میسج بھیجنے میں مصروف نظر آئے گا اور گھر میں بسنے والے دیگر افراد سے بات کرنا گوارا نہ کرے گا۔ اگر ماں کوئی کام کہہ دے تو بوجھل دل کے ساتھ کرنے کے لئے قدم آگے بڑھائے گا اور یوں معاشرہ عدم اطاعت، عدم تعاون اور عدم مودت کا شکار بھی ہو رہا ہے۔

بچوں کو موبائل نہ دیں

ہمارے معاشرے میں یہ رواج راہ پا گیا ہے کہ والدین محض اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لئے اور اپنے اسٹیٹس کا اظہار کرنے کے لئے اپنے teenage بچوں کو موبائل سیٹ خرید دیتے ہیں اور بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ امیر لوگ اپنے چھوٹے بچوں کو کھلونوں کی جگہ موبائل فون خرید کر دیتے ہیں۔ ذرا تصور کریں کہ وہ اپنے بچوں کو کیا پیغام دینا چاہتے ہیں۔ جو فوائد کی جگہ نقصان پر منتج ہوتا ہے۔ بچوں کے مطالبے تو ناسمجھی کے باعث ہوتے ہیں والدین ان کو اس کا عادی نہ بنائیں کہ وہ

ضد اور خود مختاری کو انتہا تک پہنچا دیں اور جب جوان ہوں تو والدین ان کے سامنے اُف تک نہ کر سکیں۔ اگر ہر کام، ہر قول، ہر فعل وقت کی مناسبت سے ہو اور حدود میں رہ کر کیا جائے تو یقیناً والدین اور اولاد دونوں کی سکون، باہمی محبت واحترام اور شفقت کے سایہ تلے پر امن اور پر وقار زندگیاں گزرتی ہیں لہٰذا والدین کو چاہیئے کہ بچوں کو چھوٹی عمر میں موبائل سیٹ خرید کر دینے سے پرہیز کریں۔ بچہ اس عمر میں کچا ذہن رکھتا ہے اور کمپنیوں کے نت نئے سستے پیکجز دیکھ کر فوراً انہیں اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک طرف رقم کی بچت تو ہو رہی ہوتی ہے لیکن وہی پیکجز روحانی اور اخلاقی تباہی کا باعث بن رہے ہوتے ہیں۔ موبائل فون اتنے مختصر سے سائز میں آگیا ہے کہ چھوٹی عمر کے بچے ایک الگ کمرہ میں بیٹھ کر اس کے ذریعہ میسجز (Messages) بھی بھیج سکتے ہیں۔ فوٹو بھی بآسانی بھجوائی جاسکتی ہے ایسی محفلوں میں جہاں فوٹو گرافی کرنی ممنوع ہو اس کے ذریعہ بآسانی فوٹوگرافی کی جاسکتی ہے۔

یورپین ممالک میں ٹی وی پر جب اشتہار آتے ہیں اور نئے پیکجز متعارف کروائے جاتے ہیں تو ساتھ ہی ایسے پروگرام بھی دکھلائے جاتے ہیں جن میں ان کے نقصانات کا ذکر ہوتا ہے لیکن ہمارے تھرڈ ورلڈ ممالک میں اخلاق پر حملہ کرنے والے پیکجز تو متعارف کروادیئے جاتے ہیں اور ان کے دلربا نتائج سے بھی آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ مگر ان کے نقصانات بالخصوص جن کا تعلق انسان کے اخلاق اور تقویٰ اور روحانیت سے ہو آگاہ نہیں کیا جاتا۔ ایک دفعہ مجھے اپنے لاہور دورہ کے دوران کسی کے گھر جانے کا اتفاق ہوا تو جہاں مجھے بٹھایا گیا تھا شیلف میں نصف درجن سے زائد موبائل فون کے سیٹ پڑے نظر آئے۔ خاکسار کے استفسار کرنے پر انہوں نے مجھے بتلایا کہ بچوں کو گھر سے باہر موبائل ساتھ لے جانے کی اجازت ہے اور گھر واپسی پر اپنے تمام موبائل اس شیلف میں رکھنے کی ہدایت ان کو کی جاتی ہے۔ اگر کالج کے بعد اپنے دوستوں سے رابطہ وغیرہ کرنا ہے تو Land Line Number سے جہاں چاہیں خواہ غیر ممالک میں کرنا ہو تو انہیں اجازت ہے۔ البتہ باہر جاتے ہوئے نگرانی اور رابطہ کی غرض سے ان کو موبائل ساتھ دیا جاتا ہے۔

چھوٹی عمر میں فون کا استعمال جسمانی صحت کے لئے بھی زیادہ نقصان دہ ہے چونکہ یہ عمر نشوو نما کی ہوتی ہے اور توانائی کی تیز شعاعیں بڑھنے اور پھلنے پھولنے والے دماغ پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان امور کو مد نظر رکھ کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

”آج کل یورپ میں موبائل فون پر SMS کا بڑا رواج ہے۔ خصوصاً تیرہ چودہ سال کی عمر کے ہر بچے نے فون ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے اور ٹیکسٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ آہستہ آہستہ پھر یہ دوستیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں، اس سے بھی بچنے کی کوشش کریں۔ آہستہ آہستہ یہ چیزیں انسان کو لغویات کی طرف لے جاتی ہیں۔“

(مشعل راہ جلد 5 حصہ چہارم صفحہ 48)

موت کا پروانہ

موبائل فون دہشت گردی، لوٹ مار کی کارروائیوں میں بھی اضافے کا باعث بنا ہے اور جرائم پیشہ لوگ اپنی کارروائیوں میں آسانی کے لئے موبائل فون کا استعمال کرنے لگے ہیں۔ اغوا برائے تاوان کے لیے یا کوئی اور کارروائی کے لئے موبائل سے فون کرتے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ نے یہ لازم قرار دے دیا ہے کہ ہر موبائل نمبر کسی کے نام رجسٹرڈ ہونا ضروری ہے۔ یہ موت کا پروانہ یوں بھی بن گیا ہے کہ موبائل چھیننے کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اور اگر دفاع کرنے کی کوشش کی تو چند ہزار کے بدلے اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

SMS اور اخلاقیات پر تبر

SMS کے حوالے سے کمپنیاں آئے دن نئے سستے پیکج متعارف کرواتی رہتی ہیں اور پاکستان میں خطوط کی جگہ میسجز (Messages) نے لے لی ہے اور اتنی کثرت سے پاکستان کے اندر SMS ہو رہے ہیں کہ ایک اخباری رپورٹ کے مطابق کچھ سال پہلے پاکستانی عوام نے ایک ارب 20 کروڑ جیسی ایک خطیر رقم صرف SMS پر خرچ کر دی اور روز بروز یہ چیز بڑھ رہی ہے اور نوجوانوں نے اپنے دوستوں اور عزیزوں کے موبائل فونز کی فہرست بنا رکھی ہے اور ایک میسج لکھ کر اپنے موبائل سیٹ کو ایک دفعہ میں تمام عزیز دوست جاننے والوں کے نام کمانڈ دے دیتے ہیں اور

ایک ایک کر کے یہ پیغام تمام کو پہنچ رہا ہوتا ہے اور چونکہ دوستوں کے پیغام میں مذاق اور تفنن بھی ہوتا ہے اور وہی میسج (Message) اپنے بڑوں کو اپنے Boss کو بھی ہو جاتا ہے کیونکہ ان کے موبائل نمبرز بھی اس فہرست میں شامل ہوتے ہیں جسے پڑھ کر حیرانگی ہو رہی ہے کہ ایک چھوٹے کا اپنے بڑے کو ایسا بے ہودہ پیغام اور یوں ادب کی قدریں اُٹھ رہی ہیں۔ اب تو بعض لفنگوں نے لچر قسم کے مذاق، لطیفے، کہانیاں اور شعر و شاعری لکھ کر بعضوں کو میسج کرنے شروع کئے ہیں اور یوں SMS کلچر کی بدولت غیر اخلاقی SMS کو فروغ ملا ہے جو نوجوانوں کے اخلاق کو بُری طرح سے تباہ کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ان کی عادتوں کو بُری طرح بگاڑ رہا ہے۔ جھوٹ، فریب کاری کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ لڑکے لڑکیاں بن کر لڑکیوں کو میسجز کرنے لگے ہیں۔ نشے کی حد تک یہ بات نوجوانوں میں بڑھ رہی ہے۔ طالب علم جو کلاس روم میں بیٹھے لیکچر سننے کی بجائے میسجز بھجوانے میں مصروف ہوتے ہیں اور وقت کے ضیاع کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق بھی تباہ ہو رہے ہیں۔ ایسی ہی بہت سی خرافات فیس بک اور واٹس ایپ پر بھی جاری ہیں۔ اب تو سیاست کو گندہ کرنے میں واٹس ایپ نے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک خطبہ میں نوجوان بچیوں کو خطبہ کے دوران Message بھیجنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا تھا:

”گزشتہ جمعہ کی یہاں کی رپورٹ مجھے ملی کہ بعض بچیاں خطبے کے دوران اپنے اپنے موبائل پر یا تو ٹیکسٹ میسیجز (Text Messages) بھیج رہی تھیں اور یا باتیں کر رہی تھیں اور اس طرح دوسروں کا خطبہ جمعہ بھی خراب کر رہی تھیں جو وہ سن نہیں سکیں۔ یہی شکایت بعض چھوٹے بچوں کے بارے میں آتی ہے۔ آجکل ہر ایک کو ماں باپ نے موبائل پکڑا دیئے ہیں۔ حکم تو یہ ہے کہ اگر خطبہ کے دوران کوئی بات کرے اور اسے روکنا ہو تو ہاتھ کے اشارے سے روکو کیونکہ خطبہ بھی نماز کا حصہ ہے۔ یہ بظاہر چھوٹی باتیں ہیں لیکن بڑی اہمیت کی حامل ہیں اس لئے ان کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر کسی نے اتنی ضروری پیغام رسانی کرنی ہے یا فون کرنا ہے کہ جمعہ کے تقدّس کا بھی

احساس نہیں اور مسجد کے تقدّس کا بھی احساس نہیں تو پھر گھر بیٹھنا چاہئے۔ دوسروں کو ڈسٹرب نہیں کرنا چاہئے۔ عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا اس بات سے زیادہ بہتر ہے کہ مسجد آکر دوسروں کی نمازیں خراب کی جائیں۔"

(خطبات مسرور جلد 5 صفحہ 150)

پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا:

"آج کل Text Message کا رواج چل نکلا ہے یہ بھی سوائے جاننے والوں کے کہیں نہیں ہونا چاہیے بعض اوقات سہیلیاں آگے نمبر دے دیتی ہیں اس لئے اس امر کی طرف بھی توجہ کی ضرورت ہے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 7/جولائی تا 13/جولائی 2006ء صفحہ 10 کالم 2)

موبائل فون کا ایک اچھا اور خوبصورت استعمال

بعض لوگوں نے اس کا اچھا استعمال بھی کیا ہے۔ عیدین اور دیگر خوشی کے مواقع پر دعاؤں بھری مبارکبادیں ارسال کرتے ہیں۔ کسی کی وفات یا بیماری پر عیادت کر لیتے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں بعض نوجوانوں کو میں نے دیکھا ہے کہ حضرت صاحب کے خطبہ کو چند فقرات میں لکھ کر اپنے دوستوں کو بھجوادیتے ہیں۔ کوئی قرآنی حکم بھجوایا جاسکتا ہے۔ اگر کوئی اہم Event ہو تو اس کی اطلاع کر دیتے ہیں مجھے کسی نے بتلایا کہ ایک جماعتی محفل میں ذیلی تنظیم کا ایک عہدیدار اپنی رپورٹ پڑھ کر سنا رہا تھا جس میں یہ لکھا تھا کہ ایک سال کے اندر اندر حلقہ کے دوستوں سے جماعتی رابطے اطلاعات اور پیغامات SMS کے ذریعہ ساڑھے پانچ ہزار کی تعداد میں بھجوائے گئے۔ یہ ایک اچھا خوشکن اقدام ہے اور یوں احباب جماعت میں کمیونیکیشن گیپ نہیں آتا اور ہر فرد جماعت رابطے میں رہتا ہے۔

آج کل کے موبائل سیٹس میں ایسے فنکشنز آگئے ہیں کہ میموری فنکشن اور ریکارڈنگ سسٹم کے ذریعہ قرآن مکمل باترجمہ Feed کیا جاسکتا ہے۔ صحاح ستہ کی تمام کتب اس میں ریکارڈ ہو سکتی ہیں نیز جماعت احمدیہ اور خلافت کے حوالہ سے نظموں کو محفوظ کر کے لطف اندوز ہوا جاسکتا

ہے۔ اپنے دفتر میں، دوران سفر آپ MTA سن اور دیکھ سکتے ہیں۔ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ Live بھی سن سکتے ہیں۔ جماعتی اجلاسات و میٹنگ کی اطلاع SMS کے ذریعہ بھجوائی جاسکتی ہیں اور یوں جو اندیشے اور خطرات موبائل فون کے ساتھ ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ اپنے اس سیٹ کو خدا اور اس کے رسول کے تابع کر کے خطوات الشیاطین پر چلنے سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد بھی خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا میں قائم کرنا اور شیطان کی حکومت کو دنیا سے مٹا کر ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنانا ہے۔

خلافت جوبلی پر عہد

اب جبکہ ہم صد سالہ خلافت جوبلی بھی گزار چکے ہیں ہم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکومت کو قائم اور مستحکم کرنے کے لئے اپنی سمتوں کو درست کریں اور الیکٹرانک مصنوعات سے نقصانات اور ان کے منفی اثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے بھرپور سعی کریں اور اپنے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے تمام فرمودات اور نصائح کو حرز جان بنائیں اور لغویات سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ تربیتی مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لجنہ کے پاس تو ایک آسانی ہے گھروں میں جاسکتی ہیں۔ ایک ایسی ٹیم بنائیں جو قابل اعتبار ممبرات پر مشتمل ہو بعض تربیتی مسائل اُٹھ رہے ہیں جن کا آپ لوگوں کو پتہ ہی نہیں چلتا۔ ایسی ٹیم یہ جائزہ بھی لے لے۔ Internet پر رابطے، فون پر رابطے، PCO وغیرہ یہ سب جگہیں ذہن میں ہونی چاہئیں۔ لڑکیاں ٹیوشن کے لئے اکیلی نہ جائیں۔ جہاں اکٹھے ٹیوشن سنٹر ہوں وہاں نہ جائیں۔ ایسے سنٹر اگر پتہ لگیں تو خدام الاحمدیہ اور صدر عمومی کے علم میں لا کر اصلاح کی کوشش کریں۔ برقعوں میں حد سے زیادہ فیشن کے رجحان کو بھی کم کریں۔"

پھر ایک اور مقام پر اس کے مضر پہلوؤں سے بچنے کی طرف یوں توجہ دلائی:

”علم میں اضافے کے لئے انٹرنیٹ کی ایجاد کو استعمال کریں۔ یہ نہیں ہے کہ یا اعتراض والی ویب سائٹس تلاش کرتے رہیں یا انٹرنیت پر بیٹھ کر مستقل باتیں کرتے رہیں۔ آجکل چیٹنگ (Chatting) جسے کہتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ چیٹنگ مجلسوں کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اس میں بھی پھر لوگوں پر الزام تراشیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں، لوگوں کا مذاق بھی اڑایا جارہا ہوتا ہے تو یہ بھی ایک وسیع پیمانے پر مجلس کی ایک شکل بن چکی ہے اس لئے اس سے بھی بچنا چاہئے۔“

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 595)

اس مضمون میں موبائل کے مضر پہلو زیر بحث ہیں جس نے بہت زیادہ تباہی کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ اگر ہم اپنے ارد گرد غور کریں تو معلوم ہو گا کہ کہیں موبائل فرینڈ شپ ہو رہی ہے تو کہیں فری ٹاک ہے۔ کہیں missed calls دی جارہی ہیں تو کہیں SMS ہو رہے ہیں۔ پہلے عام باتوں سے چارہ ڈالا جاتا ہے پھر دوستیاں ہوتی ہیں اور پھر غلط راہوں میں ڈالا جاتا ہے ان سے پرہیز چاہئے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 جنوری 2023ء)

﴿7﴾

رمضان کی آمد آمد ہے

رمضان المبارک ماہ مارچ 2023ء کے آخری عشرہ میں شروع ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے، جماعت احمدیہ اور امت مسلمہ کے لئے یہ رمضان بہت مبارک کرے۔ آمین

اس سلسلہ میں نثر نگاروں سے مضامین و آرٹیکلز اور شعرائے کرام سے منظوم کلام بھجوانے کی درخواست ہے۔ مضمون مختصر ہوں۔ طویل مضمون اخبار میں جگہ پانے میں کافی دن لے لیتا ہے۔ امید ہے قارئین کرام اس طرف توجہ کریں گے اور اپنی تحریرات

info@alfazlonline.org

پر بھجوا کر ممنون فرمائیں گے۔

جملہ نمائندگان الفضل سے بھی درخواست ہے کہ جہاں وہ خود قلم آزمائی کریں وہاں احباب جماعت کو بھی اس طرف راغب کریں اور رمضان کی اہمیت، افادیت اور برکات پر مضامین لکھوا کر بھجوائیں۔ کان اللہ معکم و ایدکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 جنوری 2023ء)

﴾8﴿

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 16/دسمبر 2022ء کو دعا کی اہمیت وبرکات پر ایک خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں مختلف مثالیں بیان فرما کر حضور انور نے اپنے خالق کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان تمام مثالوں پر الگ الگ اداریے لکھے جاسکتے ہیں۔ مگر آج ایک ایسی مثال سے آغاز کروں گا جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں یوں بیان فرمائی ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دنیاوی مثالوں کے ساتھ دعا کرنے والے کے صبر کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دیکھو! دعا کی ایسی ہی حالت ہے جیسے ایک زمیندار باہر جا کر اپنے کھیت میں ایک بیج بو آتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ حالت ہے کہ اس نے اچھے بھلے اناج کو مٹی کے نیچے دبا دیا۔ اس وقت کوئی کیا سمجھ سکتا ہے کہ یہ دانہ ایک عمدہ درخت کی صورت میں نشوونما پا کر پھل لائے گا۔ باہر کی دنیا اور خود زمیندار بھی نہیں دیکھ سکتا کہ یہ دانہ اندر ہی اندر زمین میں ایک پودا کی صورت اختیار کر رہا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانہ گل کر اندر ہی اندر پودا بننے لگتا ہے اور تیار ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا سبزہ اوپر نکل آتا ہے۔ بیج کی ایک خصوصیت ہے پہلے اس کی جڑیں نکلتی ہیں جڑیں زمین میں پیوست ہو جاتی ہیں پھر باہر کو نپلیں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں اور دوسرے لوگ بھی اس کو دیکھ سکتے ہیں۔ اب دیکھو! وہ دانہ جس وقت سے زمین کے نیچے ڈالا گیا تھا دراصل اسی ساعت سے وہ پودا بننے کی تیاری کرنے لگ گیا تھا مگر ظاہر بین نگاہ اس سے کوئی خبر نہیں رکھتی اور اب جبکہ اس کا سبزہ باہر نکل آیا تو سب نے دیکھ لیا۔ لیکن ایک نادان بچہ اس وقت یہ نہیں سمجھ سکتا کہ اس کو

اپنے وقت پر پھل لگے گا۔ اب پودا نکل آیا اب پھل لگنے کا مرحلہ باقی ہے۔ نادان بچہ یہ سمجھے گا کہ اس کو تو پھل لگ نہیں سکتا یہ چھوٹا سا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ کیوں اسی وقت اس کو پھل نہیں لگتا مگر عقلمند زمیندار خوب سمجھتا ہے کہ اس کے پھل کا کونسا موقع ہے۔ وہ صبر سے اس کی نگرانی کرتا اور غور و پرداخت کرتا رہتا ہے اور اس طرح پر وہ وقت آجاتا ہے کہ جب اس کو پھل لگتا ہے اور وہ پک بھی جاتا ہے یہی حال دعا کا ہے اور بعینہ اسی طرح دعا نشوونما اور مثمر بثمرات ہوتی ہے۔ جلد باز پہلے ہی تھک کر رہ جاتے ہیں اور صبر کرنے والے مال اندیش استقلال کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ دور اندیش لوگ جو ہیں نتیجہ کو صبر سے دیکھنے والے لوگ جو ہیں وہ مستقل مزاجی سے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں دعاؤں میں لگے رہتے ہیں اور اپنے مقصد کو پا لیتے ہیں۔"

اس مضمون پر خاکسار کو یاد پڑتا ہے کہ میں قلم آزمائی کر چکا ہوں۔ لیکن یہ مضمون اتنا دلچسپ اور مفید ہے کہ اگر بار بار بھی بیان کیا جائے تو ضرور سودمند ہوگا۔ بالخصوص آج کے ماحول میں جہاں دہریت سر اٹھا رہی ہے اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو اس جیسے اہم مضمون پر خطبہ دے کر اللہ کی طرف جھکنے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

دنیا میں نشوونما کا مٹی کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ حتیٰ کہ تخلیق انسانی اور اس کے ارتقاء کے لیے اللہ تعالیٰ نے تُرَابٍ (آل عمران:60) طِيْنٍ (الانعام:3)، طِيْنٍ لَّازِبٍ (الصافات:12) اور صَلْصَالٍ (الحجر:27) کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ جن کے کسی نہ کسی رنگ میں معانی مٹی کی مختلف کیفیتوں کے ہیں۔

انسان کا آغاز بھی مٹی سے ہے اور مرنے کے بعد بھی مٹی ہی اس کا مقدّر ہے۔ مٹی درحقیقت ایک انکساری اور عاجزی کی علامت ہے۔ دنیا بھر کی قوموں میں سے کسی کو سلیوٹ کرنے اور آداب سے ملنے کی اداؤں اور حرکات کا جائزہ لیں تو ان میں زمین کی طرف جھکنے کا طرز ملتا ہے۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں کتے کی مثال دی ہے کہ وہ اپنے مالک کی محبت چاہنے کے لیے اس کے قدموں پر سر رکھ دیتا ہے۔

ایک بیج یا دانہ جب زمین میں ڈالا جاتا ہے تو وہ نشو و نما پانے کے لیے اپنی اصلی حیثیت یا Shape کھو دیتا ہے۔ مٹی میں مل جاتا ہے۔ پھر اس کے اندر سے زندگی نکلتی ہے۔ جو دوسروں کو زندگی دینے کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

شاعر کہتا ہے

؎ مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہیے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

اس مضمون کو انسان کو ہر وقت اپنے اوپر لاگو کرتے رہنا چاہیے۔ انسان نے اگر پنپنا ہے، اگر نشو و نما پانی ہے، اگر آگے بڑھنا ہے، اگر بڑا ہونا ہے اور اعلیٰ مرتبہ پانا ہے تو اسے اللہ کے حضور سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔ اپنے آپ کو مٹی میں ملانا پڑتا ہے۔ کبھی اکڑ کر یا سینہ تان کر بلندی کا سفر طے نہیں ہوتا۔ کوہ پیمان جھک کر ہی پہاڑ سر کرتے ہیں۔ ہائیکنگ کرنے والوں کے ہاتھوں میں ہمیں کھونٹی ہی دکھائی دیتی ہے جو انسان کو جھکنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ اکڑ کے مضمون کو ہم تکبر، انا وغیرہ سے تعبیر کر سکتے ہیں جو خدا کو اور اس کے رسولؐ کو بہت ناپسند ہیں۔

انسان بھی اگر دانے یا بیج کی طرح اپنے آپ کو فنا کر لے تو اس کی جڑھیں زمین میں پیوست ہوتی جاتی اور وہ خود شاخوں کی طرح آسمان سے باتیں کرتا ہے۔

آج کل معاشرہ میں ہر طرف فرعونیت اور دجل دکھنے کو ملتا ہے۔ دراصل ایسے لوگوں نے، قوموں نے، سربراہوں نے عاجزی انکساری کو خیر آباد کہہ دیا ہے۔ پھر ایسی قومیں یا سربراہ جلد تنزلی کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔ ہم نے بارہا گھروں کے باہر لگی باڑھ کو دیکھا ہے جب اسے کچھ دنوں کے بعد تراش کر برابر کر دیا جائے تو شاخوں کے بڑھنے اور نشو و نما پانے کا عمل کا آغاز ہو جاتا ہے لیکن ایک یا دو سر کنڈے تیزی سے سر نکال کر باہر نکل آتے ہیں اور بڑی تیزی سے بڑھنے لگتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ بعض اوقات اتنے بڑے ہو جاتے ہیں اور معیوب لگنے لگتے ہیں کہ کوئی شخص آتے جاتے بعض اوقات انہیں مسل چھوڑتا ہے یا توڑ ڈالتا ہے۔ اگر یہ عمل دوسروں سے مسابقت لے جانے کے

لیے ہو تو خوش آئند ہے لیکن اگر تکبر کی ملونی ہے تو پھر محل نظر ہے۔ یہی کیفیت انسانی زندگی میں ہے اگر تو نیکیوں میں مقابلہ کرتے ہوئے کوئی انسان تیز تیز بھاگتا، اچھلتا کودتا دربار الٰہی کی طرف بڑھتا جاتا ہے تو اچھی بات ہے اسے مسابقت الی الخیر کہیں گے لیکن اگر دوسروں کی ناک کو خاک میں ملانے اور اپنی ناک اونچی رکھنے کے لیے اپنے آپ کو بلند کرتا ہے تو آخر ایک دن اس کی گردن کے سریہ کو کاٹنے والا بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اب ہم نئے سال میں داخل ہوئے ہیں۔ چند ہفتوں تک رمضان المبارک میں قدم رکھنے والے ہیں۔ وہاں مسابقت الی الخیر کے لیے جو نیک عملوں کا میدان لگانا ہے ضرور لگائیں۔ ایک دوسرے کی نیکیوں کو دیکھ کر اسے اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے دوڑ لگائیں اور سب کو اپنے پیچھے چھوڑنے کی کوشش ضرور کریں۔

آج حضور نے دہریت کے قلع قمع کے لیے جو اصول بیان فرمایا ہے اس کے لیے راتوں کو اٹھ کر آداب الٰہی اور آداب دعا کو ملحوظ خاطر رکھ کر اللہ کو پانے کی خاطر اپنے آپ کو مٹا دینا ہی اصل میں کامیابی کا گر ہے۔ یہ وہ وقت ہے جب یہ دعا کرنے کی ضرورت ہے۔

اے اللہ! میں تجھ سے تجھ کو مانگتا ہوں

اور ہم میں سے اکثر کو اللہ مل جائے گا اور اس کے اثرات دعاؤں کی قبولیت کی صورت میں ہمارے معاشرہ پر نظر آئیں گے تو دہریت مٹتی جائے گی اور الوہیت و ربوبیت معاشرہ میں نظر آئے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے۔

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام
جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

(یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی کم ذات پر نظر کر کے شکر کرتا تھا۔)۔ پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہر گز ہر گز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 314-315)

پھر فرمایا:

"انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنے خودی اور نفسانیت سے الگ ہونے پڑتا ہے تب وہ نشوونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہر گز فیض حاصل نہیں ہوتا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 455)

بد تر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولیٰ اسی میں ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 19 جنوری 2023ء)

﴿9﴾

الفضل کی خواہش میرے لیے ایسی ہی تھی جیسے ثُریا کی خواہش

(بانی الفضل)

بانی الفضل حضرت مرزابشیر الدین محمود احمد مصلح موعود وخلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے الفضل کے حوالہ سے بہت قیمتی اور اہم ارشادات فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک ارشاد یہ ہے کہ

”یہ اخبار ثُریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لیے ایسی ہی تھی جیسے ثُریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔ آخر دل کی بیتابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت پیدا ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔“

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

اس ارشاد میں بیان مضمون کو آگے جاکر زیر بحث لایا جائے گا۔ آغاز پر ثُریا کے معانی بیان کرنا ضروری ہیں۔ ثاء پر پیش کے ساتھ لفظ ثُریا (Pleiades) چند ستاروں کے جھرمٹ کا نام ہے جو آسمان پر بہت دلکش اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ اس کا زمین سے فاصلہ باقی ستاروں سے بلند ہے۔ الغرض ثُریا کا لفظ بلند ترین مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

اگر ایمان ثُریا کے پاس بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تو ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔

(حدیقۃ الصالحین صفحہ 893-892)

شعراء نے بھی ثُریا کے لفظ کو بلندی کے معنوں میں استعمال کیا ہے۔ جیسے علامہ اقبال کوہ ہمالیہ کو مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

؎چوٹیاں تیری ثُریا سے ہیں سرگرم سخن

اگر کسی کی بلندی کو ارفع مقام سے تعبیر کرنا ہو تو کہتے ہیں کہ آسمان سے باتیں کر رہی ہے یا کر رہا ہے۔ ہمالیہ کی چوٹیاں ثریا سے باتیں کر رہی ہیں۔

شیخ سعدی کا ایک فارسی شعر ہمارے لٹریچر میں کثرت سے ملتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

؎خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

کہ اگر معمار عمارت بناتے وقت بنیادی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھے گا تو اس کے اوپر جو دیواریں اٹھائے گا وہ ثُریا تک لے جائے وہ ٹیڑھی ہی رہیں گی۔

ثُریا کے مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے اگر حضرت مصلح موعودؓ کے بین السطور میں بیان ارشاد کو ایک بار پھر پڑھا جائے تو اخبار (الفضل) کی اہمیت، افادیت اور اس کی برکات اور فوقیت پہلے سے زیادہ کھل کر سامنے آتی ہیں۔

”یہ اخبار (اشارہ الفضل کی طرف ہے) ثُریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔ اس کی خواہش میرے لیے ایسی ہی تھی جیسے ثُریا کی خواہش۔ نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔ آخر دل کی بیتابی رنگ لائی۔ امید بر آنے کی صورت پیدا ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔“

(انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

اب اس ارشاد میں سے ایک ایک فقرہ کو زیر بحث لاتے ہیں۔

- **یہ اخبار ثُریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا**

اس فقرہ سے الفضل کی اہمیت اور اس کے مقام کا اندازہ بآسانی لگایا جا سکتا ہے۔ جس طرح ثُریا بلند ترین جگہ ہے اور ارفع و اعلیٰ مقام سے تعبیر کی جاتی ہے اسی طرح الفضل کا مقام ثُریا کی

طرح اعلیٰ و ارفع ہے۔ بلکہ اس زیر بحث فقرہ پر غور کیا جائے تو اس اخبار کا تو ثُریا سے بھی بلند مقام ہے کیونکہ فرمایا ثُریا کے پاس ایک بلند مقام پر براجمان ہونے کا ذکر ہے۔

•اس کی خواہش میرے لیے ایسی ہی تھی جیسے ثُریا کی خواہش

اس فقرہ سے حضرت مصلح موعودؓ کی الفضل سے محبت عیاں ہوتی ہے۔ ہر انسان کو روحانی اور مادی بلندیوں کا سفر کرنے اور بلندیاں پانے کی خواہش ہوتی ہے کہ میرا مقام، میرا اقبال بلند ہو اور وہ ترقیات کے لیے جہاں دعائیں کرتا ہے وہاں کوشش بھی کرتا ہے۔ سو حضرت مصلح موعودؓ اس کو زمین پر لانے کی خواہش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح انسان کی خواہش ثُریا پر جانے کی ہوتی ہے۔ میری بھی یہ خواہش تھی کہ میں ثُریا پر جا کر اس کو زمین پر لاؤں اور ساتھ ہی ''نہ وہ ممکن تھی نہ یہ'' کے الفاظ میں ان دونوں خواہشات کے ممکنات میں نہ ہونے کا ذکر فرمایا۔ لیکن مَنْ جَدَّ وَجَدَ کے اصول کے مطابق جو انسان کوشش کرتا ہے، تگ و دو کرتا ہے وہ آخر اپنے ہدف کو پالیتا ہے۔

•آخر دل کی بیتابی رنگ لائی

بالآخر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی دعائیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی دن رات کی کوششیں و دعائیں رنگ لائیں۔ اس اخبار کے لیے دل بہت بے تاب تھا اور جب انسان کی خواہش میں دل بیتاب ہو تو اللہ تعالیٰ دعاؤں اور کوششوں کو قبول فرماتا ہے۔ چنانچہ 18/جون 1913ء کا وہ مبارک دن تھا جب اس بے تاب دل نے پختہ ارادوں کے ساتھ اس کو اشاعت کا رنگ دے ہی دیا۔

•امید بر آنے کی صورت پیدا ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی

کیا پیاری تشبیہ دی ہے الفضل کو سورج کی روشنی بالخصوص چڑھتے سورج کی لالی سے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے وہ بالآخر روشن سے روشن ہوتا رہتا ہے اور اس کی تمازت موسم سرما میں بھلی محسوس ہوتی ہے اور موسم گرما میں انسانی طبائع میں مزید گرمائش پیدا کرتی ہے۔ یہی کیفیت

الفضل کی ہے۔ اس میں ایمانی، روحانی و دینی تعلیمات کی گرمائش انسان کی طبیعت میں خوشکن ماحول پیدا کرتی ہے۔ یہ مادی سورج طلوع کے بعد بسا اوقات بادلوں کے نرغے میں آجاتا ہے۔ الفضل پر بھی گاہے بگاہے بادلوں کے سائے رہے اور مخالفین کی طرف سے پابندیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ایشین ممالک میں جیسے سورج مشرق سے طلوع ہو کر مغرب کی طرف کا سفر کرتا ہے بعینہٖ اخبار الفضل نے مشرق افق قادیان، لاہور اور ربوہ سے طلوع ہو کر مغرب کی طرف اپنا سفر جاری رکھا اور اب گزشتہ تین سالوں سے مغرب میں اپنی روشنی اور گرمائش سے مومنوں کو متمتع کر رہا ہے اور اس کی کرنیں کیا بلاد عربیہ میں، کیا یورپ میں، کیا مغرب میں، کیا بلاد شرقیہ میں برابر علم و تقویٰ، نیکی کی روشنی پھیلا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو جزائے خیر عطا فرمائے جنہوں نے پاکستان میں بندش اور پابندیوں کی زنجیریں توڑ کر اس اخبار کو مغرب سے جاری فرمایا اور آج 5 لاکھ سے زائد ستارے اس روحانی سورج سے روشنی لے کر اپنے اپنے علاقوں میں روشنی مہیا کر رہے ہیں۔ اس روشن سورج کے حق میں اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ وَ بَارِكْ لِلعَالَمِیْن کی دعا کرتے ہوئے اس آرٹیکل کا اختتام کرتے ہیں۔

؎ نعمتیں چُن دی گئیں ہیں اس کے ہر قرطاس پر
میوہ ہائے دین کا الفضل، دستر خوان ہے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21 جنوری 2023ء)

﴿10﴾

''مساجد نمبر''میں 82 مساجد کے تعارف پر اظہار تشکر

نوّے کی دہائی کی بات ہے کہ جب جماعت احمدیہ کا ٹی وی چینل ''ایم ٹی اے'' دنیا میں منصہ شہود میں آنے کے بعد انٹرنیٹ کی دنیا میں ابھی جگہ بنا رہا تھا، مَیں اس وقت لاہور پاکستان میں بطور مربی ضلع خدمات بجالا رہا تھا۔ ہم نے دیکھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اس چینل نے آسمان کی بلندیوں کو چھونا شروع کیا۔ پاکستان جیسے ملک میں بھی ہر کس و ناکس کی زبان پر ایک فقرہ تھا کہ ایک اسلامی چینل آیا ہے جس میں اشتہارات کے بغیر اسلامی تعلیم بیان ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ مَیں ہال روڈ پر ایک احمدی دوست کی دکان پر بیٹھا تھا جو ٹی وی اور ڈش کا کاروبار کرتے تھے۔ ایک دوست آئے جنہوں نے مڑا سا باندھا ہوا تھا اور دکاندار سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ مجھے وہ ڈش دو جس پر ایک باباجی آتے ہیں اور دینی باتوں کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کرتے۔

یوں اس ''ایم ٹی اے'' نے شہرت کی بلندیوں کو چُھوا اور جب یہ عوام الناس میں مقبول ہونے لگا تو مولویوں نے بھی دیکھا اور اس کی مین اسکرین کے ماتھے پر لگی خانہ کعبہ کی تصویر دیکھ کر رَولا ڈال دیا کہ خانہ کعبہ تو ہمارا ہے، مرزائیوں کو اس کی تصویر آویزاں کرنے کا کوئی حق نہیں، یہ تو کافر ہیں۔

یہ خانۂ خدا، بیت اللہ یا بیت العتیق کہلاتا ہے۔ اس کے ذیل میں دنیا بھر میں لاکھوں بیت اللہ (مساجد) تعمیر ہو چکی ہیں۔ مکرم ربیب احمد مرزا مبلغ سلسلہ ایم ٹی اے شعبہ ترجمانی لندن کے ایک مضمون بعنوان ''اور زمین اپنے ربّ کے نور سے جگمگا اٹھی'' میں دنیا بھر میں احمدیوں کی مساجد کی تعداد 20356 درج ہے۔ جو آپ نے خلفاء کے جلسہ ہائے سالانہ کے دوسرے دن کے خطابات

سے مرتب کی۔ نیز وہ لکھتے ہیں کہ مشن ہاؤسز، نماز سینٹر اور بعض بنی بنائی جو مساجد جماعت کو ملتی رہتی ہیں ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔

(الفضل آن لائن 22/دسمبر 2022ء)

اس تعداد میں پاکستان کی احمدیہ مساجد شامل نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ادارہ الفضل آن لائن کو دنیا بھر کے ایسے ممالک اور جزائر کی ایسی مساجد کی تاریخ جمع کرنے کی توفیق دی جو سب سے پہلے تعمیر ہوئیں اور مؤرخہ 22/دسمبر تا 30/دسمبر 2022ء کے الفضل کے 8 دن کے شماروں میں 124 صفحات پر مشتمل باتصویر مساجد کے تعارف کی توفیق پائی۔ ان کا آغاز خانہ کعبہ، مسجد قبا اور مسجد نبوی سے کیا گیا کیونکہ ہم یقین رکھتے ہیں کہ دنیا بھر میں ہماری ہزاروں کی تعداد میں مساجد، خانہ کعبہ ہی کے ذیل میں ہیں۔ یہ ہمارا ورثہ ہے، اس کی حفاظت کے لیے دعائیں مانگنا ہمارا اولین فرض ہے۔ مدینہ کی مسجد قبا اور مسجد نبوی بھی مدینۃ النبی میں پہلی پہلی مساجد تھیں۔ ہمارے دشمن روئیں، سر پیٹیں ہمارے لیے ان مساجد میں نمازیں ادا کرنا (جن کو بھی توفیق ملے) باعث فخر و برکت ہے۔ جو احمدی دنیا بھر سے حج یا عمرہ کے لیے سعودی عرب تشریف لے جاتے ہیں واپس آکر اپنے مبارک سفر کی روئیداد بیان کرتے ہوئے مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں نمازوں کی کیفیت بیان کرتے رو پڑتے ہیں۔ ان کے جذبات دیدنی ہوتے ہیں۔

یہاں اس دلچسپ اور ایمان افروز بات کا ذکر قارئین کے لیے کرتا چلوں کہ پاکستان میں نام نہاد مولویوں کی ایما پر ایک جابر و ظالم ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے پاکستان میں احمدیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کہنے سے روک دیا تھا۔ جماعت احمدیہ نے سر تسلیم خم کر کے اپنی عبادت گاہوں کو بیوت یا بیت کہنا شروع کر دیا اور یہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے کہلوایا کیونکہ اللہ کی عبادت کے لیے تعمیر ہونے والا بیت الاوّل (خانہ کعبہ) بیت اللہ یا بیت العتیق کہلایا۔ اسے مسجد نہیں کہا گیا۔ اس کو بیت قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ کہ یہ پہلا گھر ہے جو مکہ معظمہ کے مقام پر لوگوں کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس بیت اللہ کے تناظر میں ہم نے اپنی مساجد کو بیوت کا نام دیا۔

پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کی داستانیں تو اپنی جگہ۔ احمدیوں کی ذاتی و جماعتی جائیدادیں بھی محفوظ نہیں۔ جماعتی جائیدادوں میں سب سے اوّل تو ہماری مساجد ہیں جو معاندین احمدیت کے ہاتھوں محفوظ نہیں۔ اب تک سینکڑوں مساجد یا گرادی گئیں یا اس کے مینارے، محراب وغیرہ توڑ دیئے گئے اور بعضوں کو جزوی نقصان پہنچایا گیا۔ اب تو رات کے اندھیرے میں سرکاری اہلکار پولیس وردی میں اپنا یہ فرض سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ مساجد پر لکھے کلمہ طیبہ کی پاک عبارت پر نالیوں میں بہتے گندے پانی سے کُوچیاں گیلی کر کے کلمہ طیبہ پر پھیری گئیں، ہتھوڑوں اور چھینیوں سے سیمنٹ سے لکھے کلمہ طیبہ کو بڑی بے دردی سے توڑا گیا اور سیمنٹ کے ٹکڑے جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا اوپر سے گر گر کر گندی نالیوں میں گرتے رہے اور بعض جگہوں پر ان کلموں کو، میناروں کو لکڑی، ٹن کی چادروں سے ایسے رنگ میں Cover کر دیا گیا کہ باہر سے سرکاری مسلمانوں کو نظر آ کر ان کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ مسجد کی طرز پر عمارت بنانے کی سختی سے ممانعت ہے۔ ہاں ہال بنا سکتے ہیں اور بعض جگہوں پر ہال کو قبلہ رخ بنانے کی بھی مخالفت کا سامنا ہے۔

مخالفت اور دشمنی کی نیز جماعت پر مظالم کی بات چلی ہے تو یہ بھی بتا دیا جائے کہ احمدیوں کی جانوں اور جائیدادوں کو نقصان پہنچانے کے بعد ہمارے مُردے بھی جن کی تکریم ہر مذہب میں واجب ہے ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں اور آج کل قبروں کے کتبے توڑنے کا سلسلہ سرکاری اہلکاروں کی معیت و مدعیت میں جاری ہے۔ ہم ان غیر اسلامی حرکات پر إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہیں اور ان کی ہدایت کے لیے دعا گو ہیں۔

پاکستان میں جب احمدیہ مساجد کو گرانے اور نقصان پہنچانے کا سلسلہ لارج اسکیل پر جاری ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے احباب جماعت کو تحریک فرمائی کہ اگر یہ ایک مسجد گرائیں گے تو ہم اس کی جگہ دس مساجد تعمیر کریں گے۔ یہ اسی تحریک کا نتیجہ ہے کہ بیرون

پاکستان احمدیہ مساجد کی تعداد میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔ صرف جرمنی میں 78 کے قریب بڑی خوبصورت، عالیشان مساجد تعمیر ہو چکی ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالك

اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کامیابی صرف اور صرف اس قربانی کے صلہ کے طور پر دی ہے جو احمدی پاکستان میں جانی و مالی نقصان برداشت کر کے کر رہے ہیں۔ 2019ء میں جب خاکسار کو مرکزی نمائندہ کے طور پر سیرالیون جلسہ سالانہ میں شمولیت کا موقع ملا تو مین شاہراہوں سے گزرتے ہوئے تھوڑی تھوڑی دیر (وقفہ) کے بعد پاکستانی مساجد کے طرز پر مساجد پر مینار اور گنبد بنے نظر آتے ہیں۔ جو افریقن مستریوں کے لیے بنانے کافی مشکل ہیں۔ مجھے مکرم سعید الرحمن امیر سیرالیون نے بتایا کہ پاکستان سے ہمارے ایک احمدی مستری دوست یہاں آئے تھے وہ ایک افریقن احمدی کو پاکستانی مساجد کی طرز پر مینار کی تعمیر سکھا گئے ہیں۔ اب یہی افریقن احمدی پورے سیرالیون میں جہاں بھی احمدیہ مسجد کی تعمیر ہو، مینار بناتے ہیں۔ جبکہ کئی مالکیہ گروپ کے مسلمان احمدیہ مشن سے رابطہ کرتے اور اس جیسے مینار تعمیر کروانے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں۔ اب خدا کی شان دیکھیں۔ ایک طرف پاکستان میں مینار گرائے جاتے ہیں۔ دوسری طرف احمدیوں سے احمدی مساجد کی طرز پر مینار تعمیر کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔ پورے سیرالیون میں جب آپ کو اس طرز کے مینار نظر آئیں تو سمجھیں کہ یہ احمدیوں کی مسجد ہیں۔ الحمدللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مرصّع اور پکی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیے اور

وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلّفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخیں ہی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لیے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مساجد کی اہمیت، ضرورت اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہر مسجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اس مسجد میں آنے والے کا دل ہر قسم کے ظلموں اور حقوق غصب کرنے کے خیالات سے پاک ہے۔ یہ ہماری مساجد اس بات کا نشان اور مرکز ہیں کہ یہاں آنے والے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے والے ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی کے لئے قربانی کرنے کے لئے جہاں اپنوں کے لئے ان کے دل رحم کے جذبات سے پُر ہیں وہاں دشمن کی دشمنی بھی انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق کی ادائیگی سے نہیں روکتی۔ یہ مساجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں یہ اس بات کا اعلان ہیں کہ مذہبی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار اسلام ہے اور اس کے اظہار کے لئے ہماری مسجدوں کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ ہر شخص جو خدا کی عبادت کرتا ہے اسے مسجد میں عبادت کرنے میں کوئی روک نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ ہماری مساجد اور اس میں آنے والا ہر احمدی اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق ہر حقیقی مسلمان پر تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی

حفاظت کی ذمہ داری ہے اور فرض ہے اور اس ذمہ داری کا ادا کرنا اس کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنی مسجد کی حفاظت کرنا۔ ہماری مساجد ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتی ہیں کہ مومن کے ایمان کا حصہ ملک سے وفاداری بھی ہے۔ ایک مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ملک و قوم کا وفادار نہ ہو۔‘‘

آپ نے مزید فرمایا: میں نے شروع میں جو آیت (سورۃ توبہ آیت 18) تلاوت کی تھی اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس آیت کی وسعت خانہ کعبہ سے نکل کر ہر اس مسجد تک پھیلتی چلی جاتی ہے جو ان خصوصیات کے حامل لوگوں سے آباد ہوتی ہے جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایمان لانے والوں میں شامل ہیں۔ ان مومنوں میں شامل ہیں جن کے ایمان کے معیار اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ۔ یعنی مومنوں کی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ کوئی دوسری دنیاوی محبت ان پر غالب نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ دنیاوی مفاد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کو بھول جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ یہ نہیں کہ اپنے کام کے بہانے کرکے نمازوں کو انسان بھول جائے۔ مالی مفاد کا فائدہ اٹھانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لے لے۔ یہ کام کرتے وقت انسان کو سوچنا چاہئے کہ میری محبت خدا تعالیٰ سے زیادہ ہے یا دنیاوی مفادات سے؟ اگر دنیاوی چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُور لے جا رہی ہیں تو دنیا کی محبت غالب آ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی۔ ایمان جو ہمیں سب سے پیارا ہے۔ وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں۔‘‘

(الفضل آن لائن (مساجد نمبر) 22/ دسمبر 2022ء صفحہ 7)

ہم اس موقع پر ’’شکر رب عزو جل خارج از بیاں‘‘ کا اظہار کرتے ہوئے مساجد نمبر کے اجر اپر اُس اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے حضور کی دعاؤں کے طفیل میری ٹیم کو توفیق بخشی کہ وہ 82 مساجد کا تعارف پیش کرنے کی سعادت پائے۔ جن کو پڑھ کر اور ان کی عالی شان تصاویر دیکھ کر دل حمد الٰہی سے بھر گئے اور قارئین نے لکھا کہ یہ شمارے Faith inspiring ہیں اور ہم شکرانے کے طور پر حمد الٰہی کے گیت گانے لگے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے دنیا کے کنارے تک اللہ کے گھر کی تعمیر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام ’’میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘ کو بار بار پورا کیا۔ یہ اہم تاریخی نمبر جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر جاری کرنے میں حکمت یہ ہے کہ بیت اللہ اور مسجد نبویؐ کے تناظر میں آج کے اُخروی دور میں جو سب سے پہلے مسجدیں تعمیر ہوئیں وہ قادیان میں تھیں اور جلسہ کے دنوں میں مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک میں عازمین قادیان اپنی عبادات کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان مساجد کو اپنا نام بلند سے بلند تر کرنے کا ذریعہ بنائے۔ یہ مساجد آباد ہوں اور خدا کی توحید پھیلانے کا ذریعہ بنیں۔

اے اللہ تُو اسے ایسا ہی کر۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 26 جنوری 2023ء)

﴾11﴿

قلم کا رشتہ اور الفضل کی ادب گاہیں

ہم جب بچے تھے تو تشحیذ الاذہان کو غور سے خوشی خوشی پڑھتے تھے۔ ہمیں اس میں بہت کچھ سیکھنے کو ملتا اور تشحیذ کے خاندان میں ہم بھی شامل ہوتے اور ہمارے بہت سے عزیز واقارب اور جاننے والے ہم عصر، ہم جولی اور ہم نوا بھی۔ رسالہ میں ایک کالم ''قلمی دوستی'' کے عنوان سے مستقل طور پر ہوتا۔ جس سے خطوط لکھنے والوں سے ہم بذریعہ رسالہ تشحیذ رابطہ کرتے اور اگر کسی طفل نے اپنا ایڈریس بھی دے رکھا ہوتا تو ہم باوجود تنگ دستی کے کفایت کر کے ڈاک کی ٹکٹ خریدتے اور ان سے اندرون ملک اور بیرون ملک قلم کا رشتہ قائم کرتے۔

اسے ہم قلمی دوستی یا قلمی خاندان کا نام دیتے۔ ہمیں انتظامیہ کی طرف سے بھی ہدایت ہوتی کہ اپنا قلمی خاندان بڑھائیں۔

چند دن کی بات ہے کہ میری جماعت کی ایک معروف شاعرہ مکرمہ فرحت ضیاء راٹھور آف جرمنی سے الفضل میں نظمیں اور مضامین لکھ کر بھجوانے کے حوالہ سے بات ہو رہی تھی۔ تو آپ نے اپنے کلام میں سے یہ شعر پڑھا کہ

؎کیا جان سکے مجھ کو فقط لفظ کا رشتہ
اس قلبی تعلق میں ادب گاہوں سے گزروں

اس شعر کو سن کر مجھے ایک اور شاعرہ مکرمہ بشریٰ بختیار خان آف لندن کے DP پر لکھا ہوا ان کا اپنا ایک شعر یاد آ گیا۔ جو یوں ہے:

؎مجھے دوام کی چاہت نہیں مگر اے خدا!
میں چاہتی ہوں کہ میرا کلام زندہ رہے

اس پر مجھے خیال گزرا کہ جو خیالات اور میرے ارادے مجھے چین سے بیٹھنے نہیں دے رہے۔ ان میں مَیں اپنے قارئین کو بھی ہمسفر بنالوں اور ان کو لفظ کے رشتہ سے جوڑ کر قلمی تعلق قائم کر کے الفضل آن لائن کی ادب گاہوں سے گزرنے کی درخواست کروں۔

آن لائن کی ادب گاہیں

ان سے گزرنے کے دو طریق ہیں:

1۔ اس کو سمجھ کر پڑھنا، اس میں درج تعلیمات کو اپنے جسمانی سانچے میں ڈھالنا اور دوسروں کو اس معاملہ میں ہمراہی بنانا۔

2۔ شعراء اپنا منظوم کلام اور نثر نگار اپنی تحریرات اس میں شائع کرنے کے لیے بھجوا کر ادب گاہوں کا حصہ بننا اور دوسروں کو بھی بنانا۔

ادارہ الفضل کو ان ہر دو امور میں احمدی اسکالرز، علما، مختلف فنون و علوم کے ماہر، علمی ذوق رکھنے والے دوست احباب و خواتین کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اوّل تو بانیٔ الفضل حضرت مصلح موعودؓ کی اس آرزو اور خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جہاں عملی طور پر سعی کرنی ہے اور اس ادب گاہ کو ہر احمدی کے گھر گھر پہنچانے کے لیے کوشش کرنی ہے کہ ذیل میں درج خواہش کے مطابق اس کے پڑھنے والوں کی تعداد کروڑوں میں چلی جائے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”اے میرے مولا! لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کا فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔“

(الفضل 18/ جون 1913ء صفحہ 3)

اس کے لیے ایسے تمام Sources جیسے واٹس ایپ، انسٹا گرام، ٹیلی گرام، فیس بک اور اسٹیٹس کو بروئے کار لا کر اس کو پھیلانا ہے۔ وہاں اس کی تشہیر و ترویج کے لیے دعائیں بھی کرنی ہیں اور صدقات بھی دینے ہیں۔

مجھے علم ہے کہ سابقہ رشین اسٹیٹس میں ہمارے نمائندگان ومربیان الفضل کے بعض حصوں کا لوکل زبان میں ترجمہ کر کے ویب سائٹ پر چڑھاتے ہیں۔ ابھی حال ہی میں اطلاع ملی ہے کہ مشرقی افریقہ کے بعض ممالک جیسے کینیا میں ہمارے نمائندگان اور مبلغین الفضل کے بعض حصوں کا اپنی لوکل زبان میں ترجمہ کر کے ویب سائٹ اور فیس بک پر روزانہ ڈال دیتے ہیں۔ یہی کیفیت یا اس سے ملتی جلتی لاطینی ممالک اور اوشیانا ممالک کے بعض ممالک میں الفضل کے بعض حصوں کے تراجم ہوتے اور ویب سائٹ پر چڑھ جاتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

یہ درحقیقت الفضل کی ادب گاہوں میں چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیاں اور Pave بنانے کے مترادف ہے۔

الفضل کی ادب گاہوں سے گزرنے کا دوسرا طریق

ادب گاہوں میں گزرنے کا دوسرا کٹھن طریق قلمی خاندان میں شامل ہو کر اپنی تحریرات اور منظوم کلام سے اس کی پگڈنڈیوں اور Paves اور راستوں کو سجانا ہے اور سجاتے چلے جانا ہے۔ اس کے لیے سینکڑوں نثر نگار، احباب وخواتین اور شعراکرام اپنا اپنا حصہ ڈال رہے ہیں اور خوب ڈال رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ادب گاہوں پر قدم مارنے والے نثر نگار اور شعرا اپنے اس خاندان میں اضافہ کریں اور یہ تعداد سینکڑوں سے نکل کر ہزاروں بلکہ لاکھوں تک جانی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جتنی صلاحیتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ان میں سے ایک تحریر کی صلاحیت ہے خواہ تھوڑی ہو یا بہت۔ تھوڑے کو بڑھانا اور اس میں اضافہ کرتے رہنے کی تعلیم تو ہمیں دی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ حرکت میں برکت ہے۔ نیز اس دعا کے کرنے کا حکم ملا۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کہ اے اللہ! میرے علم کو بڑھا۔ اس علم میں تحریر کا علم بھی ہے۔ اس لیے الفضل کے تمام قارئین مرد وخواتین حضرت سلطان القلمؑ کے معاون بن کر قرآن، حدیث اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء عظام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھیں اور الفضل کی ادب

گاہوں کے راستوں میں بنی کیاریوں میں اپنی تحریر کے پھول لگائیں اور اپنے نام کو مکرمہ بشریٰ بختیار خاں کے اوپر بیان شعر کی روشنی میں تاابد زندہ کر جائیں۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ کی نصیحت

حضرت مرزا بشیر احمدؓ اس طرف یوں توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"قلم، علم کی اشاعت اور حق کی تبلیغ کا سب سے بڑا اور سب سے اہم اور سب سے مؤثر ترین ذریعہ ہے اور زبان کے مقابلہ پر قلم کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ اس کا حلقہ نہایت وسیع اور اس کا نتیجہ بہت لمبا بلکہ عملاً دائمی ہوتا ہے۔ زبان کی بات عام طور پر منہ سے نکل کر ہوا میں گم ہو جاتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قلم کے ذریعہ محفوظ کر لیا جائے۔ مگر قلم دنیا بھر کی وسعت اور ہمیشگی کا پیغام لے کر آتی ہے اور پریس کی ایجاد نے تو قلم کو وہ عالمگیر پھیلاؤ اور وہ دوام عطا کر دیا ہے جس کی اس زمانہ میں کوئی نظیر نہیں کیونکہ قلم کا لکھا ہوا گویا پتھر کی لکیر ہوتا ہے جسے کوئی چیز مٹا نہیں سکتی اور قلم کو یہ مزید خصوصیت بھی حاصل ہے کہ اسے اپنے منبع کی نسبت کے لحاظ سے کامل یقین کا مرتبہ میسر ہوتا ہے۔ ہمیں بعض اوقات کسی شخص کی طرف سے کوئی بات زبانی طور پر پہنچی ہے مگر اس کے سننے والوں کی روایت میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ مگر جب کسی شخص کے قلم سے کوئی بات نکلے تو پھر اس بات کے منبع اور مآخذ کے متعلق کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔ بہر حال اس زمانہ میں جب کہ اسلام کے دشمن اسلام کی تعلیم اور حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف ہزاروں لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر رہے ہیں۔ قلم سے بڑھ کر اسلام کی مدافعت اور اسلام کے پر امن مگر جارحانہ علمی اور روحانی حملوں سے زیادہ طاقتور کوئی اور ظاہری ذریعہ نہیں۔

پس اے عزیزو اور اے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو اور سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔ تمہارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور دیگر صحابہ کرام اور

قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایانِ اسلام کی روحیں باہر آنے کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرونِ اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا۔ اسی طرح وہ تمہارے اندر سے ہو کر (کیونکہ خدا اب بھی انہی قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایاپلٹ دیں۔"

(مضامین بشیر جلد سوم صفحہ 564-565)

مکرمہ فرحت ضیاء راٹھور اور مکرمہ بشریٰ بختیار خان کے منظوم کلام سے متاثر ہو کر خاکسار کو اداریہ لکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ لہٰذا ان دونوں کا کلام اس اداریہ کا حصہ بنا رہا ہوں۔

منظوم کلام فرحت ضیاء راٹھور

یہ حکم ملا ہے کہ نئی راہوں سے گزروں
کانٹوں میں چھپے پھول ہیں پلکوں سے اٹھا لوں
کوزے کو سمندر میں سمونے کا ہنر ہے
اتروں جو سمندر میں نئی موجوں سے کھیلوں
مکتب ہے ادب کا تو کوئی طفل بہت ہے
تحریر کے اسرار بھلا ہاتھوں سے کھولوں
کیا جان سکے مجھ کو فقط لفظ کا رشتہ
اس قلمی تعلق میں ادب گاہوں سے گزروں
اک شعر کی دنیا ہی نبھائی نہیں جاتی
تحریر کے مقتل میں صلیبوں پہ بھی لٹکوں
کھو جانے کا احساس بہت جان بلب ہے
میں خود کو کہاں ڈھونڈوں کہاں رکھوں کہاں جاؤں
ضیاء سوچ لیا ہے کہ کوئی مان نبھاؤں
لہروں کے تھپیڑے ہیں کناروں سے بھی الجھوں

منظوم کلام بشریٰ بختیار خان

تمہارے ہونٹوں پہ بس میرا نام زندہ رہے
تمہارے ساتھ بتائی یہ شام زندہ رہے
خدا کرے کہ یہ نیت ہی کام آ جائے
حوالہ ہو یا نہ ہو میرا کام زندہ رہے
مجھے دوام کی چاہت نہیں مگر اے خدا
میں چاہتی ہوں کہ میرا کلام زندہ رہے
عجیب ڈھنگ کی یہ چال چل گیا ہے کوئی
کہ بادشاہ نہ ہو اور غلام زندہ رہے
مری غزل کے سب اشعار چاہے رد ہو جائیں
مگر امام پہ میرا سلام زندہ رہے
زمانے بھر کا مجھے ہوش تک نہ ہو بشریٰ
تمہاری یاد کا بس ایک جام زندہ رہے

اللہ تعالیٰ الفضل کے قارئین کے دلوں کو اس حوالے سے کھولے کہ وہ مضامین لکھیں اور منظوم کلام بھی۔ کان اللہ معھم و ایدھم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 28 جنوری 2023ء)

﴿12﴾

خطبہ ثانیہ کی اہمیت اور اس میں بیان شدہ سنہری اسباق

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں سال 2022ء کا آخری جمعہ مؤرخہ 30/دسمبر کو خاکسار نے مسجد مبارک ٹلفورڈ، یوکے میں ادا کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں حضرت حمزہؓ کی سیرت و سوانح کے بعض پہلو بیان فرما کر خطبہ کے آخر پر نئے سال کے حوالہ سے دعاؤں کی تحریک فرمائی تو 2022ء کے الوداع ہونے والے سال کی اپنی غلطیاں اور کمزوریاں خیالوں میں آئیں تو استغفار کرنے کے لیے لب تیزی سے حرکت کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور ہمیں غلطیوں، کمزوریوں اور کوتاہیوں کو ختم کر کے نئے سال میں داخلے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسی اثناء میں حضور پُر نور نے نہایت خشوع و خضوع اور درد کے ساتھ جب خطبہ ثانیہ شروع فرمایا تو خاکسار خطبہ ثانیہ کے الفاظ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہوا اور یہ خیال بھی دل میں غلبہ پانے لگا کہ ہم مادری زبان ہونے کی وجہ سے خطبہ جمعہ کا اردو حصّہ دلچسپی سے سن لیتے ہیں اور خطبہ ثانیہ کے عربی حصے پر غور نہیں کرتے اور اس کو روٹین میں ہی سنتے ہیں۔ حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہی اصل خطبہ تھا۔ آنحضورؐ تقویٰ و دیگر مضامین کا اس میں اضافہ فرمایا کرتے تھے اور اس کی اہمیت بیان فرماتے تھے۔ بعد میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے عباد اللہ! رحمکم اللہ سے آخر تک اس میں اضافہ فرمایا تھا جو اب تک خطبہ ثانیہ کا حصہ بناہوا ہے۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ 244 مطبع سرکاری لاہور)

ایم ٹی اے کی نعمت اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی تو خلیفۃ المسیح کے خطبات جمعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست دنیا بھر میں دیکھے اور سنے جانے لگے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ دوسرا خطبہ بھی بیٹھ کر خاموشی سے سننا ضروری ہے۔

خطبہ ثانیہ کا وہ مسنون حصہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان فرمودہ تھا اور قریباً پہلی صدی ہجری تک تمام دنیا میں خطبات جمعہ کے بعد پڑھا جاتا تھا۔ اس کے الفاظ یہ تھے:

اَلحَمدُ لِلّٰہِ نَحمَدُہٗ وَنَستَعِینُہٗ وَنَستَغفِرُہٗ وَنَعُوذُبِاللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَمِن سَیِّاٰتِ اَعمَالِنَا مَن یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَن یُّضلِلہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشھَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ وَ اَشھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ہم اسی کی حمد کرتے ہیں اور اُس سے ہی ہم مدد طلب کرتے ہیں اور اُسی سے ہم بخشش مانگتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کے شرّ سے اور اپنے اعمال کے بدنتائج سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے اُسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دے اُسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا ایڈیشن 2014ء صفحہ 95-96)

اس میں حمد باری تعالیٰ، استعانت، بخشش طلب کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کے شرور اور اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آنے کا ذکر ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جو سورۃ فاتحہ کی آیت اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ میں بیان ہوا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مرد حضرات جمعہ کو مسجد میں حاضر ہو کر نماز جمعہ ادا کریں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اپنی روحانیت میں بہتری کے لئے دعا کریں اور اللہ کی پناہ میں آنے کی دعا کریں کہ یہی انسانی زندگی کا لب لباب ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، خطبہ ثانیہ کا دوسرا حصہ جو حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے شامل کیا تھا وہ یوں ہے:

عِبَادَ اللّٰهِ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ وَادْعُوْهُ يَسْتَجِبْ لَكُمْ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

(تاریخ الخلفاء للسیوطی صفحہ 442 مطبع سرکاری لاہور)

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! اللہ تم پر رحم کرے۔ یقیناً اللہ عدل واحسان اور رشتہ داروں سے حُسنِ سلوک کا حکم دیتا ہے اور ہر قسم کی بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے روکتا ہے وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

اللہ کو یاد رکھو تاوہ تمہیں یاد رکھے اور اُس کو پکارو تاوہ تمہاری دعا قبول کرے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

(مناجات رسولؐ، خزینۃ الدعا صفحہ 98-99 ایڈیشن 2014ء)

اس خطبہ میں خطیب عباد اللہ رحمکم اللہ کے الفاظ میں رحمت کی دعا دیتا ہے۔

عباداللہ کے الفاظ سنتے ہی قرآنی آیت وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۷﴾ ذہن میں آجاتی ہے اور یہ درس دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن وانس کی پیدائش کا مقصد ہی عباداللہ بننے کے لیے کیا ہے اور یہاں دیکھیں کہ اللہ اپنے بندوں کو پیار سے پکارتا ہے کہ اے اللہ کے بندو! اور رحم کی دعا بھی دیتا ہے یہ دعا سن کر انسان کا دل پسیجتا، نرم ہوتا اور اللہ کی طرف جھکتا ہے اور ساتھ ہی سورۃ النحل کی آیت 91 کی صورت میں عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ پر عمل کرنے اور فحشاء، منکر اور لغویات سے دور رہنے کی نصیحت کرتا ہے۔

یہاں ایک مومن کو اور نمازی کو، معاشرہ میں سرایت کرنے والی برائیوں سے بچنے اور حقوق العباد کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ گویا خطبہ ثانیہ کے پہلے حصہ میں حقوق اللہ ادا کرنے کا ذکر ہے اور دوسرے حصہ میں حقوق العباد کی ادائیگی پر زور دیا گیا ہے۔

پھر خطبہ ثانیہ کے آخر پر ایک بار پھر اللہ کے حقوق کی طرف بلاتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اُذْکُرُوااللّٰہُ یَذۡکُرۡکُمۡ وَادۡعُوۡہُ یَستَجِب لَکُم وَلَذِکۡرُاللّٰہِ اَکۡبَرۡ کہ اللہ کو یاد کرو تا وہ تمہیں یاد رکھے۔ اس کو پکارو تا وہ تمہاری دعا قبول کرے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ یہاں مومن کو نصیحت کی گئی کہ دیکھو! اللہ نے تم کو نماز جمعہ پڑھنے کی توفیق دی۔ اب جمعہ کی ادائیگی کے بعد آپ گھروں کو لوٹنے والے ہو۔ ان حالات میں ہمیشہ اللہ کو یاد رکھنا ہے۔ اس کو نہیں بھولنا۔ تب وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا اور تمہاری تمام مشکلات کو آسان کر دے گا۔ ہر آن اس کو پکارو تا وہ تمہاری دعائیں قبول کرے۔ اللہ کے سب سے بڑا ہونے یعنی اس کی بڑائی کا اعلان ہر آن تمہاری طرف سے ہوتے رہنا چاہیے۔

یہ ہے وہ اہم خطبہ ثانیہ جس کو غور سے اور خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید کی گئی ہے اسی لیے ہم سب کو اس میں بیان شدہ تعلیمات کو اپنے اوپر لاگو کرنا چاہیئے اور ہر آن اللہ کا ورد کرتے رہنا چاہیے، تاکہ صفات حسنہ اور نیک اخلاق ہمارے اندر حلول کر جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 02 فروری 2023ء)

﴿13﴾

Muslim for Life, Muslim for Peace

مکرم مولانا شمشاد احمد ناصر مبلغ امریکہ کے پریس اور میڈیا کے ذریعہ تبلیغ کے حوالہ سے مضامین کی ایک سیریز بعنوان ”تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جا سکتا ہے“ قسط وار الفضل آن لائن کا حصہ بن رہی ہے۔ مؤرخہ 11/ جنوری 2023ء کو طبع ہونے والی قسط 74 اس وقت نوک پلک درست کرنے کے لیے میرے سامنے ہے۔ جس میں 9/11 کے واقعہ پر دس سال پورے ہونے پر بعض مسلمان تنظیموں کی طرف سے خوشی کے اظہار کا ذکر ہے جس کا امن پسند مذہب اسلام کے حوالہ سے بہت غلط پیغام عوام کو جا رہا تھا۔ جس پر جماعت احمدیہ نے امریکہ میں ایک مہم کے ذریعہ اسلام کا امن و آشتی کا پیغام دیا۔ یہ پیغام میڈیا کے ذریعہ سے اور چھوٹے چھوٹے جلسوں اور میٹنگز کا انعقاد کر کے عوام تک پہنچایا گیا اور خون کے عطیات کی مہم بھی چلائی گئی کہ مسلمان تو زندگی عطا کرتا ہے۔ مسلمان زندگی بخش ہے اور امن قائم کرتا ہے۔

مکرم مولانا موصوف نے مشن میں ایک وفد سے اس حوالہ سے خطاب کیا۔ جس میں آپ نے اس موقع پر احمدیوں کی طرف سے جاری سلوگن

Muslim for Life, Muslim for Peace

کا ذکر کر کے اسلام احمدیت کو ایک امن پسند مذہب کے طور پر پیش کیا۔ آج خاکسار اسی سلوگن کو عنوان بنا کر اداریہ قلمبند کرنے کی کوشش کرے گا کیونکہ یہ عنوان تو ابدی ہے اور دنیا میں بالخصوص مغربی دنیا میں اس پر گاہے بگاہے روشنی ڈالنے کی ضرورت رہتی ہے۔ اس عنوان کے دو حصے ہیں۔

مسلمان خود بھی زندگی ہے اور دوسروں کو بھی زندگی کے سامان مہیا کرتا ہے۔

مسلمان خود بھی امن ہے اور دوسروں کے لیے بھی امن مہیا کرتا ہے۔

جہاں تک اس مضمون کے پہلے حصے کا تعلق ہے۔ اس حوالہ سے سب سے پہلے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت 34 ذہن میں آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حکماً کسی نفس کا قتل حرام قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۴﴾

ترجمہ: اور اُس جان کو ناحق قتل نہ کرو جسے اللہ نے حُرمت بخشی ہو اور جو مظلوم ہونے کی حالت میں قتل کیا جائے تو ہم نے اُس کے ولی کو (بدلے کا) قوی حق عطا کیا ہے۔ پس وہ قتل کے معاملہ میں زیادتی نہ کرے۔ یقیناً وہ تائید یافتہ ہے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اور پھر فرمایا:

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۚ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَآ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَيِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ

(المائدہ: 33)

ترجمہ: اسی بِنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض کر دیا کہ جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہو تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا اور یقیناً ان کے پاس ہمارے رسول کھلے کھلے نشانات لے کر آ چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں سے کثیر لوگ زمین میں حد سے تجاوز کرتے ہیں۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

اسلام نے تو جنگ و جدل میں بچوں، عورتوں اور جانوروں حتٰی کہ بے جان درختوں کو کاٹنے اور نقصان پہنچانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ ان درختوں میں بھی ذی روح انسانوں کی زندگی ہے۔ درخت نہ ہوں تو انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ انسان تو انسان فصلوں کو نقصان پہنچانے سے منع اس لیے کیا کہ اس میں انسان کی خوراک اور توانائی موجود ہے۔

بخاری کی روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو 7 تباہ کرنے والی چیزوں سے روکا۔ جس میں تیسرے نمبر پر وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ یعنی کسی انسان کو ناحق قتل کرنے سے روکا گیا ہے۔

جانی طور نقصان پہنچانا تو ایک طرف رہا۔ قطع تعلق کرنے والوں سے تعلق قائم کرنے کا حکم دے کر معاشرہ کو زندہ رکھنے کا پیغام بھی دیا گیا ہے۔ تمام برائیوں سے بچنا اور نیکیوں کو اپنانا دوسرے معنوں میں معاشرہ کو زندگی دینے ہی کے مترادف ہے۔ اس مضمون پر ایک ایسی حدیث صادق آتی ہے جو عمومی طور پر ہمارے درسوں، تقریروں اور تحریروں میں بہت کم بیان ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے لفظ ''مفلس'' کی تعریف پوچھی۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ مفلس وہ ہوتا ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہو نہ سامان۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ جیسے اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی ناحق کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا ہوگا۔ پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے اور اسے جنت کی بجائے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا یہی شخص دراصل مفلس ہے۔

(حدیقۃ الصالحین مرتبہ حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 812)

گویا ایک مسلمان نیکیاں بجالا کر خود بھی زندہ رہنے کے سامان کرتا ہے اور معاشرہ میں امن پیدا کر کے دوسروں کے لیے بھی زندگی بخش ثابت ہوتا ہے۔

دوسرے حصہ کا تعلق

جہاں تک اس سلوگن کے دوسرے حصّہ یعنی Muslim for Peace کا تعلق ہے۔ یہ بھی ایک مسلمان کی زندگی کا حصہ ہے۔ بلکہ اگر یوں کہیں کہ مسلمان کے لفظی معنی بھی سلامتی اور امن دینے والے کے ہیں۔ اسلام کہتے ہی سلامتی اور امن کو ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ (صحیح بخاری کتاب الایمان) کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

اسلام مذہب پر ایمان لانے والا مومن کہلاتا ہے اور مومن کی تعریف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی:

والمؤمنُ من أمنَہُ النَّاسُ علَی دمابِھِم وأموالِھِم

(سنن نسائی کتاب الایمان)

کہ مومن وہ ہے جس سے دوسرے انسان کے خون و اموال امن میں رہیں۔ ہمارے بعض اسکالرز نے ان دونوں تعریفوں میں یہ فرق کیا ہے کہ مسلم والی حدیث میں مسلمان کی سلامتی دوسرے مسلمانوں کے لیے ہے جبکہ مومن کا دائرہ اسلام سے نکل کر دنیا میں اور معاشرہ میں بسنے والے دوسرے انسانوں تک پھیل جاتا ہے۔ جس میں خون اور اموال کی حُرمت بھی آجاتی ہے۔ جہاں تک مسلمان کی تعریف کا تعلق ہے اس میں یہ بھی اضافہ کرتا چلوں کہ ہم آپس میں ملتے السلام علیکم کا پیغام دیتے ہیں اور پانچوں وقت فرض اور نفلی نمازوں کے اختتام پر دائیں بائیں بسنے والوں کو السلام علیکم کے الفاظ میں سلامتی کا پیغام جارہا ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ آج کل اسلام جیسے پیارے نام پر دہشت گردی کے دھبے دھونے اور صاف کرنے میں مصروف عمل ہے۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا بھر کی پارلیمنٹس میں جو خطاب فرمائے ان میں اسلام کی حسین تعلیم امن و آشتی بیان فرمائی۔ ابھی حال ہی میں امریکہ کے دورہ کے دوران زائن اور ڈیلس کی مساجد کی افتتاحی تقاریب میں بھی حضور نے اسلام کی

سلامتی اور امن کی تعلیم بیان فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے ''محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں''کا جو سلوگن جماعت کو دیا تھا وہ اب عالمگیر حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جماعت احمدیہ کسی جھگڑے فساد، ایجیٹیشن، ہنگامہ آرائی اور جلوس و ہڑتال میں حصہ نہیں لیتی۔ ہم اللہ کے حضور راتوں کو اٹھ کر احتجاج کرتے اور دعائیں کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کی 133 سالہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ ہم کسی دنگا فساد میں حصہ نہیں لیتے۔ ہماری تعلیم ہے:۔

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو! تم دکھاؤ انکسار

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 04 فروری 2023ء)

﴾14﴿

ایک تصحیح

Inverted Commas کا بلا وجہ استعمال

بعض دوست اپنے مضامین میں قرآنی آیات اور احادیث کے تراجم پر commas لگا دیتے ہیں۔ جو درست نہیں۔ کمپوزنگ اور پروف کرنے والے حضرات و خواتین بھی اس امر کو مدنظر نہیں رکھتے۔

نیز آیت یا حدیث کا حوالہ قرآنی آیت یا حدیث کے معاً بعد لکھا کریں نہ کہ ترجمہ کے بعد۔ یہ حوالہ قرآنی آیت یا حدیث کا ہے نہ کہ ترجمہ کا۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 فروری 2023ء)

﴿15﴾

صلی اللہ علیہ وسلم

ادارہ الفضل کو ملنے والے مضامین میں مضمون نگار یا کمپوزر حضرات نے حضرت محمدؐ کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا کمپیوٹرائزڈ ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ دونوں طرز سے لکھنا درست ہے۔ لیکن ایک ہی مضمون میں یا ایک پیراگراف میں کچھ جگہ پر صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر اور کچھ حصوں میں کمپیوٹرائزڈ طرز پر لکھا جائے تو مضمون میں حسن نہیں رہتا۔ بعض دوست تو ایک ہی سطر میں دونوں طریق پر لکھ رہے ہوتے ہیں۔

کمپوزنگ کرنے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضمون میں ایک ہی طرز پر صلی اللہ علیہ وسلم کو کمپوز کریں۔ اگر کھول کر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے تو تحریر عمدہ لگتی ہے۔ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتے وقت ساتھ زیر لب دوہرا بھی لیں تو ثواب کا موجب ہو گا۔

كَانَ اللّٰهُ مَعَكُمْ

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 06 فروری 2023ء)

﴿16﴾

چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والے افراد و خواتین کے لیے
دعا کا ایک خصوصی پیکج

نوٹ: لجنہ اماءاللہ کے سو سالہ جشن پر ادارہ الفضل آن لائن کو مؤرخہ یکم تا 3/ اگست 2022ء اور 22 تا 30/ دسمبر 2022ء 11 شماروں میں 176 صفحات پر مشتمل لجنہ کی تاریخ، اغراض و مقاصد اور ترقیات بیان کرنے کی توفیق ملی۔ الحمد للہ علی ذالك

اب تیسرے فیز میں مؤرخہ 9-10-11/ فروری 2023ء کو لجنہ کے حوالہ سے بقیہ مواد قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ وباللہ التوفیق۔ اسی دوران مکرم چوہدری نعیم احمد باجوہ پرنسپل جامعۃ المبشرین و نمائندہ الفضل آن لائن برکینا فاسو کا ایک مضمون ”زندگی تو چالیس سے شروع ہوتی ہے“ الفضل آن لائن میں اشاعت کے لیے موصول ہوا ہے۔ آپ نے نہایت خوبصورتی سے سورۃ الاحقاف آیت 16 سے استفادہ کرتے ہوئے 40 سال کے بعد کی زندگی کی اہمیت بیان کی ہے۔ گو لجنہ ممبر 15 سال کی عمر سے شمار ہوتی ہے۔ لیکن اکثر لجنہ ممبرز 40 سال سے اوپر کی عمر میں زندگی بسر کرتی ہیں اس لیے مکرم چوہدری صاحب موصوف کے مضمون کو آپ کی پیشگی اجازت سے بطور اداریہ عنوان کی تبدیلی کے ساتھ عورتوں کی ذمہ داریوں کے حوالہ سے صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر ہدیہ قارئین کر رہا ہوں۔ نیا عنوان یہ ہے:

چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والے افراد و خواتین کے لیے دعا کا ایک خصوصی پیکج

(ایڈیٹر)

اگر خدا تعالیٰ کا فضل سایہ فگن نہ ہو اور اس کی قدرت کا ہاتھ ہم سے صرف نظر کرتے ہوئے ہر لمحہ ہماری پردہ پوشی نہ فرمائے تو شاید ہم میں سے اکثر اپنے اعمال کے باعث ایک دوسرے کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہ رہیں۔ پردہ پوشی کے احسان کے ساتھ رحیم و کریم خدا کا ہم پر یہ بھی رحم ہے کہ ہمیں ایسے دعائیہ کلمات سکھائے جن کے ذریعہ ہم دست دعا بلند کر کے فضل الٰہی کشید کر سکتے ہیں اور مقصد حیات کو پانے کے لیے سعی کر کے منزل تک رسائی پانے کی خاطر سمت درست رکھ سکتے ہیں۔ اگر ہم گریہ وزاری کے ساتھ مالک ارض و سما کے سامنے جھک کر اپنی عاجزی و کم مائیگی کا اظہار نہ کریں تو ہم کیا اور ہماری اوقات کیا۔ اس صورت حال کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک کشف میں ایک واضح مثال سے ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اس کشف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کشف میں دیکھا کہ ایک نالی بہت لمبی کھدی ہوئی ہے اور اس کے اوپر بھیڑیں لٹائی ہوئی ہیں اور ہر ایک بھیڑ کے سر پر ایک قصاب ہاتھ میں چھری لیے ہوئے تیار ہے اور آسمان کی طرف ان کی نظر ہے جیسے حکم کا انتظار ہے۔ مَیں اس وقت اس مقام پر ٹہل رہا ہوں۔ ان کے نزدیک جا کر مَیں نے کہا کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:78) انہوں نے اسی وقت چھریاں پھیر دیں۔ جب وہ بھیڑیں تڑپیں تو انہوں نے کہا کہ تم چیز کیا ہو۔ گُوں کھانے والی بھیڑیں ہی ہو۔

(جماعت احمدیہ دہلی کے ایڈریس کا جواب، انوار العلوم جلد 12 صفحہ 84)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں متفرق مواقع کے لیے بے شمار دعائیں سکھائی ہیں کس راہ سے وہ کس کی دعا کو قبول کر لے یہ اس کے احسان پر منحصر ہے۔ آج جس دعا کا ذکر مقصود ہے وہ بطور خاص چالیس سال سے زائد عمر کے لوگوں کے متعلق ہے۔ انگریزی محاورہ ہے کہ life begins at forty کہا جا سکتا ہے کہ چالیس سال کی عمر کو پہنچنے والے افراد کے لیے دعا کا ایک خصوصی پیکج ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ؕ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶﴾

(الاحقاف:16)

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین سے احسان کی تعلیم دی تھی کیونکہ اس کی ماں نے اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں اٹھایا تھا اور پھر تکلیف کے ساتھ اس کو جنا تھا اور اس کے اٹھانے اور اس کے دودھ چھڑانے پر تیس مہینے لگے تھے۔ پھر جب یہ انسان اپنی کامل جوانی یعنی چالیس سال کو پہنچ گیا تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے اس بات کی توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور (اس بات کی بھی توفیق دے) کہ میں ایسے اچھے اعمال کروں جن کو تو پسند کرے اور میری اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر۔ میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔

اس دعا کا نسبتاً تفصیل سے جائزہ لیتے ہیں۔

اے خدا! توفیق عطا کر

رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ کے خوبصورت الفاظ اور عاجزی کے اظہار کے ساتھ اس دعا کا آغاز کر کے بتادیا کہ اگر خدا تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق نہ ہو تو ہم کسی قابل نہیں کہ کوئی عمل کر سکیں۔ اگر ہمارے کچھ اعمال تیرے حضور مقبول ہیں تو وہ صرف اور صرف تیری ہی عطا کردہ توفیق کے سبب تھے اور اگر کوئی عمل صالحہ ہم آئندہ کرنے کے قابل ہو سکتے ہیں وہ بھی تیری دی ہوئی توفیق سے ممکن ہو سکتا ہے۔ کسی ذاتی خوبی، کمال، صفت، علمی یا جسمانی صلاحیت کی وجہ سے ہم اس قابل نہیں کہ

اعمال صالحہ بجالا سکیں۔ ہم تو بے سر و سامانی لیے ہوئے ہیں۔ ہماری بے بضاعتی ہمیں اعمال حسنہ تک کہاں پہنچاسکتی ہے اگر تیری عطا کر دہ توفیق نہ ہو۔ رحم فرما اور ہمیں توفیق عطا کر۔

شکر نعمت

اے خدا! جو کچھ تو نے عطا کیا۔ والدین، صحت، اولاد، مال و دولت، عزت و شہرت، و قار، اعزاز سب کچھ تیری ہی تو عطا ہے۔ بے شمار نعما ہیں جن کا اظہار ممکن نہیں۔ جس قدر تو نے انعامات کیے ان کا شکر تو ممکن نہیں۔ تیرے ہی ارشاد وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا کے تحت اگر ہم تیری عطا کر دہ نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو بھی نہیں کر سکتے۔ اس لیے بس یہ توفیق عطا کر کہ افتاں و خیزاں کسی قدر شکر نعمت کر سکیں۔ ہمارے کسی عمل سے ناشکری ظاہر نہ ہو۔ ہمارے منہ سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکلے جو تیری ناراضگی کا باعث بنے۔ہاں تیرے ہی حکم لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ (اگر تم شکر ادا کرو گے تو یقیناً میں تمہیں مزید دوں گا) کے پیش نظر ہم شکر نعمت کا اظہار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن یہ بھی کب ممکن ہو سکتا ہے اگر تیری عطا کر دہ توفیق نہ ہو۔

ع کہاں ممکن ہے ترے فضلوں کا ارقام

والدین پر ہونے والی نعمتوں کا اظہار تشکر

اس دعا میں ایک عجیب نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ بچے اپنے والدین پر ہونے والی نعمتوں کا بھی شکر ادا کرنے والے بنیں۔ والدین زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں۔ جب بھی کوئی فرد یہ دعا کرے گا تو اپنے والدین پر ہونے والی نعما کا بھی شکر ادا کر رہا ہو گا اور ساتھ خود پر ہونے والے افضال کا شکر ادا کرنے کی توفیق مانگے گا۔ اس طرح ایک نسل نہ صرف اپنے اوپر ہونے والی نعما کے لیے اظہار تشکر کرے گی بلکہ اپنے سے پہلی نسل پر کیے جانے والے افضال کے لیے بھی خدا تعالیٰ کے سامنے سر بسجود ہو رہی ہو گی اور اظہار تشکر کی ایک مسلسل زنجیر قائم ہوتی چلی جائے گی۔ دوسرے مقام پر والدین کے لیے رحم مانگنے کی دعا کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان سے اگر کوئی کوتاہی ہو گئی ہو تو ہماری دعا سن لے اور ان پر رحم کر۔ ان پر کی جانے والی نعمتوں کا شکر ہم بھی ادا کرتے ہیں۔

مقبول اعمال صالحہ کی توفیق عطا کر

ایسے اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا کر جن کو تو پسند کرے۔ ممکن نہیں کہ ہم اپنی خوبی کی وجہ سے کوئی عمل کر سکیں جب تک خدا تعالیٰ کا رحم ہمارے شامل حال نہ ہو۔ ہاں جب تو ہمیں توفیق عطا کرے اور ہم اعمال کر بھی لیں پھر بھی ابھی ایک اور منزل تو باقی ہے کہ وہ اعمال مقبول ہوں گے یا رد کر دیے جائیں گے۔ اس لیے ہم مقبول اعمال کی توفیق مانگنے کی استدعا کرتے ہیں۔

اولاد میں بھی نیکی کی بنیاد قائم کر

یہ ایسی خوبصورت دعا ہے کہ جس میں والدین کی طرف سے اظہار تشکر کرنے کے علاوہ اپنی طرف سے شکر نعمت کی توفیق مانگنے کے ساتھ ساتھ اولاد میں نیکی کی بنیاد قائم کرنے کی بھی التجا شامل ہے۔ عام طور پر چالیس سال کی عمر کے افراد کو اولاد کی تعلیم، تربیت، ان کے روز گار اور دیگر معاملات کی وجہ سے فکریں گھیرنے لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس دعا کے ذریعہ اولاد میں نیکی کی بنیاد قائم کرنے کی التجا کرنے کی طرف توجہ دلا کر بتا دیا کہ اگر اولاد میں نیکی کی بنیاد قائم ہو جائے تو باقی معاملات بھی سہل ہونے لگتے ہیں۔ اس لیے ایک مومن کو اس طرف توجہ رکھنی چاہیے۔

ذاتی نمونہ قائم کرنے کی کوشش اور توفیق طلب کرنا

دعا کے آخر پر ”میں تیری طرف جھکتا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔“ کے الفاظ بھی بہت خوبصورت اختتامیہ ہے۔ اس میں جہاں بندے کی طرف سے عاجزی کا اظہار اور خدا تعالیٰ سے وفا کے دیرینہ تعلق کا اشارہ ہے وہاں یہ بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ اپنا ذاتی نمونہ قائم کرنے کی کوشش کرو اور خاص طور پر اپنی عمر کے اس حصہ میں اپنی کامل فرمانبرداری اور کامل اطاعت کا نہ صرف اظہار بلکہ اس کا عملی نمونہ بھی پیش کرو۔ تا کہ آئندہ نسلیں اس سے اپنی سمت متعین کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس خوبصورت دعا کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے اور ہمیں اظہار تشکر اور شکران نعمت کی توفیق دے۔ ہمیں اور ہماری نسل در نسل اولادوں کو اپنے کامل فرمانبردار بندوں میں شامل کرلے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09 فروری 2023ء)

﴿17﴾

زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مومن کی زندگی اور صحت کو کمال درجہ حقیقت کے ساتھ دنیاوی عمارت سے تشبیہ دے کر زندگی اور صحت کو جہاں خدا تعالیٰ کا فضل قرار دیا ہے وہاں اس خدائے عزوجلّ کا فضل چاہنے کی طرف درپردہ توجہ بھی دلائی ہے۔

ہم پرانے وقتوں میں دیکھتے آئے ہیں کہ عمارتوں کی تعمیر میں ستون کا بہت بڑا کام ہوتا تھا۔ جن پر عمارت کی چھت کا بوجھ ہوتا تھا۔ مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک کے پانچ ستون اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی وجہ سے رکھے گئے تھے۔ فنِ تعمیر میں جب بہتری آنے لگی اور ستونوں کو ذرا اوپر ا اوپرا جاننے لگے تو ستونوں کو کمروں یا ہال کے اندر لانے کی بجائے طریق کار بدل گیا۔ دیواروں کے درمیان کنکریٹ کے PILLARS بنانے کا رواج آ گیا۔ ہمارے خلفائے کرام کو فنِ تعمیرات سے خاص مہارت اور شغف رہا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں ربوہ میں مسجد اقصیٰ کے لئے نقشہ جات کی تیاری پر کام ہو رہا تھا تو حضورؒ نے آرکیٹکٹس کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہال میں کوئی ستون نہ ہو، تا سامعین، امام کو براہ راست انہیں مادی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ تب ہم نے سنا تھا کہ دیواروں میں بڑے بڑے ستونوں کے علاوہ چھت کے اوپر والے حصہ پر ستون نما کنکریٹ کے بلاک بنائے گئے ہیں۔ ہم بچپن میں تعمیر ہوتے وقت چھت پر جا کر دیکھا بھی کرتے تھے۔ مگر خاکسار جب نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ مقرر ہوا تو ربوہ کی دو مرکزی مساجد مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کی دیکھ بھال خاکسار کے سپرد ہوئیں تو مسجد اقصیٰ کی RENOVATION کا جائزہ لینے کے لئے ایک وفد مسجد اقصیٰ گیا جس میں خاکسار بھی شامل تھا۔ اس دوران جب ہم مسجد

اقصیٰ کی چھت پر چڑھے تو کنکریٹ کے بڑے بڑے ڈبوں کی صورت ستون دیکھے اور یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ یہ تمام بلاکس چھت کا بوجھ اوپر اٹھائے ہوئے ہیں۔ مسجد اقصیٰ کا یہی حُسن ہے کہ اتنے بڑے ہال میں کوئی ستون نہیں اور تمام نمازی اور سامعین امام کو براہ راست دیکھ سکتے ہیں۔

الغرض تمام مادی عمارتوں کی چھتیں ستونوں پر کھڑی ہیں۔ خواہ وہ ستون ہال کے اندر نظر آئیں یا دیواروں کے اندر جڑے ہوں یا چھتوں کے اوپر ہوں۔ اس طرح انسان بھی ایک عمارت کی طرح ہے اور اس کی زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”ہر چیز کا ستون ہوتا ہے۔ زندگی اور صحت کا ستون خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 83 ایڈیشن 2016ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے اس دو جملوں پر مشتمل فقرے میں درج ذیل دو بڑی نصائح موجود ہیں:

1۔ زندگی اور صحت کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھو اور اس کی قدر کرو۔

2۔ زندگی اور صحت برقرار رکھنے اور قویٰ کو تندرست و توانا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ہر دم متمنی رہو۔

جہاں تک اول الذکر کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حضرت طالوت کی بادشاہی کو علم اور جسم یعنی ان کی صحت کے ساتھ باندھ دیا ہے (البقرہ:248) حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صحت اور فارغ البالی دو ایسی نعمتیں ہیں جن کی بہت سے لوگ ناقدری کرتے ہیں۔

ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے ایک شخص کو پانچ ایسی باتوں کی نصیحت فرمائی جن کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ان سے فائدہ اٹھانے کا ذکر ہے۔ ان پانچ باتوں میں سے دوسری صحت تھی کہ صحت خراب ہونے سے قبل فائدہ اٹھالو۔ ہم روزانہ ہی اپنی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ جو کام خواہ دنیاوی ہو یا دینی جوانی میں باحسن طریق ہو جاتے ہیں وہ بڑھاپے میں یا معذوری میں ہرگز اس طرح

نہیں ہوتے جس طرح جوانی میں۔ جیسے نماز شرائط کے ساتھ جو جوانی میں ادا ہوتی ہے وہ کم ہی لوگوں کو بڑھاپے میں میسّر ہوتی ہے۔ کسی کو کمر کی درد، کسی کے گھٹنے خراب، کسی کو سر درد کی تکلیف، کسی کو کوئی اور بیماری۔ ان حالات میں کبھی سجدہ کے حقوق ادا نہیں ہوتے، کبھی التحیات کے لئے شرائط کے ساتھ بیٹھا نہیں جاتا اور کبھی کھڑے ہونے کی معذوری۔ کرسی کا سہارا ڈھونڈتے اکثر دیکھا گیا ہے۔ کرسی نہ ملے تو بعض اوقات نماز ادا نہیں ہوتی۔ آج کل تو مساجد میں کرسیاں میسّر ہوتی ہیں پرانے وقتوں میں ہم نے بزرگوں کو فولڈنگ اسٹول ساتھ لاتے دیکھا ہے۔ یہی کیفیت دنیاوی امور میں ہے۔ کھانے پینے کو ہی لے لیں جو پھل اور دیگر نعمتوں سے نوجوان فائدہ اٹھاتا ہے وہ بڑھاپے میں کہاں میسّر۔ ڈاکٹرز اور حکما کی پابندیاں ہی انسان کو مار دیتی ہیں۔ میرے برادر نسبتی مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس انچارج ٹرکش ڈیسک لندن نے ایک دن اس مضمون کو یوں ادا کیا کہ جب صحتیں تھیں، جوانی تھی تو ان نعمتوں سے فائدہ اُٹھانے اور خریدنے کی سکت نہ تھی۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے خریدنے کی طاقت دی ہے تو اب صحت اور معذوری آڑے آ رہی ہے۔

چونکہ الفضل آن لائن daily ہے۔ اس کے لئے ٹیم کے ہر ممبر کو بہت زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے۔ ایسے قارئین جن کو اس محنت کا احساس رہتا ہے وہ اکثر پیغامات کے ذریعہ یا فون کرکے صحت کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ ایک کرم فرما مکرم عامر احمد طارق نے فون کرکے کہا کہ اپنے آپ کو entertain کرنے کے لئے وقت نکالا کریں۔ جبکہ انسان جب اپنے کام کے ساتھ مخلص ہو تو یہی اس کی entertainment ہو جایا کرتی ہے۔ تاہم آرام بھی ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بعض کارکنان وافسران کو جبراً رخصت پر بھجوایا کرتے تھے۔

جہاں تک ثانی الذکر امر اللہ تعالیٰ کا فضل چاہنے کا تعلق ہے۔ یہی انسان کی زندگی کا اصل اور گر ہے اگر اس کی زندگی میں فضل الٰہی شامل حال ہے تو اس کی زندگی کامیاب زندگی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دو بیٹوں کے درمیان اس بات پر جھگڑنے پر کہ علم اچھا ہے یا دولت فرمایا کہ نہ علم اچھا ہے نہ دولت ہاں اللہ تعالیٰ کا فضل اچھا ہے۔

ایک موقعہ پر فرمایا:

”اللہ تعالیٰ کا کسی سے رشتہ ناطہ نہیں۔ اس کے ہاں اس کی بھی کچھ پروا نہیں کہ کوئی سیّد ہے یا کون ہے۔ آنخضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خود فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ یہ خیال مت کرنا کہ میرا باپ پیغمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی بھی بچ نہیں سکتا۔ کسی نے پوچھا کہ کیا آپ بھی؟ فرمایاہاں۔ میں بھی۔

مختصر یہ کہ نجات نہ قوم پر منحصر ہے نہ مال پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے اور اس کو اعمال صالحہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور دعائیں جذب کرتی ہیں۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 111 ایڈیشن 1984ء)

پھر اس مضمون کو مزید اُجاگر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

”جسمانی ترقیات کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ ہی کے فضل وکرم اور انعام کے گیت گانے چاہئیں کہ اس نے قویٰ رکھے اور پھر ان میں ترقی کرنے کی طاقت بھی فطرتًا رکھ دی۔“

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 385 ایڈیشن 1984ء)

ایک شخص کو شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد آپؑ نے نصیحت فرمائی کہ:

”مسنون طور سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرو۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 230 ایڈیشن 2016ء)

پس ہر روز ہی اللہ کے فضل کی جستجو اور تلاش کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیناہی کامیابی کا گر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 فروری 2023ء)

﴿18﴾

کسی حوالے سے قبل بعض الفاظ لکھنا

بعض دوست و خواتین اپنے مضامین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات سے مزین کرتے وقت ارشاد سے قبل اس کے تسلسل میں، اور، پھر، پس، مگر، لیکن، کیونکہ وغیرہ کے الفاظ سے ارشاد کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ الفاظ تو بطور لاحقہ کے استعمال ہوتے ہیں سابقہ مضمون کے تسلسل میں۔ چونکہ آپ ایک ایسا ارشاد پیش کرنے جارہے ہیں جس کا تعلق آپ کی اپنی تحریر سے ہے اور سابقہ مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لیے ان زائد الفاظ کو حذف کر دیا کریں۔ نیز بمعہ لکھنا غلط العام ہے۔ مع کافی ہے با کے معنی بھی مع کے ہی ہوتے ہیں۔

کان اللّٰہ معکم

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 13 فروری 2023ء)

﴿19﴾

کمپوزر حضرات سے درخواست

بعض دوست اور خواتین کمپوزنگ کرتے وقت الفاظ کو جوڑ کر لکھتے ہیں۔ جو گو درست ہے لیکن الفضل کے میٹیریل کو فائنل طور پر indesign میں تبدیل کرنے سے ایسے جڑواں الفاظ کی ہیئت تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لئے تمام کمپوزر حضرات سے درخواست ہے کہ وہ کمپوزنگ کرتے وقت الفاظ کو علیحدہ علیحدہ لکھا کریں۔ جیسے:

درست طریق	جُڑے ہوئے الفاظ
کرنے والے	کرنیوالے
اس کی	اسکی
اس طرح	اسطرح
اس کے	اسکے
اس لیے	اسلیے
اس میں	اسمیں
کے لیے	کیلیے
ہوں گی	ہونگی

کے ساتھ	کیساتھ
ان کے	انکے
لے کر	لیکر
جائے گا	جائیگا
ہوں گے	ہونگے

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 فروری 2023ء)

﴾20﴿

ایک دوسرے کی باتیں کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے باتیں کریں

الفضل آن لائن کے ایک قاری اور مضمون نگار مکرم کاشف احمد نے مجھے کچھ اقوال بھجوائے۔ ان میں سے ایک قول پاکستان کے مشہور سفر نامہ نگار، ادیب اور ناول نویس جناب مستنصر حسین تارڑ کا کچھ یوں تھا:

”ہم ایک دوسرے کی باتیں کرنے کی بجائے ایک دوسرے سے باتیں کریں۔“

ایک دوسرے کی باتیں کرنے کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہاں دو طرح کی باتیں مراد ہیں:

کسی کے متعلق اچھے خیالات کا اظہار کرنا۔ اس کی خوبیوں کا ذکر کرنا۔ یہ تو اچھی بات ہے اور اس سے معاشرہ حسین ہوتا ہے۔

کسی کے متعلق بُری باتیں کرنا۔ اس کی برائیوں اور خامیوں کو بیان کرنا۔ جسے اسلامی تعلیم میں چغلی، غیبت، عیب جوئی کا نام دیا جاسکتا ہے اور ان کے ذیل میں آگے بہت سی بدیاں شامل ہوتی جاتی ہیں اور معاشرہ غیر اسلامی برائیوں کی لپیٹ میں آتا جاتا ہے۔ جس کی قرآن و احادیث میں ممانعت ملتی ہے۔ ایسا کرنے سے قطع تعلق جنم لیتا ہے۔ رشتہ داروں میں دوریاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔

اسی کی طرف مذکورہ بالا قول میں کہا گیا کہ ایک دوسرے سے پیار محبت کی باتیں کریں۔ یہاں مغربی دنیا میں یہ تو خوبی ہے کہ کسی سے یہ غیبت، چغلی نہیں کرتے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی دنیا ہے۔ اپنی راہ لیتے ہیں بلکہ کسی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے لیکن اس کے نتیجہ میں معاشرہ سے بزرگ افراد و خواتین اکیلے رہ رہ کر ان کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ کسی سے بات کریں۔ میں

روزانہ سیر کے لیے باہر نکلنے کا عادی ہوں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ کوئی بزرگ انگریز یا خاتون Hello Hi کر کے کھڑے ہو کر باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ یہی کیفیت میں نے قبرستان میں بھی دیکھی ہے۔ خاکسار اپنے احمدیہ قبرستان میں دعا کرنے کے لیے جاتا ہے تو اس وقت کوئی دوست یا انگریز خاتون مل جائے تو وہ ضرور باتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ بات کا آغاز وہ موسم سے کرتے ہیں اور یوں ان کا دل بہل جاتا ہے اور دوبارہ ترو تازہ ہو جاتے ہیں۔ گویا ایک دوسرے سے باتیں کرنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سامنے والے بندے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ کوئی مشکل میں ہو یا صدمہ میں ہو یا پریشان ہو تو اس کو باتوں میں لگانے سے اس کا ہم و غم اور اداسی دور ہو جاتی ہے۔

اس کے بالمقابل ہمارے معاشرہ میں غیبت، چغل خوری بہت زیادہ ہے۔ ذرا سا کوئی انسان آنکھوں سے اوجھل ہو تو اس سے متعلق باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ بلکہ لطیفہ کے طور حقیقت پر مبنی ایک واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔ کسی جگہ چند دوست بیٹھے چغلیاں کر رہے تھے جو ایک دوست کو اچھی نہیں لگ رہی تھیں۔ وہ محفل چھوڑ کر چلے گئے اور جاتے ہوئے حاضرین سے کہہ گئے کہ اچھا! میں تو چلتا ہوں۔ اب میری غیر موجودگی میں میرا گوشت کھالیں۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجرات آیت 13 میں غیبت اور چغل خوری کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ بلکہ سورۃ الھمزہ میں هُمَزَةٍ لمزۃٍ کے الفاظ استعمال کر کے غیبت کرنے والوں کی ہلاکت کی دعا مانگی گئی ہے۔ سورۃ القلم میں چغلیاں کرنے والوں کی باتیں نہ ماننے کا ذکر ہے کیونکہ یہ خیر و بھلائی سے روکتے، حسد سے تجاوز کرنے والے اور سخت گناہ گار ہیں۔

زیر نظر اداریہ کے عنوان کا تعلق زبان سے ہے جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أمسِكْ عليكَ لسانَكَ (ترمذی ابواب الزھد) کہ اپنی زبان کو روک رکھو۔ جہاں تک غیبت اور چغلخوری کا تعلق ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چغلخور کو دو مونہوں والا قرار دیا ہے (مسلم کتاب البرّ) اور اسے جنت میں جانے سے روکا اور فرمایا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ (بخاری

کتاب الاداب) کہ چغل خور جنت میں نہیں جا سکے گا اور ایک روایت میں قَتَّاتٌ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حتٰی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مجھے معراج ہوا تو میں نے ایک قوم کے ناخن تانبے کے دیکھے جن سے وہ اپنے چہروں کو نوچ رہے تھے۔ وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ غیبت کرنے والے اور دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھا کرتے تھے۔

غیبت کی تعریف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمائی کہ اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کا تُو نے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے۔

(حدیقۃ الصالحین از حضرت ملک سیف الرحمٰن مرحوم صفحہ 819-820)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”بد ظنی صدق کی جڑ کاٹنے والی چیز ہے۔ اس لیے تم اس سے بچو اور صدیق کے کمالات حاصل کرنے کے لیے دعائیں کرو۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 247)

پھر فرمایا:

”بعض گناہ ایسے باریک ہوتے ہیں کہ انسان ان میں مبتلا ہوتا ہے اور سمجھتا ہی نہیں۔ جوان سے بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اسے پتہ نہیں لگتا کہ گناہ کرتا ہے مثلاً گلہ کرنے کی عادت ہوتی ہے (شکوے، شکایتیں کرنے کی عادت) ایسے لوگ اس کو بالکل ایک معمولی اور چھوٹی سی بات سمجھتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے اس کو بہت ہی بڑا قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا (الحجرات:13) خدا تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے کہ انسان ایسا کلمہ زبان پر لاوے جس سے اس کے بھائی کی تحقیر ہو اور ایسی کاروائی کرے جس سے اس کو حرج پہنچے۔ ایک بھائی کی

نسبت ایسا بیان کرنا جس سے اس کا جاہل اور نادان ہونا ثابت ہو یا اس کی عادت کے متعلق خفیہ طور پر بے غیرتی یا دشمنی پیدا ہو۔ یہ سب برے کام ہیں۔"

(ملفوظات جلد4 صفحہ 653-654)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"پھر غیبت ایک گناہ ہے جس سے اصلاح کی بجائے معاشرہ میں بدامنی کے سامان ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس گندے فعل سے کراہت دلاتے ہوئے فرمایا کہ تم تو آرام سے غیبت کر لیتے ہو۔ یہ سمجھتے ہو کہ کوئی بات نہیں، بات کرنی ہے کرلی۔ زبان کا مزا لینا ہے لے لیا۔ یا کسی کے خلاف زہر اگلنا ہے اگل دیا۔ لیکن یاد رکھو یہ ایسا مکروہ فعل ہے ایسی مکروہ چیز ہے جیسے تم نے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھالیا اور کون ہے جو اپنے مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے کراہت نہ کرے۔ غیبت یہی ہے کہ کسی کی برائی اس کے پیچھے بیان کی جائے۔ پس اگر اس شخص کی اصلاح چاہتے ہو جس کے بارہ میں تمہیں کوئی شکایت ہے تو علیحدگی میں اسے سمجھاؤ...... جن کو اس قسم کی بدظنیوں کی یا تجسس کی یا غیبت کی عادت ہے اپنے دلوں کو ٹٹولیں اور اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔"

(خطبہ جمعہ 5/ فروری 2010ء، تجسس، بدظنی اور غیبت سے اجتناب کریں۔ صفحہ 16-19)

پھر آپ فرماتے ہیں:

"اب بعض لوگ اس لیے تجسس کر رہے ہوتے ہیں مثلاً عمومی زندگی میں مزے لیتے ہیں۔ دفتروں میں کام کرنے والے ساتھ کام کرنے والے اپنے ساتھی کے بارہ میں، یا دوسری کام کی جگہ کارخانوں وغیرہ میں کام کرنے والے، اپنے ساتھیوں کے بارہ میں کہ اس کی کوئی کمزوری نظر آئے اور اس کمزوری کو پکڑیں اور افسروں تک پہنچائیں۔ تاکہ ہم خود افسروں کی نظر میں ان کے خاص آدمی ٹھہریں۔ ان کے منظور نظر ہو جائیں۔ یا بعضوں کو یونہی بلاوجہ عادت ہوتی ہے۔ کسی سے بلاوجہ کا بیر ہو جاتا ہے اور پھر وہ اس کی برائیاں تلاش کرنے لگ جاتے ہیں تو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے لوگوں کا کبھی بھی جنت میں دخل

نہیں ہو گا، ایسے لوگ کبھی بھی جنت میں نہیں جائیں گے۔ تو کون عقلمند آدمی ہے جو ایک عارضی مزے کے لیے، دنیاوی چیز کے لیے، ذرا سی باتوں کا مزا لینے کے لیے اپنی جنت ضائع کرتا پھرے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26/دسمبر 2003ء روزنامہ الفضل 13/اپریل 2004ء)

پس ہمیں چاہیے کہ سچے مومن بن جائیں جس سے ہم خود بھی امن میں ہوں اور دوسرے بھی امان میں آئیں۔ اپنے بزرگوں اور عزیز و اقارب کی خوبیوں کا تذکرہ کریں اور غیبت سے بچیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16 فروری 2023ء)

﴾21﴿

حوالہ دینے کا درست طریق

دوست احباب و خواتین، الفضل آن لائن کے لیے مضامین، آرٹیکلز بھجواتے ہوئے حوالہ لکھتے وقت درج ذیل امور مد نظر رکھا کریں۔

1۔ قرآنی آیت کا حوالہ قرآنی آیت کے ساتھ ہو نہ کہ ترجمہ کے ساتھ اور حوالہ یوں دیں۔(البقرہ:286)

2۔ اسی طرح حدیث کا حوالہ بھی عربی حصہ کے ساتھ ہو نہ کہ ترجمہ کے ساتھ اور حوالہ میں punctuation سے اجتناب برتا جائے۔

3۔ روحانی خزائن یا انوار العلوم کا حوالہ دیتے وقت کتاب کے نام کے بعد Comma، لگا کر حوالہ مکمل کریں جیسے (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ؟ صفحہ ؟)

بعض دوست کشتی نوح کا صفحہ الگ سے لکھ کر پھر روحانی خزائن کا بھی صفحہ لکھتے ہیں جو محض ایک تکلف ہے۔ جلد اور صفحہ کے بعد نمبر کا لفظ نہ لکھا جائے اور جلد اور صفحہ کا لفظ پورا لکھا کریں نہ کہ جلد کے لئے ج اور صفحہ کے لئے ص۔

4۔ حوالہ دیتے وقت یہ امر بھی مد نظر رہے کہ جو سرورق کے اوپر نام کتاب، نام مصنف اور جلد وغیرہ لکھی ہو اسی کو ہی نقل کریں۔ بعض لوگ کسی بزرگ مصنف کو عزت دینے کی خاطر اس کے نام کے ساتھ صاحب یا مکرم بھی لگا دیتے ہیں جو مناسب نہیں۔ اگر جلدوں کی گنتی 4,3,2,1 میں کی گئی ہو تو حوالہ میں بھی یہی گنتی درج کرنی چاہیے نہ کہ اوّل، دوم، سوم اور چہارم۔

5۔ بعض لوگ کتب کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک کرتے ہیں مثلاً سیرت مسیح موعودؑ کا حوالہ دیتے وقت بعض لوگ ساتھ حضرت بھی لگا دیتے ہیں۔ بعض علیہ السلام لکھ دیتے ہیں جو مناسب نہیں۔

6۔ بعض لوگ حوالہ درج کرتے ہر لفظ اور ہر فگر کے بعد punctuation کا استعمال کرتے ہیں جو مناسب نہیں۔

7۔ الفضل آن لائن کے لئے حوالہ لکھتے وقت تمام فگرز انگریزی کے استعمال کریں۔

8۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک بار حوالہ دینے کے اصول بتاتے ہوئے فرمایا تھا کہ سن اشاعت اور مطبع خانہ کا بھی ذکر ہونا چاہیے۔

9۔ اگر کوئی مضمون کسی اور اخبار کے علاوہ الفضل آن لائن میں بھی طبع شدہ ہے تو الفضل آن لائن کے لئے حوالہ دیتے وقت الفضل آن لائن کا حوالہ دینا زیادہ مناسب ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 فروری 2023ء)

《22》

معروف فیصلے کی اطاعت کا مطلب

ذیلی تنظیموں کے عہدوں میں معروف لفظ کی تشریح و فلسفہ

از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

آج آخری بات جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ اطاعت ہے۔ قرآن کریم میں بے شمار جگہ پر اللہ اور رسول کی اطاعت کا حکم آیا ہے اور پھر اولی الامر کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی شرط بیعت میں بھی اطاعت کے بارے میں شرط رکھی ہے، شرائط بیعت میں شرط رکھی ہے کہ اطاعت در معروف کے اقرار پر مرتے دم تک قائم رہیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ہمارے، مختلف تنظیموں کے جو عہد ہیں ان عہدوں میں یہ الفاظ ہیں کہ خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ بعض ٹیڑھے مزاج کے لوگ یا منافقانہ سوچ رکھنے والے لوگ یہ کہتے رہتے ہیں کہ معروف فیصلہ پر عہد ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وقت کے بعض فیصلے معروف نہیں ہوتے یا بعض ان کی نظر میں معروف نہیں ہیں۔ یہ تاویلیں پیش کر دیتے ہیں، دنیا میں مختلف جگہوں پر یہ سوچ ہے۔ بیشک اگر ایک دو ہی ہوں، شاید لاکھ میں سے ایک ہو لیکن اس سوچ کا ردّ ضروری ہے کیونکہ نوجوان نسل کو پھر یہ سوچ زہر آلود کرتی ہے۔ اگر اس طرح پر کوئی خود معروف فیصلے کی تشریح کرنے لگ جائے تو پھر جماعت کی وحدت قائم نہیں

رہ سکتی۔ پھر اس بات پر بحث شروع ہو جائے گی کہ کیا معروف ہے اور کیا غیر معروف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا کہ:

"ایک اور غلطی ہے وہ اطاعت در معروف کے سمجھنے میں ہے کہ معروف فیصلے کی اطاعت کرنا۔ فرمایا کہ جن کاموں کو ہم معروف نہیں سمجھتے اس میں اطاعت نہ کریں گے۔" آپؓ فرماتے ہیں کہ "یہ لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی آیا ہے اور قرآن کریم میں آتا ہے کہ "وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ "اور معروف باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ "اب کیا ایسے لوگوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عیوب کی بھی کوئی فہرست بنالی ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 75-76 زیر آیت الممتحنہ 13: زیر لایعصینك فی معروف)

کہ کون سی بات آپ صحیح کہیں گے اور کون سی غلط کہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام امر بالمعروف کی تفسیر میں یہ فرماتے ہیں کہ:

"یہ نبی ان باتوں کے لئے حکم دیتا ہے جو خلاف عقل نہیں ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 420)

یعنی معروف باتیں وہ ہیں جو خلاف عقل نہیں ہیں اور وہ قرآن کریم کے حکموں کے مطابق بھی ہیں۔ پھر ایک حدیث میں واقعہ آیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ ایک قافلہ بھیجا۔ وہاں پہنچ کر ایک جگہ لوگوں نے آگ جلائی تو جو امیر قافلہ تھا اس نے ازراہ مذاق کہہ دیا کہ اگر میں تمہیں اس آگ میں کودنے کا حکم دوں تو کود جاؤ گے؟ بعض لوگوں نے کہا بالکل غلط چیز ہے، یہ تو خودکشی ہے۔ بعض نے کہا امیر کی اطاعت ضروری ہے۔ لیکن بہرحال بعد میں اس نے کہا میں مذاق کر رہا تھا۔ معاملہ ختم ہو گیا۔ مدینہ واپس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ واقعہ بتایا تو آپؐ نے فرمایا کہ امراء میں سے جو شخص تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے اس کی اطاعت نہ کرو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد باب فی الطاعة حدیث 2625)

یہ معروف کی تفصیل ہے کہ جو اللہ کا حکم ہے اس کے خلاف اگر حکم ہے تو وہ معروف نہیں ہے۔ لیکن جو اللہ اور اس کے رسول کے احکامات ہیں، ان کے مطابق حکم ہے تو وہ معروف ہے اور پس یہ واضح ہو گیا کہ طاعت در معروف یا معروف فیصلہ جس کی پابندی ضروری ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں اور پھر اس کے رسول کے احکامات ہیں۔ پس جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حقیقی خلافت قائم ہے اور یہ ان شاء اللہ قائم رہنی ہے تو یہ خلافت جو ہے کبھی بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکموں کے خلاف فیصلہ نہیں کرے گی، جو قرآن اور سنت ہے اس کے مطابق ہی چلے گی۔

یہ الفاظ طاعت در معروف یا معروف فیصلہ کی اطاعت کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں استعمال کئے جیسا کہ بیان ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی شرائط بیعت میں اس کو رکھا ہے اور خلافت احمدیہ میں بھی ہر عہد میں یہ شامل کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو جاری کرنا اور جماعت کو اس کی تلقین کرنا اور ہر شخص جو اپنے آپ کو جماعت کا حصہ سمجھتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ اس عہد کی پابندی کرتے ہوئے خلیفۂ وقت کی جو جماعت سے متعلق ہدایات ہیں ان پر عمل کرے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا، اگر کبھی کوئی غلط ہدایت ہو گی بھی تو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی حفاظت کرنی ہے اس لئے اس کے نتائج اللہ تعالیٰ کبھی برے نہیں ہونے دے گا اور ایسے حالات پیدا کر دے گا کہ اس کے بہتر نتائج پیدا ہوں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 376-377 زیر آیت النور:56)

اس لئے معروف فیصلہ کی تشریح کرنا کسی شخص کا کام نہیں ہے معروف فیصلہ وہ ہے جو قرآن کے مطابق ہے اور سنت کے مطابق ہے اور حدیث کے مطابق ہے اور اس زمانے کے حکم عدل کے احکامات کے مطابق ہے اور یہی وہ ذریعہ ہے جس سے جماعت کی وحدت قائم رہ سکتی ہے اور یہی وہ مقصد ہے جس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے تھے کہ

وحدت پیدا کی جائے اور مخلصین اور اطاعت گزار لوگوں کی ایک جماعت پیدا ہو۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح فرمایا ہے کہ مجھے تعداد بڑھانے سے کوئی غرض نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھاتا رہوں، جو میرے ساتھ شامل ہوتے رہیں لیکن اطاعت کرنا نہ جانتے ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر میری طرف منسوب ہونے والوں اور میری بیعت میں آنے والوں کی اصلاح نہیں ہوتی اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیم کے مطابق اپنی زندگیاں نہیں گزارتے تو ایسی بیعت بے فائدہ ہے۔

(ماخوذ از مواہب الرحمٰن، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 276)

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 142، ملفوظات جلد 10 صفحہ 334)

پس ہمارے احمدی ہونے کا فائدہ تبھی ہے جب ہم اس حقیقت کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اپنی تمام تر صلاحیت کے ساتھ کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

"اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔" یہ کوئی اتنا آسان کام نہیں ہے یہ بھی ایک موت ہوتی ہے...

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74 حاشیہ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

"جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 74 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے بارہا اپنی جماعت کو کہا ہے کہ تم نِرے اس بیعت پر ہی بھروسہ نہ کرنا اس کی حقیقت تک جب تک نہ پہنچو گے "یعنی بیعت کی حقیقت تک "تب تک نجات نہیں"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 232-233 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے حق کو ادا کرنے والے ہم

ہوں اور ہمیشہ خلافت سے مکمل اطاعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور خلیفہ وقت کے تمام معروف فیصلوں پر سچے دل کے ساتھ اور کامل اطاعت کے ساتھ عمل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

(خطبہ جمعہ 2/ نومبر 2018ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 فروری 2023ء)

﴿23﴾

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیابھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیر ان راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیر ان کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت والی درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 فروری 2023ء)

﴿24﴾

شاگرد نے جو پایا استاد کی دولت ہے

جامعہ احمدیہ برطانیہ کے ایک استادِ مکرم نے فون پر مجھے بتایا کہ کچھ دنوں سے میری طبیعت بہت خراب ہے اور میں Pain killer لے کر جامعہ میں گزشتہ پانچ دنوں سے پڑھانے جارہاہوں کیونکہ ہمارے پرنسپل صاحب نے ہم ٹیچرز کو کہاہوا ہے کہ اگر طالب علم بیمار ہو تو اس کا اثر صرف اس اکیلے طالب علم پر ہو گا لیکن اگر استاد بیمار ہو تو 35 کے قریب طلباء متأثر ہوتے ہیں اور ان کی تعلیم کا حرج ہوتا ہے۔

جامعہ احمدیہ کے یہ استاد خاکسار سے بات کر رہے تھے تو میرے ذہن میں ایک مضمون ترتیب پا رہا تھا۔ اس موقع پر امام ابو حنیفہؒ کا ایک واقعہ میرے ذہن پر غلبہ پا گیا کہ ایک دفعہ کچھ بچے بارش میں ایک گراؤنڈ میں کھیل رہے تھے۔ بارش کی وجہ سے گراؤنڈ میں پھسلن ہو گئی تھی۔ امام صاحب کو بچوں پر ترس آیا اور بچوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ دیکھو بچو! احتیاط سے کھیلو کہیں اس پھسلن کی وجہ سے نقصان نہ ہو جائے۔ تو ان میں سے ایک بچے نے امام صاحب کو جواباً کہا کہ امام صاحب! ہم میں سے کسی کو چوٹ آئی تو اس سے صرف اسی کا نقصان ہو گا لیکن اگر آپ گرے تو پوری قوم کو نقصان ہو گا۔ یہ قصّہ، یہ کہاوت صرف ایک استاد یا کسی امام سے متعلقہ نہیں ہے بلکہ ہر وہ شخص اس کا مخاطب ہے جو کسی نہ کسی طور پر اپنے دائرہ میں نگران ہے حتّٰی کہ گھریلو زندگی میں والد، والدہ، بڑی بہن، بڑا بھائی اور ہر بڑا عزیز بھی مخاطب ہے جو اپنی اپنی حیثیت میں اپنے گھر میں باقی افراد خانہ پر نگران ہے۔ ان کی کوئی ایک غلط حرکت یا سستی اور غفلت دوسروں کو بھی لے ڈوبتی ہے یا اس کے گرنے سے باقی افراد خانہ متأثر ہوتے ہیں۔ اگر گھر میں بچہ بیمار ہو تو وہ اکیلا متأثر ہوتا ہے لیکن والدہ کے بیمار ہوتے ہی سارا گھر متأثر ہو جاتا ہے۔

ہماری جماعت میں ذیلی تنظیموں یا جماعتی عہدوں پر متعین حضرات وخواتین متذکرہ بالا کہاوت کے مخاطب ہیں۔ ایسے عہدیداروں کو عملی اعتبار سے دوسروں کے لیے نمونہ بننا چاہیے۔ ان کی کسی نہ کسی غلط حرکت یا روش سے دوسرے متأثر ہو رہے ہوتے ہیں۔ جیسے ہم نے بعض اوقات دیکھا اور سنا ہے کہ کسی کو نماز کی طرف توجہ دلائی جائے تو وہ فوراً کہہ اٹھتا ہے کہ وہ (فلاں عہدیدار) خود نماز نہیں پڑھتا تو مجھے وہ کیسے نصیحت کرتا ہے۔

گویا یہ ایک ایسا کامیاب گُر اور اصول ہے کہ معاشرہ کو اگر ہم حسین سے حسین تر بنانا چاہتے ہیں تو ہم سے عمر میں بڑوں اور عہدیداروں کو اپنے سے چھوٹے بلکہ تمام دوسرے لوگوں کے لیے نمونہ بننا ہو گا۔ آج ہم اپنی زندگیوں میں دیکھتے ہیں کہ اکثر اپنے بزرگ اساتذہ اور دیگر بزرگ رشتہ داروں کا ذکر کرتے ہی ان کی وہ حسین یادیں اور باتیں یاد آنے لگتی ہیں جو انہوں نے ہمارے لیے عملی نمونہ یا علمی رنگ میں یادگار چھوڑیں یا ہم نے ان کی زندگیوں میں خاموش ان حرکات کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ

کہ آپ میں سے ہر کوئی چرواہا ہے جو اپنی رعیت بارے پوچھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم میں سے کسی نہ کسی حیثیت میں بڑوں یا دوسروں پر نگران اور عہدیداروں کو اس اہم گُر کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا میں بھی اس سنہری اصول کا فقدان نظر آتا ہے جس کی وجہ سے ہر معاشرہ اور ماحول بدامنی کا شکار ہے۔ کیونکہ ہر دنیاوی لیڈر یہ سمجھتا اور کہتا نظر آتا ہے کہ میں درست ہوں۔ تم بھی میرے جیسے ہو جاؤ۔ جبکہ ہم میں سے ہر ایک استاد بھی ہے اور شاگرد بھی۔ ہم روزانہ ہی معاشرہ میں اپنے سے کم عمر بچوں حتیٰ کہ گھروں میں دو تین سال کی عمر کے بچوں کی حرکات و سکنات اور توتلی زبان میں بولی سے سبق سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس رشتہ اور تعلق میں ہم میں سے اگر کوئی استاد کی حیثیت سے مذکورہ بالا اصول کو اپنائے تو

اصلاح احوال آسانی سے ہو سکتی ہے اور محنت، شفقت اور دیانت داری عام ہو گی جو اسلامی معاشرہ کو تشکیل دینے میں معاون ثابت ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس اہم نکتہ کو سمجھ کر اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 23 فروری 2023ء)

﴿25﴾

ایک درستی

بعض مضمون نگار اور قارئین حضرات و خواتین اپنے مضامین، خطوط اور رپورٹس میں ''بفضلہ تعالیٰ'' کے الفاظ کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ اگر تو ان الفاظ کے استعمال سے قبل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ اس کے افضال کا ذکر ہو رہا ہو تو پھر تو ان الفاظ میں ''ہاء'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر ''بفضلہ تعالیٰ'' کی جگہ ''بفضل اللہ تعالیٰ'' لکھنا درست ہو گا۔

اسی طرح بعض دوست حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ''ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز'' یعنی بنصر کے ساتھ ''ہ'' کے بغیر لکھتے ہیں جبکہ ''ہ'' کے ساتھ ''بنصرہ'' لکھنا درست ہے۔ جس میں ''ہاء'' کی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 فروری 2023ء)

《26》

اردو جسے کہتے ہیں تہذیب کا چشمہ ہے
وہ شخص مہذب ہے جس کو یہ زبان آئے

خاکسار کو اداریہ لکھتے ہوئے کسی حوالہ کی تلاش میں یا کسی شعر کی تلاش میں مشکل پیش آئے تو خاکسار اہل علم و قلم سے رابطہ کرتا ہے۔ گزشتہ دنوں مجھے ایک شعر کی تلاش کے لیے مکرمہ امۃ الباری ناصر آف امریکہ سے فون پر رہنمائی لینی پڑی تو آپ نے جو اشعار مجھے بتلائے ان میں جناب روش صدیقی کا یہ شعر بھی تھا۔

اردو جسے کہتے ہیں تہذیب کا چشمہ ہے
وہ شخص مہذب ہے جس کو یہ زبان آئے

اس شعر کو سنتے ہی جو چند ایک زبانیں خاکسار جانتا ہے یا انٹرنیشنل محافل میں بیٹھ کر بعض زبانیں سننے کو ملتی ہیں کے ساتھ اردو کا موازنہ کرنے کا موقع ملا۔ ویسے تو دنیا میں پائی جانے والی ہزاروں زبانیں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور اپنے اندر وہ بے شمار خوبیاں سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان کو اگر لکھا جائے تو وہ ایک الگ سے باب ہے۔ ان تمام زبانوں کی ماں عربی زبان ہے جس کو ام الالسنۃ کہا جاتا ہے۔ دنیا کی بے شمار زبانیں عربی سے نکلی ہیں اور ان کی Root عربی کے ماخذ ہیں جیسے ماں کے لیے اُمّ کا لفظ عربی میں استعمال ہوتا ہے اور دنیا کی بیشتر زبانوں میں ماں کے لیے جو لفظ استعمال ہوتا ہے اس میں ''میم'' کا حرف مشترکہ ہے۔

زبانوں میں بعض زبانیں بہت نرم لہجہ رکھتی ہیں اور بہت Polite ہیں۔ ان میں ایک زبان برصغیر کی زبان اُردو ہے۔ جو آج کے دَور کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی زبان ہے۔ جس میں آپؑ نے اپنی کتب لکھیں اور مختلف محفلوں میں،

ملاقاتوں میں اور مساجد میں دروس کے طور پر تقاریر کیں، گفتگو کی وہ سب اردو میں تھیں اور آج ملفوظات کے نام سے 10 جلدوں میں دستیاب ہیں۔ اس کے علاوہ آپؑ کے مکتوبات اور اشتہارات ہیں۔ یہ سب اردو زبان میں ہیں۔ مسز امۃ الباری ناصر نے اپنے ایک مضمون میں اشتہارات کی تعداد 20 ہزار اور مکتوبات کی تعداد 90 ہزار لکھی ہے۔ پھر آپؑ کے منظوم کلام کا بڑا حصہ اردو زبان میں ہے۔ ہم اردو زبان جاننے والے اور بولنے والے اس عظیم خزانہ سے مستفیض ہوتے رہتے ہیں جس میں سے بہت سا حصہ روزانہ الفضل آن لائن کی صورت میں منظر عام پر آتا ہے۔ ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ الفضل کے مطالعہ کی طرف بارہا توجہ دلا چکے ہیں۔ ابھی کچھ عرصہ قبل کسی کے سوال کہ **"ہم کیسے اپنے بچوں کو کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف راغب کریں"** پر حضور نے فرمایا کہ الفضل آن لائن کے پہلے صفحہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد کم از کم بچوں کو پڑھایا کریں۔ ویسے حضرت مسیح موعودؑ کے اس علمی خزانہ سے بہرہ ور ہونے اور جاننے کے لیے دنیا بھر میں مختلف ذرائع استعمال ہوتے ہیں۔ الفضل آن لائن میں کینیڈا سے مکرم عاطف وقاص کا اردو سکھلانے کے لیے "آؤ! اردو سیکھیں" کا سلسلہ لمبے عرصہ سے جاری ہے۔ جس کی 70 قسطیں منظر عام پر آچکی ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرنے کے لیے یہ بہت مفید سلسلہ ہے اور سینکڑوں افراد نے اس سلسلہ سے فائدہ اٹھا کر اردو جان کر حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنے کے لیے اپنے آپ کو قابل بنایا۔ اس حوالہ سے قارئین کی طرف سے اچھا فیڈ بیک ملتا رہتا ہے۔ دنیا بھر میں جامعات احمدیہ میں اردو سکھلائی جاتی ہے اور ہمارے اردو اخبار میں بعض افریقن اساتذہ یا عہدیداران کی طرف سے اردو میں تحریر کردہ رپورٹس بغرض اشاعت ملتی رہتی ہیں۔ جن کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور ان افریقن بھائیوں کے لیے دعا نکلتی ہے۔ پھر ہمارے مبلغین و معلمین نے افریقہ، لاطینی امریکہ، اوشیانا ممالک میں اردو نہ جاننے والوں کو اردو بولنا سکھلایا، ان کو اردو سکھلائی اور وہ بڑی خوش الحانی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام و ارشادات وغیرہ پڑھتے ہیں اور ان کی آڈیو اور وڈیو دنیا بھر میں سرکولیٹ ہوتی رہتی ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

شاعر نے تو اردو زبان کے حوالے سے کہا کہ وہ شخص بڑا مہذب ہے جس کو یہ زبان آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور پھر آپؑ کی نمائندگی میں پانچوں خلفاء کی تحریرات، تقاریر، خطبات و خطابات اپنی ذات میں ایک شخص کو مہذب بنانے میں بڑا اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اردو میں پڑھا جائے، اردو میں سنایا سنایا جائے تو انسان تہذیب کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے۔ آج دنیا میں اردو بولنے والے کتنے زیادہ ہوں گے مگر جماعت احمدیہ میں تہذیب ان سے کہیں زیادہ نظر آئے گی۔ جس کا تذکرہ خاکسار گاہے بگاہے اپنے آرٹیکلز میں کرتا آیا ہے۔ ایشیا کے وہ علاقے جہاں اردو بولی جاتی ہے اور اردو جاننے اور اردو بولنے کے باوجود آئے روز ہنگامہ آرائی، ہڑتال، جلوس اور اسٹرائیکس وغیرہ دیکھنے کو ملتی ہے مگر انہیں علاقوں میں اردو بولنے والے احمدی احباب اور احمدی جماعتیں بھی ہیں۔ ان کی طرف سے باوجود مشکلات اور مصائب کے کبھی اسٹرائیک، ہڑتال اور ہنگامہ آرائی یا مطالبات کرتے نہیں دیکھا ہے۔ آئے روز احمدیوں کی مسجدوں کے مینارے توڑے جارہے ہیں۔ محراب گرائے جاتے ہیں، مزار توڑ دیے جاتے ہیں۔ مگر کوئی ہنگامہ آرائی نہیں۔ یہی وہ تہذیب ہے جو احباب جماعت نے اسلام احمدیت کے پلیٹ فارم سے حاصل کی ہے۔

یہی وہ مبارک زبان ہے جو الہامی زبان ہے۔ عربی کے بعد اسی زبان میں سب سے زیادہ الہام حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو ہوئے اور یہ وہ آئندہ زمانے کی زبان ہے جس کے اسلحہ سے لیس ہو کر جماعت احمدیہ غیروں سے قلمی جنگ کرنے والی ہے اور کر بھی رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم کو ذوالفقار علی کا نام بھی دیا گیا۔ آپؑ خود فرماتے ہیں:

صف دشمن کو کیا ہم نے بحجت پا مال
سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”چونکہ اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر عربی کے بعد اردو میں الہام زیادہ کثرت سے ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ زبان ہندوستان کی اردو ہو گی اور دوسری کوئی زبان اس کے مقابل پر ٹھہر نہ سکے گی“

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 444)

پھر حضرت مصلح موعودؓ نے زمیندارہ کی کیا ہی خوبصورت مثال دے کر حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کی تاثیرات کا ذکر یوں فرمایا کہ:

”(حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات) کے اندر ایک ایسا جذبہ اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں اُسے انسان پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹی جارہی ہیں اور جس طرح جب ایک زمیندارہ گھاس والی زمین پر ہل چلانے کے بعد سہاگہ پھیرتا ہے تو سہاگہ کے ارد گرد گھاس لپٹتا جاتا ہے اس طرح معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر انسانوں کے قلوب کو اپنے ساتھ لپیٹتی جارہی ہے۔“

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 217)

الغرض اردو زبان کو مزید جان بخشنے کے لیے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات کو پڑھنا ہو گا اور آپؑ کی تحریرات سے لطف اندوز ہونے کے لیے اپنی اردو زبان میں چمک پیدا کرنی ہو گی۔ یہ دونوں آج کے دور میں لازم و ملزوم ہیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 25 فروری 2023ء)

﴿27﴾

مربی ضرور بنیں۔ مربی صاحب نہ بنیں

(ایک سبق آموز بات)

ایک عزیز نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے دوران عرض کی کہ حضور! میں مربی صاحب بننا چاہتا ہوں میرے لئے دعا کریں۔

حضور انور نے فرمایا:

"مربی ضرور بنیں۔ مربی صاحب نہ بنیں۔"

حضور کے ان الفاظ میں ہم سب کے لئے عموماً اور مربیان کے لئے خصوصاً بہت بڑا سبق ہے کہ اپنے آپ کو بڑا بنانے یا سمجھنے سے احتراز کرنا چاہئے۔ تکبر یا فخر کا شائبہ نہ ہو۔ یہ گمان ہرگز دل میں نہ آئے کہ مخاطب نے مجھے عزت کے ساتھ نہیں پکارا۔ آنحضورؐ سب سے بڑے مربی تھے مگر منکسر المزاج، عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 01مارچ2023ء)

﴾28﴿

انسان سے کُتپن نہیں ہوتا

الفضل آن لائن موٴرخہ 6/ جنوری 2023ء کے صفحہ اوّل پر رشحات قلم کے تحت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد شائع ہوا۔ جسے خاکسار نے ملفوظات جلد اوّل صفحہ 102-103 میں سیاق و سباق کے ساتھ جب دیکھا تو معاشرہ کو اسلامی اور دینی بنانے کے لیے بہت سے اصولوں پر مبنی یہ عبارت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ”ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں“ کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

”ہماری جماعت کو مناسب ہے کہ وہ اخلاقی ترقی کریں۔ کیونکہ الاستقامت فوق الکرامت مشہور ہے۔ وہ یادرکھیں کہ اگر کوئی ان پر سختی کرے۔ تو حتی الوسع اس کا جواب نرمی اور ملاطفت سے دیں۔ تشدد اور جبر کی ضرورت انتقامی طور پر بھی نہ پڑنے دیں۔ انسان میں نفس بھی ہے اور اس کی تین قسم ہیں۔ امّارہ، لوّامہ، مطمئنّہ۔ امّارہ کی حالت میں انسان جذبات اور بے جا جوشوں کو سنبھال نہیں سکتا اور اندازہ سے نکل جاتا اور اخلاقی حالت سے گر جاتا ہے مگر حالت لوّامہ میں سنبھال لیتا ہے۔ مجھے ایک حکایت یاد آئی جو سعدی نے بوستان میں لکھی ہے۔ کہ ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا۔ گھر آیا۔ گھر والوں نے دیکھا کہ اسے کتے نے کاٹ لیا ہے۔ ایک بھولی بھالی چھوٹی لڑکی بھی تھی۔ وہ بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ کھایا؟ اس نے جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کُتپن نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے انسان کو چاہیے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کُتپن کی مثال صادق آئے گی۔ خدا کے مقرّبوں کو بڑی بڑی گالیاں دی گئیں۔ بہت بُری طرح ستایا گیا۔ مگر اُن کو وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ کا ہی خطاب ہوا۔ خود اُس انسان کامل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بُری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گالیاں، بدزبانی اور شوخیاں

کی گئیں۔ مگر اُس خُلق مجسم ذات نے اس کے مقابلہ میں کیا کیا۔ اُن کے لیے دعا کی اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ جاہلوں سے اعراض کرے گا تو تیری عزت اور جان کو ہم صحیح وسلامت رکھیں گے اور یہ بازاری آدمی اس پر حملہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضورؐ کے مخالف آپؐ کی عزت پر حرف نہ لا سکے اور خود ہی ذلیل وخوار ہو کر آپ کے قدموں میں گرے یا سامنے تباہ ہوئے۔ غرض یہ صفت لوّامہ کی ہے جو انسان کشمکش میں بھی اصلاح کر لیتا ہے۔ روز مرہ کی بات ہے۔ اگر کوئی جاہل یا اوباش گالی دے یا کوئی شرارت کرے جس قدر اس سے اعراض کرو گے۔ اسی قدر عزت بچا لو گے اور جس قدر اس سے مٹھ بھیڑ اور مقابلہ کرو گے تباہ ہو جاؤ گے اور ذلت خرید لو گے۔ نفس مطمئنّہ کی حالت میں انسان کا ملکہ حَسنات اور خیرات ہو جاتا ہے۔ وہ دنیا اور مَاسِوی اللہ سے بکلّی انقطاع کر لیتا ہے۔ وہ دنیا میں چلتا پھرتا اور دنیا والوں سے ملتا جلتا ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ یہاں نہیں ہوتا۔ جہاں وہ ہوتا ہے وہ دنیا اور ہی ہوتی ہے۔ وہاں کا آسمان اور زمین اور ہوتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 102-103 ایڈیشن 1984ء)

یہ ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ سالانہ 1897ء کی طویل تقریر کا ایک حصہ ہے۔ جو آپؑ نے 28/دسمبر 1897ء کو بعد نماز ظہر فرمائی۔ اس تقریر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی آمد کے مقاصد بیان فرما کر بعض اسلامی نیکیوں کا ذکر فرمایا اور بعض بدیوں، برائیوں کی نشاندہی کر کے ان سے رکنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ان میں بعض کا تعلق حقوق اللہ سے ہے اور بعض حقوق العباد کی مناسبت سے ہیں۔ جیسا کہ ایک خطیب تقریر کے آخر میں سامعین کو جذباتی رنگ میں بتائی ہوئی اپنی باتوں پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ یہاں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے ایک لمبی گزارشات (جو ملفوظات کی تختی میں 53 صفحات پر پھیلی ہیں) کے بعد آخر میں محولہ بالا حصہ پڑھ کر سنانے کے بعد فرمایا۔

"یاد رکھو اور دل سے سن لو! پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں۔ بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق

ہے کہ جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری ہی ذات تک پہنچتا۔ تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے تو پھر اتنا ہی مَیں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مطمئنّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 104 ایڈیشن 1984ء)

اس حصہ میں زیادہ تر حقوق العباد کا تعلق ہے اور اپنے ماننے والوں کو نفسانی جوشوں اور جذبات سے دور رہتے ہوئے نفس مطمئنہ کے درجہ تک پہنچنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ مخالفین کا نفس امّارہ پر قائم رہنے اور احمدیوں کو گالیاں دینے بُرا بھلا کہنے کا ذکر کر کے اس ضمن میں شیخ سعدی کی بہت پیاری حکایت سنا کر حاضرین جلسہ اور بعد میں آنے والے ممبران جماعت کو نصیحت فرمائی کہ مخالفین اور معاندین کی گالیوں کا اور بکواس کا جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی کُتّپن کرتا ہے تو ایسا ہمیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہم تو انسان ہیں جو دو اُنس لیے ہوئے ہیں۔ ایک اُنس اللہ تعالیٰ سے محبت کی صورت میں ہے اور دوسرا اُنس اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرنے میں ہے۔ اسی لیے شیخ سعدی نے اپنی بیٹی کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیٹی! انسان سے کُتّپن نہیں ہوتا۔ جذبات پر قابو رکھنا دو طرح سے ہے۔ ایک مخالفین کی مخالفت پر خاموش رہنا اور دوسرا اپنے معاشرہ میں بسنے والے احمدی بھائیوں اور خاندان کے افراد خانہ کی باتوں کو سن کر خاموشی اختیار کرنا۔ ہم نے عموماً دیکھا ہے کہ جب معاند احمدیت نفس امّارہ کو اپناتے ہوئے احمدیوں کی مخالفت کرتا ہے۔ ان پر گند اچھالتا ہے تو

ہم عمومی طور پر گالیاں سن کر یہ کہتے ہوئے خاموشی اختیار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تعلیم ہے

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

لیکن معاشرہ اور سوسائٹی میں بسنے والے احمدیوں اور گھروں میں رہنے والے عزیز، رشتہ داروں سے جب جذبات کا ٹکراؤ ہوتا ہے تو ہم "گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو" اور Love for all hatred for none کی نہایت حسین تعلیم کو بھول جاتے ہیں۔ ہم اپنے حقوق بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتے۔ ایسے میں حضرت مسیح موعودؑ کی اس تعلیم کو حرز جان بنانے کی ضرورت ہے کہ

"انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کُتّپن کی مثال صادق آئے گی۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 103)

گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنے ارد گرد بھی امن و امان کے سامان مہیا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صلح صفائی کے ساتھ رہیں۔ ایسے جیسے ایک ماں کے پیٹ سے دو بھائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

"تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹ دیا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ نفسانیت کی فربہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لیے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فربہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت ہے وہ شخص جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک

ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔"

(کشتی نوح صفحہ 16-17)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

زندگی میں یہ ہنر بھی آزمانا چاہیے
جنگ کسی اپنے سے ہو تو ہار جانا چاہیے

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07 مارچ 2023ء)

﴿29﴾

السلام علیکم کو رواج دیں

(ایک سبق آموز بات)

یہ سنت رسولؐ ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے کہ جب آپ قبرستان جائیں تو مردوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا أَھْلَ الْقُبُوْرِ کے الفاظ کے ساتھ سلامتی بھیجا کرو۔

اسلام، سلامتی و امن کا مذہب ہے اگر مُردوں کو سلامتی کی دعا دی گئی ہے تو معاشرے میں بسنے والے عزیز و اقارب، دوست، احباب، پڑوسی اور اہل محلہ، کس حد تک ہماری سلامتی کے محتاج ہیں۔ لہٰذا اہم معاشرہ میں السلام علیکم کو رواج دیں۔

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 07مارچ2023ء)

﴾30﴿

آنحضرتؐ ایک جسم کی طرح ہیں اور صحابہؓ آپؐ کے اعضاء ہیں

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 9مارچ2018ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے متعلق درج ذیل ارشاد بیان فرمایاہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور (آپؐ کے) صحابہ کرامؓ آپؐ کے اعضاء ہیں۔“

(الفضل آن لائن 17کتوبر2022ء صفحہ 7)

ان دو فقروں میں بہت عمیق مضمون بیان ہوا ہے۔ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ انسانی جسم اور اس کے اعضاء کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ جسم جہاں اعضا پر انحصار کر رہا ہوتا ہے وہاں اعضاء جسم کے ساتھ منسلک رہ کر اس سے غذا حاصل کر کے تقویت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی عضو مفلوج ہو کر ناکارہ ہو جائے تو وہ اپنا تعلق جسم سے منقطع کر لیتا ہے یا بعض اوقات ناکارہ عضو کو آپریشن کے ذریعہ الگ کر دیا جاتا ہے تا دوسرے اعضا اس سے محفوظ رہیں۔ انسانی جسم کا نظام خون ایسا وسیع و بلیغ نظام ہے جو اعضاء کو اپنے ساتھ جوڑے رکھ کر ان میں زندگی کی روح پھونکتا رہتا ہے۔ وہ جسم کو طاقتور بھی کرتا ہے۔ انسانی جسم خون کی شریانوں اور باریک در باریک نالیوں پر مشتمل ہے۔ ان باریک نالیوں کے ذریعہ خون بعض انسانی اعضاء کی Toeتک پہنچ کر ان کو servive کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جیسے ہاتھ یا پاؤں کی انگلیاں، کان، آنکھ کے اندر باریک نالیاں ہیں جن کے ذریعہ خون ان تک پہنچتا ہے اور ان کو زندہ رکھتا ہے۔ اس سارے عمل میں دل کا بہت اہم رول ہوتا ہے جو خون کو صاف کر کے اعضاء میں واپس بھیجتا ہے۔

اس سارے Process کو اگر صحابہ رسولؐ پر اپلائی کیا جائے تو ایک بہت ایمان افروز مضمون سامنے آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کا مضبوط گہرے تعلق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور قوت قدسیہ صحابہ میں سرایت کرتی تھی۔ جس طرح اعضاء کو جسم سے تعلق سے زندگی ملتی ہے اسی طرح صحابہ کو روحانی زندگی نصیب ہوتی رہی۔

آج اس اُخروی دور میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے ہم احباب جماعت کا روحانی تعلق اور رشتہ آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم ہوا اور صحابہ رسولؐ کے توسط سے ہم بھی صحابہ کہلائے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

مبارک وہ جو اَب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے اُن کو ساقی نے پِلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

یہ کیسا مبارک اور مقدس رشتہ ہے جو ہمیں آج کے امام مسیح موعود و مہدی دوران کے ذریعہ ملا ہے۔ یہ فخر کا مقام ہے اور یہ شکر خداوندی کا بھی مقام ہے۔ ہم جس حد تک اس نعمت خداوندی پر شکر ادا کریں کم ہے۔ ہماری رہنمائی کے لیے ایک خلیفہ موجود ہیں جو ہمیں ہر جمعہ بدیوں سے دور رہنے اور نیکیوں کی آغوش میں آنے کی نصائح کرتے ہیں۔ اگر اس کو خون پتلا کرنے والی Asprin کا نام دیا جائے تو غلط نہ ہو گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر حضرات خون پتلا رکھنے کے لیے Asprin تجویز کرتے ہیں۔ جس کے استعمال سے clots کی پیش بندی کے علاوہ دل کی تکلیف سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ نیز اس کے استعمال سے خون پتلا ہو کر باریک باریک شریانوں میں جا کر ان کی زندگی کے سامان بھی مہیا کرتا ہے۔ یوں سارے عمل سے ایک طرف جسم تندرست و توانا رہتا ہے اور دوسری طرف اعضاء صحت و سلامتی کے ضامن بن جاتے ہیں۔ بعینہٖ روحانی دنیا میں صحابہ کرامؓ

جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء تھے نے اپنے آپ کو تندرست رکھنے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تمام نصائح پر عمل کیا۔ جس کی وجہ سے اسلام مضبوط ہوتا چلا گیا۔ آج احباب جماعت کے نیک اور اسلامی تعلیمات واقدار کے مطابق اعمال ان کے اپنے لیے جہاں ان کی روحانی زندگی کی تندرستی کی علامت ہیں وہاں اسلام، احمدیت اور خلافت جو جسم ہیں تندرست وتوانا رہتے اور ترقی کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ حضور کے خطبات ہمیں اور ہمارے اعضاء کو درست رکھنے کا کام کرتے ہیں وہاں This Week With Hazoor، ورچوئیل ملاقاتیں، رپورٹس ، دورہ جات ہمارے لیے Tonic کا کام کرتے ہیں ۔ ہمارے خون کی صفائی کاموجب ہوتے ہیں ۔ اُدھر ہمارے بطور اعضاء کے مضبوطی ، تندرستی سے خلافت مضبوط ہوتی جاتی ہے ۔ جس سے غیر بھی ہماری کامیابیوں کا ذکر بر ملا کرتے ہیں ۔ جیسے ایک مولوی نے ایک وڈیو میسج میں کہا۔

”ہم ملائشیا میں گئے وہاں قادیانی، انڈونیشیا میں گئے وہاں قادیانی اور دنیا کا آخری کونا جنوب میں وہاں کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ کا آخری شہر وہاں قادیانی۔ ہمارے والد صاحب گئے ہیں اور یہ ہمارے بھائی جاوید گئے ہیں شمالی آخری کونا ناروے وہاں پر قادیانی اور دنیا کا مشرق میں آخری کنارہ آسٹریلیا، جزائر فجی وہاں قادیانی۔ دنیا کا مغربی کنارہ گھانا وہاں پر قادیانی۔“

(میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ادارہ الفضل آن لائن صفحہ 10)

حضورانور نے ایک خطبہ میں فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے جیسے کہ ایک برتن قلعی کروا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلام الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورت نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے۔ گویا قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰهَا کے سچے مصداق تھے“

پھر فرمایا کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور (آپ کے) صحابہ کرامؓ آپ کے اعضاء ہیں“۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں صحابہ کے مقام کو بھی پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نمونوں پر چلتے ہوئے اپنے اخلاص و وفا کو بھی بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔“

(الفضل آن لائن 7 اکتوبر 2022ء صفحہ 7)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے جسم کے ایک عضو حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ کے متعلق یوں لکھتے ہیں ”میرے ہر ایک امر میں اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔“

(ترجمہ از عربی عبارت مندرجہ ”آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 585-586)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 08 مارچ 2023ء)

《31》

حَرۡثُ الۡاٰخِرَۃِ

نئے سال 2023ء کے آغاز پر تلاوت قرآن الفجر کے دوران سورۃ الشوریٰ کی تلاوت کی توفیق ملی۔ اس کی آیت 21 پر جب خاکسار پہنچا تو آیت کو بار بار پڑھا۔ ترجمہ پر غور کیا اور سیاق وسباق میں آیات کو جب ترجمہ کے ساتھ پڑھا تو ایک ایسا دلچسپ مضمون اللہ تعالیٰ نے دماغ میں ڈالا جو قارئین الفضل کے لیے رمضان کی آمد سے قبل بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حَرۡثٌ عربی لفظ ہے جس کے معنی کھیتی کے ہیں۔ زمین کا وہ حصہ جس پر فصل بوئی جاتی ہے جو بقائے انسانی کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ البقرہ میں نِسَآؤُکُمۡ حَرۡثٌ لَّکُمۡ کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں کہہ کر اس مضمون کو یوں کھول دیا کہ جس طرح بقائے نسل کے لیے مادی کھیتیاں ہیں جیسے عورت یا فصل بونے کے لیے زمین۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اس آیت کے فٹ نوٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

"کھیتی سے مراد یہ ہے کہ عورت بقاء نسل کا ذریعہ ہے اور غیر فطری تعلقات کے نتیجہ میں ہرگز نسل پیدا نہیں ہوسکتی۔"

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع صفحہ 58)

اسی طرح روحانی نسل کی بقاء کے لئے حرث الآخرہ بھی ہے یعنی ایسے نیک اعمال جو انسان کو ابدی زندگی عطا کرتے ہیں۔ اس آیت میں حرث الآخرہ کے ساتھ حرثُ الدنیا اور اس کے انجام کا بھی ذکر ہے۔ جیسے فرمایا

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَۃِ نَزِدۡ لَہٗ فِیۡ حَرۡثِہٖ ۚ وَمَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِہٖ مِنۡہَا وَمَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ

(الشوریٰ:21)

ترجمہ: جو آخرت کی کھیتی پسند کرتا ہے ہم اُس کے لئے اُس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو دنیا کی کھیتی چاہتا ہے ہم اُسی میں سے اُسے دیتے ہیں اس حال میں کہ آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

ایک کسان یا زمیندار ایسی زمین کی تلاش میں رہتا ہے جو زرخیز ہو اور اچھی فصل اور پھل دے۔ اس کے لیے وہ اپنے ارد گرد کی جگہوں کا معائنہ بھی کرتا رہتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عورت کو بطور کھیتی کے اعتبار سے چناؤ کے حوالے سے بعض اصول وضع فرمائے اور خوبصورتی، حسن و جمال، حسب و نسب اور کثرت اموال کی بجائے نیک، صالح اور پرہیز گار خاتون کی تلاش کا ارشاد فرمایا۔ پھر ایک موقع پر اَلْمَوْدود اَلوَلُوْدُ کے الفاظ استعمال کر کے نصیحت فرمادی کہ ایسی خاتون کی تلاش میں رہیں جو بچے پیدا کرنے والی اور محبت کرنے والی ہو۔ اَلوَلوُد کے الفاظ میں زیادہ سے زیادہ فصل پیدا کرنے والی کھیتی ہی مراد ہے۔ اسی ضمن میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تزوّجوا الودود الولود، فإني مكاثرٌ بكم الامم خوب جننے والی عورت سے شادی کرو، کیونکہ (بروز قیامت) میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔

(سنن ابی داؤد)

اب جہاں تک حرث الآخرۃ یعنی آخرت کی کھیتی کا تعلق ہے۔ اوّل تو اس کے ساتھ حرث الدنیا کے الفاظ لا کر فرمایا ہے جو اس دنیا کی کھیتی یعنی مال و متاع چاہتا ہے تو وہ اُسے دے دیا جائے گا لیکن آخرۃ میں پھر اس کا کوئی نصیب نہیں ہو گا۔ لیکن حرث الآخرۃ چاہنے والے، اس کے متلاشی وہ لوگ ہوں گے جو نیک اعمال بجالانے والے ہیں اور وہ جنتوں کے باغوں میں ہوں گے۔ ان کو وہاں پر ہر وہ چیز ملے گی جو وہ خواہش کریں گے۔ یہ وہ فضل کبیر ہے جو انہیں دیا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ

(الشوریٰ: 23)

یہاں اللہ تعالیٰ نے رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ کے الفاظ یعنی جنت کے باغات استعمال کر کے حرث الآخرہ کی مزید تشریح فرمادی کہ جو حرث الآخرہ کے متمنی ہوں گے۔نیک کام کریں گے۔ نمازیں پڑھیں گے۔ اللہ اور اس کے رسول اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کریں گے۔ اپنے اہل خانہ اور افراد خاندان سے نرمی و شفقت سے پیش آئیں گے تو انہیں جنت کے باغوں کی سیر کروائی جائے گی بلکہ ان کی رہائش کے انتظامات بھی ایسے باغات میں کر دیئے جائیں گے جہاں ان کو ہر چیز بطور فضل کبیر میسر ہو گی۔

اس کی مزید تفصیل اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت نمبر 24 میں کر دی کہ یہ لوگ ایمان لانے والے اور نیک عمل بجالانے والے وہ ہیں جو آپس میں اقرباء کی سی محبت کرتے ہیں۔ معدوم نیکی کو اجاگر کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ دیانت داری کے ساتھ یہ اعمال بجالاتے رہیں گے تو ہم ان کے اعمال میں مزید حسن پیدا کر دیں گے۔ ان لوگوں کی اللہ توبہ قبول کرے گا اور اگر ان سے کوئی برائی سر زد ہو تو اللہ تعالیٰ در گزر فرماتا جائے گا۔(آیت:26)

یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا بھی اس لئے کماتے ہیں کہ ہمیں دیں ملے۔

وہ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے تحت اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہر نعمت کو اس دنیا میں خرچ کرتے ہیں۔

ہم چند ہی دنوں تک سال کے محترم مہینہ رمضان میں داخل ہونے جارہے ہیں۔ جہاں معافی تلافی کا سوال ہو گا۔ وہ تمام نیکیاں پائی جائیں گی جن کا ذکر سورۃ الشوریٰ کی ان آیات میں موجود ہے۔ بالخصوص معدوم نیکیاں معاشرے میں، ماحول میں، گھروں میں سر اٹھائیں گی اور اپنی زندگی کا ثبوت دیں گی۔ نیکیوں کا بازار لگے گا۔ ہمارے پاس خرید و فروخت کے لیے وافر وقت بھی ہو گا اور ہمارے کھیسے رقوم سے بھی بھرے ہوں گے۔ پس ضرورت اس امر کی ہے کہ کھیتی باڑی کے لیے جو جتن ایک کسان کی طرف سے کیے جاتے ہیں ان کو بروئے کار لانا ہو گا۔ کسان کی طرح صبح سویرے اپنی زمین پر جا کر ہل چلانے کے مقابل ہمیں صبح سویرے اُٹھ کر نوافل ادا کرنے ہوں

گے۔ کسان کی طرح اپنی کھیتی کو پانی دینے کے مقابل ہمیں آنکھوں کے پانی سے اپنی روحانی کھیتی کو سیراب کرنا ہوگا۔ کسان کی طرح اپنی کھیتی کو نرم کرکے اس میں بیج پھینکنے کے مقابل ہمیں نوافل، تسبیحات اور درود کے بیج اپنی روحانی کھیتی میں پھینکنے ہوں گے اور فصل تیار ہونے پر کسان جس طرح فصل کی حفاظت کرتا، چوروں سے بچاتا ہے اسی طرح ہمیں اپنی روحانی فصل کی تیاری کے بعد اسے چوروں سے بچانا ہوگا۔ تب اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور گناہوں سے درگزر کرے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک صفاتی نام اللہ تعالیٰ نے "حارث" بھی رکھا ہے جس کے معنی کھیتی باڑی کرنے والا کے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دور میں بحیثیت حارث جماعت کی، احباب جماعت کی ایسی کھیتی باڑی کی ہے اور پھر خلفاء نے اس رنگ میں اس کو جاری رکھا۔ آج کل ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بطور حارث کے مثیل کے ہماری کھیتی کو روحانی پانی سے سیراب کرتے رہتے ہیں۔ کبھی قسما قسم کے پھلوں کے درخت، پھولوں کے پودے ہماری کیاریوں میں لگاتے ہیں۔ کبھی کبھار اپنے خطبات کے ذریعہ نیکیوں کے بیجوں کا ایسا چھٹہ ہماری کھیتیوں میں پھینکتے ہیں جن کی بدولت آج ہم پوری دنیا میں سرسبز و شاداب نظر آتے ہیں۔ جس کی دنیا بھی گُن گاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی روحانی کھیتیوں کو مزید سرسبز وشاداب کرنے کے لیے نیکی کے اعمال کے بیج ان میں پھینکنے کی توفیق دے اور مادی کھیتیوں سے پیدا ہونے والی نسل کو بھی اسلامی اطوار کے ساتھ مرصع کرنے کی توفیق دیتا رہے۔

اے اللہ تُو ایسا ہی کر۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 09مارچ 2023ء)

﴿32﴾

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا

جماعتی میٹنگز واجلاسات میں شمولیت کی اہمیت وبرکات

قسط۔1

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کر کے اشرف المخلوقات بنا کر انسان پر جہاں احسان عظیم کیا وہاں انسان سے اپنے نام اور توحید کو دنیا میں پھیلانے کے لئے قربانی کا مطالبہ بھی کر دیا۔ ہمارے بزرگوں نے **"انفاق فی سبیل اللہ"** کی تشریح میں لکھا ہے کہ **"انفاق فی سبیل اللہ"** میں صرف اموال مراد نہیں بلکہ انسان کی صلاحیتیں اور استعدادیں، اس کا وقت، اس کی جان، اس کی عزت اور خدا تعالیٰ کی دیگر عطایا وغیرہ بھی مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو استعدادیں اور صلاحیتیں دے رکھی ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے خرچ کرنی چاہئے۔ انسان کو جو قیمتی وقت دیا ہے اس میں سے کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کے علاوہ اعلائے کلمہ حق اور معاشرہ میں اصلاح احوال اور مخلوق الٰہی کی تعلیم وتربیت کے لئے خرچ کرنا چاہیئے تا شکرانہ کا حق بھی ادا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بھی ایک مومن کو تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(الانعام:63)

اس دنیوی دور میں (جب دین سے دوری عام ہے) حضرت مسیح موعودؑ نے جماعتی تعلیمات کا ایک نچوڑ اور خلاصے کو بیعت کا حصہ بنا دیا کہ بیعت کے وقت ہر احمدی اس بات کا عہد کرے کہ **"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"**۔ یعنی میرے ہر کام، میری ہر ہر کت اور ہر سکون میں دین ہی مقدم ہو گا نہ کہ دنیا۔

بیعت کے معنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر بیعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”بیعت کے معنی ہیں بیچ دینا۔ جیسے ایک چیز بیچ دی جاتی ہے تو اس سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ خریدار کا اختیار ہوتا ہے جو چاہے سو کرے۔ تم لوگ جب اپنا بیل (Cow) دوسرے کے پاس بیچ دیتے ہو تو کیا اسے کہہ سکتے ہو کہ اسے اس طرح استعمال کرنا؟ ہرگز نہیں۔ اس کا اختیار ہے جس طرح چاہے استعمال کرے۔ اسی طرح جس سے تم بیعت کرتے ہو۔ اگر اس کے احکام پر ٹھیک ٹھیک نہ چلو تو پھر کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے“

• حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور موقع پر فرماتے ہیں۔

”اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفائے عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

”شرائط بیعت کا بھی خلاصہ یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے گا۔ اسی طرح تمام ذیلی تنظیموں کے جو عہد ہیں ان کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسی طرح بیعت کے الفاظ میں بھی ہم ان الفاظ کو دہراتے ہیں۔ غرض کہ یہ فقرہ ایک احمدی کا عہد ہے جس پر اس کی بیعت کا انحصار ہے۔ خلافت سے اور نظام سے جڑے رہنے کا انحصار ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔ نظام سے جڑے رہنے کا، خلافت سے وابستگی کا دعویٰ غلط ہو جاتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2014ء)

نیز فرمایا:

”یہاں میں ہر سطح کے عہدیداروں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی ذمہ داری دوسروں میں سے بڑھ کر ان کو اپنی سمجھنی چاہئے۔ ایک

مقصد کے حصول کے لئے ان کی ذمہ داری لگائی گئی ہے جس کے لئے انہیں اپنی قربانی کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر سطح کا عہدیدار چھوٹی سے چھوٹی سطح سے لے کر، محلے سے لے کر مرکزی سطح تک اپنی حیثیت کا صحیح اندازہ کر کے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کر سکتا ہے اور کرنی چاہئے۔ **یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ تڑپ کے ساتھ کام کرنے والوں کے اخلاص کو برکت بخشتا ہے اور انہیں قرب میں جگہ دیتا ہے** اور ایک عہدیدار کو اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر سطح کے عہدیدار کو بھی اور ہر احمدی کو بھی، مجھے بھی، آپ کو بھی سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کا صحیح ادراک بھی حاصل کریں اور اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔"

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2014ء)

انصار خدمت دین میں دوسروں کے لئے نمونہ ہوں

پھر اسی خطبہ میں فرمایا:

"ہمارے ذمہ جیسا کہ میں نے کہا بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان، مال، وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔

انصار اللہ کا اجتماع بھی آج سے ہو رہا ہے... ان کو بھی... ان دنوں میں اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم اپنے معیار دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے بڑھا سکتے ہیں اور بڑھانے چاہئیں بلکہ حاصل کرنے چاہئیں۔ **انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جس میں ان کو نمونہ بننا چاہئے**"

(خطبہ جمعہ 17 اکتوبر 2014ء)

ان ارشادات کی روشنی میں خدمت دین کے جو بھی پہلو ہیں ان تمام کا احاطہ کر کے دین کی خدمت کرنی چاہئے۔ جس کے لئے منصوبہ بندی کرنی ہوتی ہے۔ **جس کا بہترین ذریعہ**

میٹنگز واجلاسات ہیں۔ عہدیداران پر لازم ہے کہ ان کا حق کریں اور اعلیٰ عہدیداران کی طرف سے جب اور جہاں میٹنگ بلائی جائے ان کی آواز پر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتے ہوئے حاضر ہونا اور مشوروں میں شامل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ عہدہ ایک امانت ہے۔ اور امانت کا حق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں ایسے کارکنان بھی ہیں جو اپنا سب کچھ بھول جاتے ہیں، بیوی بچوں کو بھی بھول جاتے ہیں، اپنے نفس کے حق بھی ادا نہیں کرتے۔ صبح اپنے کام پر جاتے ہیں اور وہاں سے شام کو سیدھے جماعتی ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے پہنچ جاتے۔ انہیں کہنا پڑتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے تمہارا اور تمہارے بیوی بچوں کا بھی تم پر حق رکھا ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں۔"

حضور انور نے خطبہ جمعہ 2 مئی 2008ء میں فرمایا:

"ہر عہدیدار کے پاس کوئی بھی جماعتی کام ایک امانت ہے اسے ایمانداری سے ادا کرنا ضروری ہے۔ ہمیں ہمیشہ یادرکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو اللہ تعالیٰ کی پسند سے باہر نکل جائے نہ اس کا دین رہتا ہے اور نہ اس کی دنیا رہتی ہے۔"

جماعتی میٹنگز میں شمولیت

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **"ذکر کی مجالس جنت کے باغ ہیں۔ ان باغوں میں چرنے کی کوشش کیا کرو"** اس ارشاد نبویؐ سے اجلاسات کی اہمیت ظاہر وباہر ہے۔ ہمارے اجلاسات اور جماعتی میٹنگز میں ذکر الٰہی ہوتا ہے اور انہی مجالس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسی مجالس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے اور فرشتے رحمت کے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ یہ رحمت کا سایہ مجلس کے اختتام تک رہتا ہے۔ بلکہ ایسی مجالس جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کے متعلق خود اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ "ان سب کے لئے میری طرف سے مغفرت لکھ دو"

تواریخ میں ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک آدمی کا سفر میں ذکر کی ایک مجلس کے پاس سے گزر ہوا۔ وہ شخص وہاں بیٹھ گیا۔ ذکر الٰہی اور حمد وثناء میں حصہ لیا تو اللہ تعالیٰ نے چند لمحے ذکر کی مجلس میں بیٹھنے کی بدولت اس شخص کے سارے گناہ معاف کر دیئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صادقوں کی معیت یعنی صحبت اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہے اور ہماری یہ میٹنگز، اجلاسات محض رضائے الٰہی اوراعلاء کلمۃ الحق کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے ہوتے ہیں اس لئے اس میں شامل افراد نیک، صالح اور صادق ہیں۔ جن کی ان میٹنگز واجلاسات میں صحبت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ، جماعتی میٹنگز میں شمولیت کی عظمت و اہمیت اور ان میں شامل ہونے والوں کے بلند مقام اور ان کو ترغیب دلاتے ہوئے نیز جماعتی کاموں کی پرواہ نہ کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”وہ دن آنے والا ہے جب احمدیت کے کاموں میں حصہ لینے والے بڑی بڑی عزتیں پائیں گے۔ لیکن ان لوگوں کی اولادوں کو جو اس وقت جماعتی کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے دھتکار دیا جائے گا۔ جب انگلستان اور امریکہ ایسی بڑی بڑی حکومتیں مشورہ کے لئے اپنے نمائندے بھیجیں گی اور وہ اسے اپنے لئے موجب عزت خیال کریں گے اس وقت ان لوگوں کی اولاد کہے گی ہمیں بھی مشورہ میں شریک کرو لیکن کہنے والا انہیں کہے گا۔ جاؤ! تمہارے باپ دادوں نے اس مشورہ کو اپنے وقت میں رد کر دیا تھا اور جماعتی کاموں کی انہوں نے پرواہ نہیں کی تھی اس لئے تمہیں بھی اب اس مشورہ میں شریک نہیں کیا جاسکتا۔ پس اس غفلت کو دور کرو اور اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو کہ جو شخص سلسلہ کی کسی میٹنگ میں شامل ہوتا ہے اس پر اس قدر انعام ہوتا ہے کہ امریکہ کی کونسل کی ممبری بھی اس کے سامنے ہیچ ہے اور اسے سو حرج کر کے بھی اس میٹنگ میں شامل ہونا چاہئے۔ اگر وہ اس میٹنگ میں شامل نہیں ہوتا تو اس کی غیر حاضری کی وجہ سے سلسلہ کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا لیکن وہ خود الٰہی انعامات سے محروم ہو جائے گا۔“

کلاسز اوراجلاسات کرنے کی تاکید

ایک دفعہ چند خدام مرکز تربیتی کلاس کے لئے تشریف لائے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان سے واپس جاکر اجلاسات وکلاسز منعقد کرکے سیکھی ہوئی تعلیم کو آگے دوسرے خدام تک پہنچانے اورانہیں سکھانے کے حوالہ سے فرمایا:

”آپ نوجوانوں کافرض ہے کہ یہاں آئیں اوردین سیکھیں اور پھر جو کچھ سیکھیں اسے اپنی ذات تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ اپنی مجلس میں واپس جاکر دوسرے دوستوں کو بھی بتائیں کہ آپ نے یہاں آکر کیاکچھ سیکھاہے۔اپنی مجالس میں واپس جاکر وہاں ایک کلاس جاری کرکے گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ تک روزانہ ایک ماہ یادوماہ تک روزانہ دوسرے خدام کوپڑھائیں ورنہ اس بات کاکوئی فائدہ نہیں کہ اتنی بڑی جماعت میں سے 80یا150 طالب علم یہاں آئیں اور تعلیم حاصل کریں اور دوسرے سب نوجوانوں کواس سے محروم رکھاجائے۔یہ دوسروں پر بہت بڑاظلم ہے اوراس ظلم میں آپ بھی شریک ہیں کیونکہ آپ یہاں آتے ہیں۔کلاس میں شامل ہوتے ہیں لیکن آپ نوٹ نہیں لیتے اوراپنے آپ کو اس قابل نہیں بناتے کہ اپنے دوسرے بھائیوں کے سامنے ان دلائل کورکھیں اوران کو آیات قرآنیہ سکھائیں اوراس طرح اپنے آپ کو بھی اوردوسرے نوجوان بھائیوں کو بھی احمدیت کے عالم بنانے کی کوشش کریں۔“

(مشعل راہ جلد2صفحہ40)

خدمت دین کو ایک فضل الٰہی جانو
اس کے بدلے میں کبھی طالب انعام نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اجلاسوں میں ،اجتماعوں میں جلسوں میں آکر جو سیکھاجاتاہے۔وہیں چھوڑ کر نہ چلے جایاکریں۔یہ توبالکل جہالت کی بات ہوگی کہ جوکچھ سیکھاہے وہ وہیں چھوڑدیاجائے۔“

(خطبات مسرور جلد2صفحہ423)

پھر 7 جنوری 2006ء کو اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ بھارت کے ساتھ میٹنگ میں ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

"اب یہ جائزہ لیں کہ کتنے ہیں جو نظام میں سموئے گئے ہیں۔ اگر نہیں سموئے گئے تو ان کی ٹریننگ اور تربیت کا علیحدہ پروگرام بنائیں۔ نئی مجالس کے زعماء، ان کے منتظمین ان کی ٹریننگ کریں۔ ریفریشر کورسز کا انعقاد ہو۔ تربیتی پروگرام ہوں۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے یہ لوگ فعال ممبر نہیں بن رہے۔ اب ان سب کو فعال ہونا چاہئے۔

حضور نے فرمایا:

کچھ کو یہاں مرکز میں بلائیں۔ ان کا دس پندرہ روز کا ریفریشر کورس ہو۔ پھر قائدین کو ان کے علاقوں میں بھی بھجوائیں۔ وہاں جا کر ٹریننگ دیں۔ اسی طرح ہر صوبے کے سینٹر میں، مرکز میں ریفریشر کورس ہوں۔ دس پندرہ دن کے لئے لوگ اکٹھے ہوں، ان کی تربیتی کورسز میں اس علاقہ کے مربی صاحب سے مدد لی جاسکتی ہے"

(الفضل انٹرنیشنل لندن 3 تا 9 مارچ 2006ء صفحہ 10)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 10 مارچ 2023ء)

《33》

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا

جماعتی میٹنگز و اجلاسات میں شمولیت کی اہمیت و برکات

قسط۔2

اراکین کو میٹنگز میں شامل ہونے کی ضروری تاکید

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 13 دسمبر 2009ء کو بیلجیم کی نیشنل مجلس عاملہ کے اجلاس میں فرمایا۔

''ہر مہینہ عاملہ کی میٹنگ ہونی چاہئے عاملہ کے جو سیکرٹریان باوجود یاددہانیوں کے اجلاس میں شامل نہیں ہوتے ان کے نام مرکز کو بھجوائیں تاکہ ان کو ہٹایا جائے۔''

• پھر فرمایا:

''میٹنگ ضرور ہونی چاہئے اور پھر جو غیر حاضر ہوں ان کی رپورٹ ضرور آنی چاہئے۔''

(الفضل انٹرنیشنل لندن 8 تا 14 جنوری 2010ء صفحہ 8)

اسی دورہ کے دوران لجنہ اماء اللہ جرمنی کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 18 دسمبر 2009ء میں حضورانور کی خدمت میں یہ رپورٹ پیش کی گئی بعض ایسی ہیں جو پندرہ سال سے اوپر ہیں لیکن وہ میٹنگز، اجلاسات میں نہیں آتیں اور مرکز سے ان کا رابطہ بھی نہیں ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا:

''ان کے نام مجھے لکھ کر بھیجیں تاکہ ان کو وقف نو سے فارغ کیا جاسکے۔''

(الفضل انٹرنیشنل لندن 29 تا 4 جنوری 2010ء صفحہ 10)

میٹنگز میں جائزہ لیں

اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”آمدن ، نشستن ، برخواستن یعنی آئے ، میٹنگ میں بیٹھے، بڑی بڑی اسکیمیں بنائیں اور اُٹھ کر چلے گئے، کے رجحان کو ختم کریں۔ اپنے کاموں کی اور میٹنگز میں طے پانے والے امور کی تعمیل کا باقاعدہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔“

(سبیل الرشاد جلد4)

بلکہ ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا

”آپ علیہ السلام ہم سے بیعت لینے کے بعد ہمارا ایک معیار دیکھنا چاہتے ہیں جلسوں کا مقصد بھی یہی معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے ۔پس اس بات کو ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے“

(خطبہ جمعہ 7اکتوبر 2016ء)

اجلاسات، اجتماعات و میٹنگز کے دیگر فوائد

صحبت صالحین کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ان کے صدق واستقلال کو دیکھ کر اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ نمازوں کی ادائیگی باجماعت ہو جاتی ہے ۔صف بندی، وقت کی پابندی، امیر وغریب کی تفریق، نظم وضبط، علم سیکھنے اور بڑھانے کے ذریعہ کے علاوہ یہ محافل پاک تبدیلیوں کا موجب بنتی ہیں ۔ خلاصۃً یہ کہ یہ اجلاسات روحانی اور جسمانی بیماریوں کا علاج ہیں، دین ودنیا سنور جاتی ہے۔ ایک موقع پر ہمارے امام ہمام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی ماؤں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ ”اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے بچے اچھے نمبروں میں پاس ہوں تو انہیں خدمت دین کرنے اور اجلاسات میں بھجوایا کریں۔“

روحانی تجارت، روحانی ہجرت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں روحانی تجارت اور روحانی ہجرت کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر اس مضمون پر غور کریں تو یہ ہمیں جماعتی کاموں اور جماعتی میٹنگز میں شمولیت کی طرف دعوت

دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحت دی، صلاحیتیں بخشیں، استعدادیں عطا کیں، وقت دیا اور سوچ کے لئے عقل عنایت کی اور انسان کو اشرف المخلوقات بنایا، دوسرے جانوروں اور چرندپرند سے ممتاز کیا۔ بولنے کی قوت اور صلاحیت عطا کی ان تمام خداداد قوتوں اور صلاحیتوں، سوچوں کا درست اور صحیح استعمال اللہ کے دین کی خدمت ہی ہے۔ اس خدائے واحد ویگانہ کی عبادت میں شامل ہے۔

جس وقت خلیفۃ المسیح یاان کے کسی نمائندہ کی طرف سے خدمت دین کے لئے بلایا جائے۔ کسی میٹنگ میں شمولیت کے لئے کہا جائے تو سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا کہتے ہوئے بھاگتے ہوئے اس میں شامل ہوں۔ یہی وہ روحانی تجارت ہے۔ جو انسان اپنے مالک حقیقی اور رب سے کرتا ہے اور اس کے منافع سے نہ صرف خود مستفیض ہوتا ہے بلکہ اس کی وفات کے بعد اس کی نسلیں بھی اس کے منافع سے حصہ لیتی رہتی ہیں۔ اور یہی وہ روحانی ہجرت ہے۔ جو اپنے مقام سے اس میٹنگ کے مقام تک اللہ کی خاطر کی جاتی ہے۔ جس کے قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں، فضل اور انعامات کی بارش ہوتی ہے۔ یہی وہ لطیف مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعودؑ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں:

”عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت کا وقت ہے۔ اس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

”اپنے مقصد پیدائش کو سمجھنے اور ایک خدا کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے اس لئے بھی انسان کو دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس کے جسمانی اعضاء اور طاقتیں بھی اور اس کی ذہنی صلاحیتیں بھی ایسی رکھی ہیں جو اسے دوسری مخلوق سے ممتاز کرتی ہیں۔ پس یہ انسان کی حالت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جب وہ اپنی

صلاحیتوں، اپنی ذہنی اور جسمانی طاقتوں کو دیکھے اور ان ایجادات اور سہولیات کی طرف دیکھے جو ان صلاحیتوں کی وجہ سے اسے ملیں تو بجائے خدا سے دور لے جانے کے اسے خدا کے قریب کرنے والی بنیں اور وہ اپنے مقصد پیدائش کو پہچاننے کے قابل ہو سکے۔“

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 178-179)

زندگی، عمر اور رزق بڑھانے کا ذریعہ

دین سے انسان کی جہاں زندگی اور عمر میں برکت پڑتی ہے۔ وہاں اموال بھی بڑھتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ تمہیں کیا علم کہ اس (بیٹے) کی خدمت دین کی وجہ سے تمہیں رزق مل رہا ہے۔

جو شخص نفع رساں وجود ہوتا ہے۔ انسانیت کے لئے کام کرتا ہے اور دین کی خدمت میں لگا رہتا ہے وہ یَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ یعنی اس کا نام رہتی دنیا تک یادگار رہتا۔

دین کی خاطر وقت دینے والوں کے حق میں حضرت مسیح موعودؑ کی دُعا

اور یہی وہ خدمت دین کرنے والے انصار ہیں۔ جن کے لئے دعا کا بے پناہ جوش حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے۔ اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کو معلوم کرلوں کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے۔ اور اس کا وجود خدا کے لئے، خدا کے رسولؐ کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ در حقیقت مجھے پہنچتا ہے۔“

پھر فرمایا:

”ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اپنے اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں۔ جس رنگ اور طرز کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔“

پھر فرمایا:

•میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خداتعالیٰ کے نزدیک قدرومنزلت اسی شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہو۔ ورنہ وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا کہ لوگ کتوں اور بھیڑوں کی موت مرجاویں۔"

اس کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم صاحب لکھتے ہیں:

"مجھے اس پر کسی حاشیہ اور تفسیر کی ضرورت نہیں۔ حضرت کو جو چیز سب سے زیادہ محبوب تھی اور جو روح آپ اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے وہ خدمت دین کا جوش تھا۔"

میٹنگز اور اجلاسات میں شمولیت کی ایک برکت طاقت و قوت اور اتحاد کا بھی مظاہرہ ہوتا ہے۔ دشمن جماعت کے کاموں کی خاطر خدام دین میں منہمک دیکھ کر اس پر ایک رعب اور دبدبہ طاری رہتا ہے بلکہ اس کے لئے 100 بار پہلے سوچتا ہے۔

انصاراللہ کے دستوراساسی کے مطابق "ہر مجلس کم از کم ماہانہ اجلاس منعقد کرنے کی پابند ہے"

حضرت مصلح موعودؓ نے جب ذیلی تنظیمیں بنائی تھیں۔ اس وقت خدمت کے لئے کم از کم آدھ گھنٹہ روزانہ کا مطالبہ کیا تھا۔ اور ہماری انصاراللہ کی شوریٰ میں بھی کئی بار یہ سفارش بنی کہ ہر ناصر کم از کم آدھ گھنٹہ ضرور خدمت دین کے لئے روزانہ صرف کرے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک معرکہ آراء خطاب کے آخر پر احباب جماعت کو ان الفاظ میں بُلایا ہے۔

"اَب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو! ہاں تم کو! ہاں تم کو! خداتعالیٰ نے پھر اِس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اِس زور سے بجاؤ کہ دُنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اِس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لَرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اُٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں

اور تمہارے نعرہائے تکبیر اور نعرہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اِس زمین پر قائم ہو جائے۔ اِسی غرض کیلئے مَیں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اِسی غرض کیلئے مَیں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمدؐ رسول اللہ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے۔ تم نے مسیحؑ سے چھین کر پھر وہ تخت محمدؐ رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔ پس میری سُنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ مَیں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔ میری آواز نہیں ہے، مَیں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔ تم میری مانو! خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دُنیا میں بھی عزّت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔"

(سیر روحانی تقریر جلسہ سالانہ 1953ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے:

"خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔ تبلیغ کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزارہا احمدی سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا، اس کو بجھنے نہیں دینا، تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال و الاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر تم اس شمع نور کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہو گی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدل دے گی"

(خطبہ جمعہ 12 اگست 1983ء)

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو لکھا کہ حضور! آپ پر مری جان قربان۔ حضور نے جواباً تحریر فرمایا

"اگر آپ اپنے کام سے وقت نکال کر جماعت کے کام میں صرف کریں گے تو پھر جان بھی قربان سمجھی جائے گی ورنہ اگر وقت نہیں تو جان کیسے۔"

(الفضل انٹرنیشنل 23 نومبر 1993ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نیشنل مجلس عاملہ انصاراللہ نیوزی لینڈ سے مخاطب ہو کر جماعتی خدمات کی یوں ترغیب دلائی:

"حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ مجھے ایسے لوگوں کی ضرورت نہیں ہے جو کام نہ کر سکیں۔ تربیت نہ کرنے کی وجہ سے سستیاں پیدا ہوئی ہیں اور اسی وجہ سے کمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ اگر تربیت کی ہوتی اور فیملیوں کو سنبھالا ہوتا تو فیملیاں نہ بگڑتیں۔ کوئی سُنّی سے بیاہی ہوئی ہے تو کسی کا رشتہ لاہوریوں میں ہوا ہے، کسی نے ہندو سے شادی کر لی ہے۔

حضورانور نے فرمایا خدا نے آپ کو جو نعمت دی ہے اس کو کیوں ضائع کر رہے ہیں۔ احمدیت تو انشاء اللہ پھیلے گی۔ نئے آئیں گے اور مضبوط ہو جائیں گے۔ آپ لوگ اپنی نسلوں کی تربیت نہ کرنے کی وجہ سے ضائع ہو جائیں گے اس لئے ہوش کریں۔ اب باتیں چھوڑیں اور کام کرنے کی سکیم بنائیں اور Active ہو کر کام کریں۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد یہ کام کیا ہے کہ ہم پیغام پہنچائیں۔ کوشش کرنا ہمارا کام ہے باقی نتیجہ پیدا کرنا خدا کا کام ہے۔ آپ کی کوشش میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے۔"

(سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 150-151)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 11 مارچ 2023ء)

﴾34﴿

Practice makes a man perfect

اس ضرب المثل کو انسان کی پیدائش سے دیکھا جائے تو ڈاکٹرز ایک طرف زچہ کو سنبھال رہے ہوتے ہیں تو دوسری طرف نرس بچے کو الگ کر دیتی ہے جہاں پیڈز(Peds) کے ڈاکٹرز بچے کا پورا معائنہ کرتے ہیں اور اس کی حرکات و سکنات کو دیکھ کر بلکہ اس کے رونے کی آواز سے بچے کی زندگی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں ہلانے، آنکھیں مٹکانے سے، اس کے اعضاء کے صحت و سلامتی کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کو انسان کی پہلی practice کہا جاتا ہے جس سے بچے کی تکمیل کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس کے بعد بچہ بڑے ہونے تک جن ادوار سے گزرتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں ہلانے اور اس کی دوسری جسمانی حرکات سے اس کی جسمانی perfection کا جو اندازہ لگایا جاتا ہے اس کی تفصیل کو چھوڑتے ہوئے قارئین کو صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ انسان کی Perfection کے اندازہ کا آغاز اس کے بچپن بلکہ اس کی پیدائش سے شروع ہو جاتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان اپنی جبلی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ والدین ہی اُسے یہودی، نصرانی، مجوسی اور مسلمان بناتے ہیں۔ یعنی تمام مذاہب والوں کی اپنی سطح پر یہ کوشش ہوتی ہے کہ اسے Perfect بنانے کے لیے اصول و ضوابط سکھلائے جائیں اور وہ مختلف طریقوں سے ان کو پرفیکٹ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ایشیائی معاشرہ میں نرسری اسکولز میں کوئی معاشرتی تعلیم تو نہیں دی جاتی لیکن مغربی دنیا میں قوم کے معمار بچوں کو ہر میدان میں perfect بنانے کے لیے نرسری سے ہی practice کروائی جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ مغربی دنیا میں ان بچوں کو سڑک عبور کرنا سکھایا جاتا ہے، مارکیٹوں اور سپر اسٹورز سے خرید و فروخت کرنی سکھائی جاتی ہے حتٰی کہ بینک کارڈ کا استعمال سکھلانے کے لیے اسکولز کی کنٹینز سے کارڈ کے ذریعہ

اشیاء کی خرید سکھائی جاتی ہے۔ کبھی کیک بنانا سکھایا جاتا ہے اور کبھی کچھ۔ بچوں کو بچپن سے ہی ان باتوں کا علم دینا معاشرہ میں انسان بننا سکھلاتا ہے۔

یہ سلسلہ زندگی کے ہر موڑ پر جاری رہتا ہے اور انسان اپنی زندگی کو اپنے اعمال سے سمجھاتا ہے۔ کس لیے؟ اپنے آپ کو perfect بنانے کے لیے۔ اس کے لیے وہ اپنے کو لیگز سے مقابلہ بھی کرتا ہے۔ وہ خاموشی سے اپنے کولیگز کو پڑھتا ہے اس لیے کہ ان سے مقابلہ کر سکے۔ اسے مسابقت الی الخیر بھی کہتے ہیں۔ یہ سب جتن اپنے آپ کو perfect بنانے کے لیے ہوتے ہیں۔ گو کوئی انسان تمام میدانوں میں تو perfect نہیں ہو سکتا لیکن انسان کوشش تو کرتا ہے کہ وہ اپنی سیرت و کردار اور اپنے اعمال سے معاشرہ میں نمایاں طور پر نظر آئے۔ اسی کو ایک شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

*زیر نظر ضرب المثل میں ایک اور سبق بھی ہمیں دستک دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ صرف عمل اور کردار ہی کافی نہیں بلکہ آپ کے اعمال آپ کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی تائید کر رہے ہوں۔ کیونکہ انسان جب بولتا ہے تو سامعین اس کے بول اور قول کو اس سپیکر کی perfection کا اندازہ لگانے کے لیے اس کے جسمانی ڈھانچے میں ڈال کر دیکھتے ہیں۔

سبق تو بہت ہیں۔ ایک اہم سبق خود احتسابی کا بھی ہے اور انسان کو اپنے اندر بہتری لانے کی توفیق ملتی رہتی ہے۔

اس مضمون کو بہت سے طریق سے لوگوں نے اُجاگر کیا ہے۔ خاکسار نے اپنے اس مضمون کا آغاز تعلیمی ادارے کی performence سے کیا تھا۔ اس حوالہ سے مجھے ایک ضرب المثل یاد آرہی ہے جو خاکسار نے اپنے لاہور قیام کے دوران سمن آباد کے ایک ہائی اسکول کی دیوار پر لکھی ہوئی دیکھی تھی کہ

Education is not only Education but formation.

کہ انسان جب تک اپنے علم کو، اپنی تعلیم کو عمل کے سانچے میں نہیں ڈھالتا اس وقت تک اس کی تعلیم کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت سے پڑھے لکھے لوگ جیسے ٹیچرز، ڈاکٹرز اور علماء وغیرہ کے اعمال ان کے اقوال اور تعلیم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ہم اسلامی ممالک میں اکثر دیکھتے ہیں کہ کئی افراد ''حاجی'' کا لیبل لگانے کے لیے کہ ان کا کاروبار چمکے حج کرتے ہیں اور پھر دل کھول کر اشیاء میں ملاوٹ بھی کر رہے ہوتے ہیں اور بے ایمانی بھی۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''یاد رکھو! ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے۔ کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے اصلاح کے لیے مجھے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا۔ بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل

کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 370-371)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حقیقت میں تو ہر نیکی جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرنے کا حکم فرمایا ہے، اُس کا حصول اور ہر برائی جس سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے، اُس سے نہ صرف رکنا بلکہ نفرت کرنا عملی اصلاح کی اَصل اور جڑ ہے۔ پس ہم تب حقیقی مسلمان کہلائیں گے، ہم تب زمانے کے امام کی حقیقی جماعت کے فرد کہلائیں گے جب نیکیاں اور اعلیٰ اخلاق ہم میں پیدا ہوں گے، جن کے پیدا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مسلمان کو حکم دیا ہے اور دوسری طرف بدی سے انتہائی کراہت کے ساتھ نفرت ہو۔ گویا حقیقی مومن ایک ایسا سمویا ہوا انسان ہوتا ہے جو نیکیوں کی تلاش کر کے اُنہیں سینے سے لگانے والا اور بدیوں سے دور بھاگنے والا ہو۔ تبھی وہ اعتدال کے ساتھ اپنے معاملات طے کر سکتا ہے۔ یہ نہیں کہ برائیوں اور نیکیوں کے بیچ لٹکا ہوا ہو اور پھر دعوے بھی بلند بانگ ہوں........... لیکن جب ہم اس پہلو کی طرف دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ہم میں جو عملی تبدیلی پیدا کرنا چاہتے ہیں، اُس کی حالت کیا ہے؟ تو پھر فکر پیدا ہوتی ہے۔ سوال اُٹھتا ہے کہ کیا ہم میں سے ہر ایک معاشرے کی ہر برائی کا مقابلہ کر کے اُسے شکست دے رہا ہے؟ کیا ہم میں سے ہر ایک کے ہر عمل کو دیکھ کر اُس سے تعلق رکھنے والا اور اُس کے دائرے اور ماحول میں رہنے والا اُس سے متاثر ہو رہا ہے، یا پھر ہم ہی معاشرے کے اثر سے متاثر ہو کر اپنی تعلیم اور اپنی روایات کو بھولتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ہم میں سے ہر ایک بھرپور کوشش کرتے ہوئے اپنی اس طرح عملی اصلاح کر رہا ہے جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں تعلیم دی ہے جو ہم سے یہ تقاضا کرتی ہے، یہ پوچھتی ہے کہ کیا ہم نے سچائی کے وہ معیار قائم کر لئے ہیں کہ جھوٹ اور فریب ہمارے قریب بھی نہ پھٹکے؟ کیا ہم نے اپنے دنیاوی معاملات سے واسطہ رکھتے ہوئے آخرت پر بھی نظر رکھی

ہوئی ہے؟ کیا ہم حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایک بدی سے اور بد عملی سے انتہائی محتاط ہو کر بچنے کی کوشش کرنے والے ہیں؟ کیا ہم کسی کا حق مارنے سے بچنے والے اور ناجائز تصرف سے بچنے والے ہیں؟ کیا ہم پنجگانہ نماز کا التزام کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہمیشہ دعا میں لگے رہنے والے اور خدا تعالیٰ کو انکسار سے یاد کرنے والے ہیں؟ کیا ہم ہر ایسے بد رفیق اور ساتھی کو جو ہم پر بد اثر ڈالتا ہے، چھوڑنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ماں باپ کی خدمت اور اُن کی عزت کرنے والے اور امورِ معروفہ میں اُن کی بات ماننے والے ہیں؟ کیا ہم اپنی بیوی اور اُس کے رشتہ داروں سے نرمی اور احسان کا سلوک کرنے والے ہیں؟ کیا ہم اپنے ہمسائے کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے محروم تو نہیں کر رہے؟ کیا ہم اپنے قصور وار کا گناہ بخشنے والے ہیں؟ کیا ہمارے دل دوسروں کے لئے ہر قسم کے کینے اور بُغض سے پاک ہیں؟ کیا ہر خاوند اور ہر بیوی ایک دوسرے کی امانت کا حق ادا کرنے والے ہیں؟ کیا ہم عہدِ بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حالتوں کی طرف نظر رکھنے والے ہیں؟ کیا ہماری مجلسیں دوسروں پر تہمتیں لگانے اور چغلیاں کرنے سے پاک ہیں؟ کیا ہماری زیادہ تر مجالس اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کرنے والی ہیں؟

اگر ان کا جواب نفی میں ہے تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم سے دُور ہیں اور ہمیں اپنی عملی حالتوں کی فکر کرنی چاہئے۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہے تو ہم میں سے وہ خوش قسمت ہیں جن کو یہ جواب ہاں میں ملتا ہے کہ ہم اپنی عملی حالتوں کی طرف توجہ دے کر بیعت کا حق ادا کرنے والے ہیں۔ لیکن اگر حقیقت کی آنکھ سے ہم دیکھیں تو ہمیں یہی جواب نظر آتا ہے کہ بسا اوقات معاشرے کی رَو سے متاثر ہوتے ہوئے ہم ان باتوں یا ان میں سے اکثر باتوں کا خیال نہیں رکھتے اور معاشرے کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہونے کی کوشش کرتی ہیں اور ہم اکثر اوقات بے بس ہو جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے 99.99 فیصد یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عقیدے کے لحاظ سے پختہ ہیں اور کوئی ہمیں ہمارے عقیدے سے متزلزل نہیں کر سکتا،

ہٹا نہیں سکتا۔ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ عملی کمزوریاں جب معاشرے کے زور آور حملوں کے بہاؤ میں آتی ہیں تو اعتقاد کی جڑوں کو بھی ہلانا شروع کر دیتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ 6 دسمبر 2013ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 14 مارچ 2023ء)

﴾35﴿

الفضل بطور ٹانک

ایک دن خاکسار نے علی الصبح نماز فجر کے بعد الفضل سے تعاون کرنے والی ایک خاتون سے ان کے الفضل کے حوالہ سے سپرد کیے گئے کام کے بارے دریافت کیا تو انہوں نے میسج کیا کہ میں اس پر کام کر رہی ہوں۔ بعض اوقات انسان کسی وجہ سے ڈاؤن ہوتا ہے۔ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتا ہے۔ موٹیویشن، تسلی اور حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے جو صبح صبح الفضل آن لائن سے کسی نہ کسی طرح مل جاتی ہے اور انسان نئی ہمت اور ولولہ سے کام کا آغاز کر دیتا ہے۔

اس ضمن میں موصوفہ نے اس دن کے اخبار الفضل 12 جنوری 2023ء سے دربار خلافت کے مستقل کالم کے تحت بعنوان ''اللہ پر توکل ضروری ہے اور یہ توکل بغیر تقویٰ کے پیدا نہیں ہو سکتا۔'' کے تحت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا مجلس انصار اللہ یو کے 2022ء کے اجتماع سے خطاب سے ذیل کا ارشاد بھجوایا۔

''حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔

''یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔ وہ بڑا طاقتور ہے جب اس پر کسی امر پر بھروسہ کرو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔ وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسۡبُہٗ اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ پر توکّل ضروری ہے اور یہ توکل بغیر تقویٰ کے پیدا نہیں ہو سکتا''۔ یہ زبانی جمع خرچ نہیں ہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہیں بلکہ تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے، اپنی عبادتوں کے معیار بلند کرنے کی ضرورت ہے، اپنے اخلاق اعلیٰ سطح پر لے جانے کی ضرورت ہے، دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی ضرورت ہے۔ پس اگر حقیقت

میں ہم اپنی حالتوں میں ایسی تبدیلی پیدا کر لیں کہ دین دنیا پر مقدم ہو جائے تو یہی حقیقی تقویٰ ہے اور یہی وہ مقام ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے وہ اہل دین تھے۔ ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لیے تھیں اور دنیاوی امور حوالہ بخدا تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اللہ تعالیٰ متقی کے راستوں کی ساری روکیں دور فرما دیتا ہے، جو اس کے دین کے کام میں حارج ہوں''۔ پس (اگر) دنیاوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ہم نمازوں کی وقت پر ادائیگی کر رہے ہیں اور اسی طرح دوسرے دنیاوی کاموں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے جماعتی کاموں اور دین کے کاموں کو ترجیح دے رہے ہیں تو وہ سب طاقتوں کا مالک خدا فرماتا ہے ''میں تمہارے ساتھ ہوں، تمہاری فکروں کو دور کروں گا۔''

پس انسان نے خدا تعالیٰ کی کیا مدد کرنی ہے؟ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ہمیں دین کی خدمت کا موقع دیتا ہے، ہماری نیکیوں کے ہمیں اجر دیتا ہے، ہماری ضروریات پوری فرماتا ہے اور پھر ان تمام نوازشوں کے بعد ہمیں اپنے دین کے مددگاروں میں شامل فرماتا ہے۔ کتنا مہربان ہے ہمارا خدا، کس قدر دیالو ہے ہمارا خدا، اس کا ہم کبھی احاطہ ہی نہیں کر سکتے۔ پس ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حقیقی شکر گزار بندے بنتے ہوئے اس کے حکموں پر چلتے ہوئے، تقویٰ کی راہوں پر قدم مارتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بنیں اور یہی ہمارے حقیقی انصار ہونے کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل آن لائن 12 جنوری 2023ء)

پھر لکھتی ہیں کہ اس میں بیان چار امور کے حوالے سے خاکسار نے اپنا محاسبہ کیا۔ استغفار کیا اور اس سے مجھے اتنی قوت ملی کہ میں نئے جذبہ کے ساتھ کاموں میں مصروف ہو گئی۔

انسان پر زندگی میں مختلف کیفیات آتی رہتی ہیں۔ کبھی غمی، کبھی خوشی، کبھی اداسی، کبھی اکتاہٹ، کبھی بد دلی اور کبھی عزم و جذبے باندھنے کا وقت بھی آتا ہے۔ بالخصوص ایسے

افراد و خواتین پر جو اپنا گھر بار چھوڑ کر مذہب کی خاطر ہجرت کر کے دوسرے ملک میں مقیم ہوں۔ بچے بھی ہمراہ ہوں اور نئی جگہ پر ،نئے ماحول میں ، نئے موسم میں ایڈ جسٹمنٹ بھی مشکل ہو تو بسا اوقات دل بیٹھتا اور کام نہ کرنے کو دل کرتا ہے۔

کچھ ایسی ہی کیفیت مسز عطیۃ العلیم کی ہے جو پاکستان سے مخالفت کا سامنا کرتے ہوئے ایک دوسرے دیس میں آ بسی ہیں اور الفضل آن لائن کی خدمت گزار اور معاونہ ہیں۔ جن کے لیے اور بہت سوں کی طرح الفضل روزانہ ٹانک کا کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کی اور اس مرحلہ سے گزرنے والوں کی تمام مشکلات دور کرے۔ آمین

مورخہ 12 جنوری 2023ء کے الفضل سے چند اہم امور کی نشان دہی بھی کر دی ہے کہ درج ذیل امور سے مجھے اپنا محاسبہ کرنے کا موقع ملا اور اپنی کمیوں کو دور کرنے کا عزم باندھا اور مشکلات کی دوری کے لیے دعائیں بھی کیں۔

I. توکل، اللہ پر کریں۔ اسی سے مانگیں۔ وہ مشکل کشا خدا ہے۔

II. دین کو دنیا پر مقدم کر لیں۔ اپنے نجی کاموں پر جماعت کو فوقیت دیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے صلہ میں تمام مشکلات ضرور دور کرے گا۔

III. دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ اللہ کی مخلوق اس کی عیال ہے جس طرح ہم اپنے بچوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ ان کے لیے فکر مند رہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ کی عیال کا خیال بھی رکھنا اور اس کے حقوق ادا کرنا ضروری ہے۔

IV. اعلیٰ اخلاق نہ چھوڑیں۔

V. پنجوقتہ، اللہ کی عبادت کریں اور اس کا حق ادا کرتے رہیں۔

VI. ناامید نہ ہوں۔ اللہ ضرور مدد کے لیے آئے گا۔ جیسا کہ اس روز کے الفضل میں دو صحابہ حضرت مولانا جمال الدینؓ اور حضرت مفتی محمد صادقؓ کی سیرت پر دو مضامین بہت تسلی کا موجب بنے اور ان مضامین میں بیان واقعات نے بہت حوصلہ بڑھایا۔

مسز عطیۃ العلیم کے میسج اور عزم صمیم کو دیکھ کر مجھے اپنے ایک بزرگ کا واقعہ یاد آرہا ہے۔ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں انسان کی طبیعت پر مختلف ادوار آتے ہیں۔ بسا اوقات سستی اور کاہلی ہوتی ہے اور کوئی کام نہ کرنے کو دل کرتا ہے۔ ہمارے ایک بزرگ بعض اوقات اپنے آپ کو جھٹک کر یا جھٹکا دے کر تیزی سے چارپائی سے یہ کہتے ہوئے اٹھا کرتے کہ اُٹھ! جا کے نماز پڑھ کے آ۔ قبر وچ جاکے سونا ای اے۔

ہجومِ مشکلات سے نجات حاصل کرنے کا طریق

ایسے حالات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم "اک نہ اک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے" پڑھنی چاہیے جو آپ نے جناب شیخ محمد بخش رئیس کڑیانوالہ ضلع گجرات کو سخت مالی مشکلات پر لکھ کر دی تھی جس کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے طفیل قبول فرما کر ان کی تکالیف دور کر دی گئیں۔

اِک نہ اِک دن پیش ہو گا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

چھوڑنی ہوگی تجھے دُنیائے فانی ایک دن
ہر کوئی مجبور ہے حکمِ خدا کے سامنے

مستقل رہنا ہے لازم اَے بشر تجھ کو سَدا
رنج و غم یاس و اَلم فکر و بلا کے سامنے

بارگاہِ ایزدی سے تو نہ یوں مایوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

حاجتیں پوری کریں گے کیا تری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

چاہیے تجھ کو مٹانا قلب سے نقشِ دُوئی
سر جُھکا بس مالکِ ارض و سما کے سامنے

چاہیے نفرت بدی سے اور نیکی سے پیار
ایک دن جانا ہے تجھ کو بھی خدا کے سامنے

راستی کے سامنے کب جھوٹ پھلتا ہے بھلا
قدر کیا پتھر کی لعلِ بے بہا کے سامنے

(اخبار الفضل 13 جنوری 1928ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 15 مارچ 2023ء)

﴿1﴾

سب سے بڑی خیانت

آج مؤرخہ 20دسمبر 2022ء کا شمارہ الفضل ترتیب پا کر میرے لیپ ٹاپ میں بغرض اصلاح و پروف موجود ہے جس کے صفحہ نمبر ایک پر صد سالہ جشن تشکر لجنہ اماء اللہ کی مناسبت سے آیت قرآنی، حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور فرمان خلیفہ کے حوالہ سے اپنی ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے بے مثل اصول موجود ہیں۔ آیت قرآنی میں هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:188) اور اسی کی مناسبت سے حدیث، ارشاد حضرت مسیح موعودؑ اور ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح موجود ہے۔ حدیث کے الفاظ یوں ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے **بڑی خیانت یہ شمار ہوگی کہ ایک شخص اپنی بیوی سے تعلقات قائم کرے پھر وہ بیوی کے پوشیدہ راز لوگوں میں بیان کرتا پھرے۔**

(سنن ابوداؤد کتاب الادب)

حدیث مبارکہ کے الفاظ ”سب سے بڑی خیانت“ نے مجھے جکڑ لیا اور اس بات کا عہد لیے بغیر کہ ان الفاظ کو اپنے اداریے کا حصہ بناؤ مجھے آگے بڑھنے سے روک لیا۔ خاکسار نے بزعم خود اس پر اس لیے حامی بھر لی کہ اوّل۔ اس کی آج کل بہت زیادہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور دوم۔ رمضان بھی قریب ہے۔ میں نے رمضان کی اہمیت و برکات پر اداریے لکھنے بھی شروع کر دیے ہیں اور یہ مجوزہ تحریر، ضبط تحریر میں آنے کے بعد کمپوزنگ اور پروف کے مراحل سے گزر کر الفضل میں جگہ پاتے وقت ہم رمضان کو اھلاً و سھلاً کرنے کو تیار بیٹھے ہوں گے۔

خاکسار اپنے اس مضمون کو رمضان سے اس لیے جوڑ رہا ہے کہ محولہ بالا آیت کریمہ، سورۃ البقرہ کے اُس حصہ میں درج ہے جہاں اس کے سیاق و سباق میں رمضان کی فرضیت، اہمیت و برکات اور احکام کے حوالے سے آیات ہیں۔ هُنَّ لِبَاسٌ والی آیت بظاہر اس مضمون سے لاتعلق معلوم ہوتی ہے لیکن اللہ کی حکمتوں، بھیدوں اور اس کے اسرار کو کون جان سکتا ہے۔ ایک حکمت تو اس میں یہ سمجھ آتی ہے کہ رمضان میں مومن مردوں اور عورتوں کے دل پسیجے ہوتے ہیں۔ احکام الٰہی کی تعمیل کے لیے ایک مومن اللہ کی رضا کی خاطر دوڑ رہا ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں معاشرہ کو خوشگوار رکھنے والے یونٹس میں سے بنیادی یونٹ میاں بیوی کو پیار محبت سے رہنے، ایک دوسرے کا خیال رکھنے اور ایک دوسرے کی بدیوں، خامیوں اور کمزوریوں کو چھپانے کی تلقین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:188)

ترجمہ: وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

(ترجمہ بیان فرمودہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

آئیں! اب ہم دیکھتے ہیں کہ لباس کس کام آتا ہے۔ لباس انسان کا عیب اور ننگ چھپاتا ہے۔ لہذا میاں بیوی ایک دوسرے کے عیبوں کا ذکر نہ کریں اور ستر پوشی سے کام لیں۔

دوم: لباس زینت کا باعث بنتا ہے۔ لہذا میاں بیوی کا آپس کا تعلق اور خوشگوار ماحول نہ صرف ایک دوسرے کے لیے خوبصورتی کا باعث ہو بلکہ دوسروں کو بھی بھلا محسوس ہو۔

سوم: لباس انسان کو سردی گرمی سے بچاتا ہے اور بدن کی حفاظت کرتا ہے۔ لہذا دونوں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شامل ہونا چاہیے اور طعن و تشنیع سے نہ صرف خود بچیں بلکہ دوسروں کے حملوں سے ایک دوسرے کو بچائیں۔

تفسیر کبیر میں زیر نظر آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں۔

"پس هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مردوں اور عورتوں کے تعلقات کیسے ہونے چاہئیں۔ فرماتا ہے۔ مردوں اور عورتوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے ہمیشہ لباس کا کام دیں۔ یعنی (1) ایک دوسرے کے عیب چھپائیں۔ (2) ایک دوسرے کے لیے زینت کا موجب بنیں۔

(3) پھر جس طرح لباس سردی گرمی کے ضرر سے انسانی جسم کو محفوظ رکھتا ہے اُسی طرح مرد و عورت دکھ سُکھ کی گھڑیوں میں ایک دوسرے کے کام آئیں اور پریشانی کے عالم میں ایک دوسرے کی دلجمعی اور سکون کا باعث بنیں۔ غرض جس طرح لباس جسم کی حفاظت کرتا ہے اور اسے سردی گرمی کے اثرات سے بچاتا ہے۔ اسی طرح انہیں ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہیے۔ حضرت خدیجہؓ کی مثال دیکھ لو۔ انہوں نے شادی کے معاً بعد کس طرح اپنا سارا مال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دقّت پیش نہ آئے اور آپؐ پورے اطمینان کے ساتھ خدمت خلق کے کاموں میں حصہ لیتے جائیں۔ یہ اہلی زندگی کو خوشگوار رکھنے کا کتنا شاندار نمونہ ہے جو انہوں نے پیش کیا۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 411)

لفظ "لباس" ہی کی تشریح بیان کرتے ہوئے ایک اور جگہ آپؓ نے تحریر فرمایا۔

" خدا تعالیٰ فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرہ:188) یعنی عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں اور تُم ان کے لیے لباس ہو۔ پس موجب سکون اور آرام ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ عورت مرد کے لیے سکون کا باعث ہے اور مرد عورت کے لیے۔

مرد و عورت دونوں کو ایک لباس کہہ کر اس طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اگر کوئی نہا دھو کر نکلے لیکن میلے کچیلے کپڑے پہن لے تو کیا وہ صاف کہلائے گا۔ کوئی شخص خواہ کس قدر صاف ستھرا ہو۔ لیکن اس کا لباس گندہ ہو تو وہ گندہ ہی

کہلاتا ہے۔ پس ھُنَّ لِبَاسٌ لَّکُمۡ وَاَنۡتُمۡ لِبَاسٌ لَّھُنَّ میں مرد اور عورت کو ایک دوسرے کا نیکی بدی میں شریک قرار دیا ہے اور بتایا ہے کہ دونوں کو ایک دوسرے کا محافظ ہونا چاہیے۔ اسی طرح لِتَسۡکُنُوۡۤا اِلَیۡھَا کا مفہوم پورا ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے کے لیے بطور رفیقِ سفر کے کام کرتے ہیں۔"

(فضائل القرآن صفحہ 175-176)

سیدنا حضرت مولانا حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ لباس کے مفہوم میں بیان فرماتے ہیں۔

"عورتیں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ جیسا کہ لباس میں سکون، آرام، گرمی سردی سے بچاؤ، زینت، قسما قسم کے دُکھ سے بچاؤ ہے ایسا ہی اس جوڑے میں ہے۔ جیسا کہ لباس میں پردہ پوشی، ایسا ہی مردوں اور عورتوں کو چاہیے کہ اپنے جوڑے کی پردہ پوشی کریں۔ اس کے حالات کو دوسروں پر ظاہر نہ کریں۔ اس کا نتیجہ رضائے الٰہی اور نیک اولاد ہے۔ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک چاہیے اور ان کے حقوق ادا کرنا چاہیے۔ اس زمانہ میں ایک بڑا عیب ہے کہ عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔"

(خطبہ جمعہ 4 جون 1909ء از خطبات نور صفحہ 400)

خاکسار نے یہ مضمون بڑی تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب "لباس" میں بھی بیان کیا ہے۔ جس کا کچھ حصہ یہاں بیان کیا ہے۔ ہم اکثر عدالتوں میں، قضا میں یا ایسے اصلاح احوال والے شعبوں اور محکموں میں میاں بیوی کے جھگڑوں کے حوالہ سے دیکھتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے عیوب کھول کھول کر جج یا قاضی کے سامنے بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ جن کو سُن کر انسان تو شرماتے ہی ہیں۔ کمرہ عدالت بھی شرمندہ ہو رہا ہوتا ہے۔ میں لاہور میں مربی ضلع کے فرائض ادا کر رہا تھا کہ ایک دن اچانک جامعہ کے میرے ایک بزرگ استاد میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ برخودار! آپ میرے خاندان سے بخوبی آگاہ ہیں۔ میرا فلاں بیٹا اپنی بیوی کو طلاق دینا

چاہتا ہے۔ ہمارے خاندان میں طلاق کیا، لفظِ طلاق بھی بہت مکروہ جانا جاتا ہے۔ میرے بیٹے کو سمجھائیں کہ وہ طلاق دینے سے باز رہے۔

چونکہ ہمارا بچپن ایک ہی محلہ میں گزرا تھا۔ اس لیے میں ان کے بیٹے کو جانتا تھا اور ان کا بیٹا بھی مجھ سے شناسائی رکھتا تھا۔ میں نے جب اس نوجوان کو بلا کر سمجھانے کی کوشش کی اور طلاق دینے کی وجہ پوچھی تو یہ نوجوان کچھ بتانے کو تیار نہ ہوا۔ دو تین بیٹھک میں مجھے اس حوالہ سے ناکامی ہوئی۔ جب نوجوان نے میری کسی بات کو وقعت نہ دی اور طلاق دینے پر مصر رہا تو میں نے اسے کہا کہ پھر تاخیر نہ کرو اور اپنے عقد سے فوراً فارغ کر دو۔ تو اس نے طلاق نامہ پر دستخط کرتے ہوئے بلکہ دستخط کر کے یہ سعادت مند نوجوان مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ

مربی صاحب! طلاق نامہ پر دستخط کرنے سے قبل یہ خاتون میری بیوی اور میرا لباس تھی۔ اس لیے میں نے اپنے لباس کو آپ کے سامنے باتیں کر کے گندہ نہیں ہونے دیا۔ اور اب یہ کسی اور کا لباس بننے جا رہی ہے میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنی زندگی میں کبھی بھی کسی اور کے لباس کو بھی گندہ نہیں کروں گا اور آپ میرے منہ سے یا میرے عمل سے اس خاتون کے متعلق کوئی بات نہ سنیں گے۔

اس نوجوان کے اس عندیہ سے اندازہ ہوا کہ لڑائی جھگڑے کا اصل سبب اس خاتون کا کسی اور مرد کی طرف رجحان تھا جسے اس نوجوان نے چھپائے رکھا۔ یہ ہے وہ اسلامی نمونہ جسے اپنانے کی ضرورت ہے۔ میاں کو بیوی اور بیوی کو میاں کے متعلق معاشرے میں یا خاندان میں باتیں نہیں کرنا چاہئیں اور لباس کے تمام تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک دوسرے کے عیوب، کمزوریوں اور خامیوں کی پردہ پوشی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس رمضان میں اس حوالہ سے عہد و پیمان پکے کرنے کی ہم سب کو توفیق دے اور ہر میاں بیوی کو اس قسم کی سب سے بڑی خیانت سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ

"خائن اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کر سکتا"

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے دونوں کو، میاں کو بھی اور بیوی کو بھی، کس طرح ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا احساس دلایا ہے۔ فرماتا ہے هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (البقرۃ:188) یعنی وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ یعنی آپس کے تعلقات کی پردہ پوشی جو ہے وہ دونوں کی ذمہ داری ہے۔ قرآن کریم میں ہی خدا تعالیٰ نے جو لباس کے مقاصد بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں کہ لباس ننگ کو ڈھانکتا ہے، دوسرے یہ کہ لباس زینت کا باعث بنتا ہے، خوبصورتی کا باعث بنتا ہے، تیسرے یہ کہ سردی گرمی سے انسان کو محفوظ رکھتا ہے۔

پس اس طرح جب ایک دفعہ ایک معاہدے کے تحت آپس میں ایک ہونے کا فیصلہ جب ایک مرد اور عورت کر لیتے ہیں تو حتی المقدور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ایک دوسرے کو برداشت بھی کرنا ہے اور ایک دوسرے کے عیب بھی چھپانے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر نہ مردوں کو بھڑکنا چاہئے اور نہ ہی عورتوں کو۔ بلکہ ایسے تعلقات ایک احمدی جوڑے میں ہونے چاہئیں جو اس جوڑے کی خوبصورتی کو دوچند کرنے والے ہوں۔ ایسی زینت ہر احمدی جوڑے میں نظر آئے کہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں۔

لیکن ایک مومن اور وہ جسے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ چاہے مرد ہو یا عورت وہ یہی چاہیں گے کہ خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے وہ لباس پہنیں جو خدا کی رضا کے حصول کا ذریعہ بھی بنے اور وہ لباس اس وقت ہو گا جب تقویٰ کے لباس کی تلاش ہو گی۔ جب ایک خاص احتیاط کے ساتھ اپنے ظاہری لباسوں کا بھی خیال رکھا جا رہا ہو گا اور جب تقویٰ کے ساتھ میاں بیوی کا جو ایک دوسرے کا لباس ہیں اس کا بھی خیال رکھا جائے گا اور اسی طرح معاشرے میں ایک دوسرے کی عیب پوشی کرنے کے لئے آپس کے تعلقات میں بھی کسی اونچ نیچ کی صورت میں تقویٰ کو مدنظر رکھا جائے گا۔

(خطبہ جمعہ 3اپریل 2009ء، الفضل آن لائن 20دسمبر 2022ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 16مارچ 2023ء)

﴿36﴾

كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا

(الجاثیہ:29)

زیر نظر عنوان قرآن کریم کی سورۃ الجاثیہ آیت 29 کا ایک حصہ ہے۔ آیت کے اس ٹکڑے میں بیان مضمون کو سمجھنے اور سمجھانے کے لیے سیاق وسباق کی آیات کو مع ترجمہ جاننا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۰﴾

(الجاثیہ:29-30)

یہاں ان دو آیات کا ترجمہ جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا ہے دیا جارہا ہے۔

ترجمہ: اور تُو ہر امّت کو گھٹنوں کے بَل گرا ہوا دیکھے گا۔ ہر اُمّت اپنی کتاب کی طرف بلائی جائے گی۔ آج کے دن تم اس کی جزا دیئے جاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے۔

یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے خلاف حق کے ساتھ کلام کرے گی۔ تم جو کچھ کرتے تھے ہم یقیناً اسے تحریر میں لے آتے تھے۔

• حضرت مصلح موعودؓ نے تفسیر صغیر میں اس کا ترجمہ یوں فرمایا ہے۔

ہر ایک قوم کو اپنی شریعت کی طرف بلایا جائے گا۔ اس دن تم کو تمہارے اعمال کے مطابق جزا دی جائے گی۔

• حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یوں ترجمہ بیان فرمایا ہے۔

ہر ایک جماعت بُلالی جائے گی اس کی کتاب کی طرف (پھر ان کو سنایا جائے گا) آج تم کو بدلہ دیا جائے گا اس کا جو تم کرتے تھے۔

• حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تفسیر صغیر میں اس آیت کے نیچے فُٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے۔

ہر قوم کا پہلا فیصلہ اس کی شریعت کے مطابق ہو گا کیونکہ وہ دوسری شریعت کو تو جھوٹا سمجھتی تھی مگر کیا اپنی شریعت پر اس کا عمل تھا؟ موجودہ زمانہ میں دیکھو تو اس اصل کو مد نظر رکھ کر نہ مسلمان نجات پاتے ہیں، نہ عیسائی، نہ کوئی اور قوم۔ کیونکہ دوسری شریعتوں کو چھوڑ کر وہ اپنی شریعت پر بھی عمل نہیں کرتے۔

• حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورۃ الجاثیہ کے تعارف میں تحریر فرمایا ہے۔

قیامت کے ہیبت ناک نشان دیکھ کر اور اپنے بد انجام کو اپنی آنکھوں کے سامنے پاتے ہوئے وہ گھٹنوں کے بل زمین پر جا پڑیں گے یعنی اللہ تعالیٰ کے جلال کے سامنے سجدہ ریز ہو کر یہ تمنا کریں گے کہ کاش! وہ اس عذابِ عظیم سے بچائے جا سکتے۔ پھر فرمایا کہ ہر اُمّت کا فیصلہ اس کی اپنی کتاب یعنی شریعت کے مطابق کیا جائے گا۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 893)

اس مضمون کو واضح کرنے کے لیے تمہید کے طور پر یہ تمام تراجم مع تشریحات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس اہم مضمون کو سمجھنے میں آسانی رہے۔ اس سارے مضمون میں دو باتیں اہم ہیں۔

I. قیامت اٹل ہے جس میں ہر انسان کا حساب کتاب ہو گا۔

II. یہ حساب کتاب اس انسان کی شریعت کے مطابق ہو گا جس پر وہ ایمان لایا تھا۔

پہلے حصہ کو اگر قرآن کریم کے تناظر میں دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے ظہور کے ذکر کے ساتھ فرمایا لَارَیۡبَ فِیۡہِ (النساء:88)

کہ اس کے قیام میں کوئی شک نہیں، اس میں تمام بنی نوع انسان کو جمع کیا جائے گا اور فرداً فرداً حشر اجساد ہو گا (الانعام)۔

احادیث میں بھی اس مضمون پر وافر مواد موجود ہے۔ بہت واضح طور پر بیان ہوا ہے کہ ہر انسان کو آخری روز اس کے اعمال کے لیے جزا اور سزا ہو گی۔ جن کو سزا کے طور پر جہنم رسید کیا جائے گا۔ وہاں ان کے اعمال کے مطابق علاج ہو گا اور علاج مکمل ہونے کے بعد انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ گویا جہنم ایک ہسپتال کے ہو گی جس میں مریضوں کا علاج ہو گا۔

اس سارے معاملہ میں جو بات نوٹ کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ آخری روز جب حشر اجساد ہو گا اس کا حساب کتاب اس کی شریعت کے مطابق ہو گا اور پوچھا جائے گا کہ تمہاری شریعت میں خدائے واحد و یگانہ کو ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ کی جاننے کی تعلیم اور اعتراف موجود ہے۔ کیا تم نے اپنی تمام زندگی اپنے اللہ کو وحدہ لا شریک متصور کیا؟ کہیں شرک تو نہیں کر بیٹھے؟ تمہارے دین میں نماز فرض قرار دی گئی تھی کیا تم پنجوقتہ نماز بروقت اور تمام شرائط کے ساتھ ادا کرتے رہے؟ تمہارے دین میں تلاوت قرآن الفجر کا حکم ہے۔ کیا تم نے روزانہ تلاوت کی؟ تمہارے دین میں روزے اور زکوٰۃ فرض تھے۔ کیا تم نے اس کا حق ادا کیا؟ تمہارے دین میں حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپؐ کی سیرت و شمائل کو اپنے اوپر لاگو کرنے کو کہا گیا تھا۔ کیا تم نے اس میں کوئی سُستی تو نہیں دکھلائی؟ علیٰ ھذا القیاس

اسلامی تعلیم کے حوالہ سے بہت سے سوالات بن سکتے ہیں یا بنائے جا سکتے ہیں۔ ہمیشہ اپنی شریعت کو سامنے رکھنا چاہیے اور اس کے مطابق زندگی گزارنا چاہیے۔ اس امر کی کوشش کرنی چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کا گوڑا رنگ اپنے اوپر چڑھائے رکھیں۔

خاکسار نے متعدد بار اس سے قبل اپنے اداریوں میں درخواست کی ہے کہ اپنے بزرگوں کی تقلید میں قرآنی احکام کی فہرست بنا کر اس پر عمل کو یقینی بنائیں تا آپ اُخروی زندگی میں اپنے اللہ کے روبرو پیش ہوتے وقت یہ کہہ سکیں کہ میں اپنی شریعت کے تمام اصولوں اور احکام پر عمل کر چکا

ہوں۔ 700 احکام خداوندی کے نام سے جماعت احمدیہ میں ایک کتاب بھی موجود ہے جو الاسلام سے باآسانی ڈاؤن لوڈ کی جاسکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔“

(کشتی نوح صفحہ 34)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

”عام طور پر تمہیں یہ خیال نہ آئے کہ اس کتاب کے احکام ہر ایک کو سمجھ نہیں آسکتے، ہر ایک کے لیے ان کا سمجھنا مشکل ہے۔ اگر کوئی سمجھ آ بھی جائیں تو اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔ تو اس بارے میں بھی قرآن کریم نے کھول کر بتادیا ہے کہ یہ کوئی مشکل نہیں ہے۔ یہ بڑی آسان کتاب ہے اور اس کی خوبی یہی ہے کہ یہ ہر طبقے اور مختلف استعداوں کے لوگوں کے لیے راستہ دکھانے کا باعث بنتی ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ شخص جو اپنی اصلاح کرنا چاہتا ہے، ہدایت کے راستے تلاش کرنا چاہتا ہے، وہ نیک ہو کر، پاک دل ہو کر اس کو پڑھے اور اپنی عقل کے مطابق اس پر غور کرے، اپنی زندگی کو اس کے حکموں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔“

پھر فرمایا۔

”پھر ہر ایک جائزہ لے کہ کتنے حکم ہیں جن پر میں عمل کرتا ہوں۔ تو اگر روزانہ کی تلاوت کی عادت ہو اور پھر اس طرح روزانہ جائزہ ہو تو کیا دل کے اندر کوئی برائی رہ سکتی ہے۔ کبھی نہیں تو یہ بھی ایک پاک کرنے کا ذریعہ ہو گا۔“

سو قبل اس کے کہ قیامت آجائے اور ہمارا حساب کتاب ہو ہم احکام خداوندی پر تعمیل کی فکر کریں۔ ان پر عمل حرز جان بنائیں تا جب ہم اپنے اللہ کے حضور پیش ہو رہے ہوں۔ ہر طرف سے فرشتوں کی آوازیں تصدیق کی غرض سے بلند ہو رہی ہوں کہ اس نے عین اسلامی احکامات کے

مطابق اپنی زندگی بسر کی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آخری روز الجاثیہ کی آیت کے مطابق ہماری اپنی شریعت ہمارے خلاف گواہی دے کہ تمہارے اعمال اس شریعت کے مطابق نہ تھے اور یہ کہا جائے کہ ہم تو تمہارے تمام اعمال لکھتے رہے ہیں جن کو آج آپ کی شریعت کی چھاننی میں ڈال کر فیصلہ ہو گا کہ کون کون سا آپ کا فعل اسلامی شریعت کے مطابق تھا۔ آج اعمال کا بدلہ شریعت میں درج جزا و سزا کی صورت میں ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اعمال کو اسلامی شریعت کے مطابق بنانے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 17 مارچ 2023ء)

﴿37﴾

Check your fuel

چند دن ہوئے خاکسار اپنے بیٹے عزیزم سعید الدین احمد واقف زندگی کے ساتھ یوکے کی ایک مشہور و معروف سڑک A3 پر سفر کر رہا تھا۔ اچانک میری نظر ایک سائن بورڈ پر پڑی جس پر لکھا تھا کہ

"Check your fuel"

میں نے بیٹے سے اس بورڈ کی وجہ تسمیہ دریافت کی تو پتہ چلا کہ آگے چند میٹر پر پٹرول پمپ (گیس اسٹیشن) آنے والا ہے۔ اپنی گاڑی کا فیول چیک کرنے کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے۔

میں نے بیٹے سے کہا کہ پٹرول پمپ کی Advertisement کا ایک اچھا، پیارا اور اچھوتا انداز ہے۔ بیٹا مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

پاپا! آپ اس پر اداریہ بھی لکھ سکتے ہیں۔ رمضان قریب آ رہا ہے وہ بھی ایک قسم کا روحانی پٹرول پمپ ہے۔ جہاں سے ایک مومن اپنے لیے فیول کا انتظام کرتا ہے۔ لہٰذا ہم سب کو رمضان کے آنے سے قبل اپنی روحانیت، نیکی کا معیار، تقویٰ اور دیگر نیکیوں اور حسنات کے میٹر کے گیج کو چیک کرنا ہے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمیں کس حد تک اپنے اندر مزید تقویٰ، اخلاص، اپنے دین سے محبت، پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت اور خلافت کے مقام کو سمجھنے اور اپنے اندر دلوں میں اس کو جگہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہی وہ مضمون ہے جس کو خاکسار نے گزشتہ سال رمضان میں ایک سپر اسٹور پر جگہ بہ جگہ لکھے اس فقرہ کو موضوع بنا کر بیان کیا تھا کہ When its gone, its gone یعنی ابھی یہ اشیاء خرید لو اگر یہ اشیاء چلی گئیں یعنی فروخت ہو گئیں تو پھر آپ کے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ اس اداریہ کو اس لنک پر دیکھا جا سکتا ہے۔

/https://www.alfazlonline.org/02/06/2021/37260

جس میں خاکسار نے بیان کیا ہے کہ یہ رمضان جب گزر گیا تو گزر جائے گا پھر آپ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن پر رمضان کے مبارک مہینہ کے متعلق آیات قرآنیہ نازل ہوئیں اور رمضان کے مقدس مہینہ کی اہمیت اور افادیت آپؐ پر عیاں تھی اور آپؐ روزے رکھ کر اپنے روحانی معیار کو بڑھاتے رہتے تھے کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ جب رمضان آتا تو

1۔ آپؐ کمر کس لیتے۔ بغرض پریکٹس ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔

2۔ آپؐ اپنے گھر میں اہل خانہ کے ساتھ، اپنی دیگر محافل میں روزہ کی اہمیت، افادیت اور روزہ کی برکات پر گفتگو فرماتے تا روزوں کے لیے عزم باندھے جا سکیں اور اپنا محاسبہ کیا جا سکے۔ آپؐ کی تقلید میں رمضان کی برکات وحسنات سے وافر حصہ لینے کے مضبوط ارادے کیے جا سکیں۔

رمضان کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو اپنے اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”رمضان کے اس خاص ماحول میں ہمیں یہ جائزے لینے چاہئیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو کس حد تک اپنی زندگیوں کا حصہ بنا رہے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو ہمارے یہ زبانی دعوے ہوں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حکموں کو قبول کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار حکم دیئے ہیں ہمیں ہمیشہ ان حکموں کو سامنے لاتے رہنا چاہئے تا کہ اصلاح نفس کی طرف ہماری توجہ رہے۔“

(الفضل آن لائن 10 دسمبر 2022ء صفحہ 9)

پھر اس سلسلہ میں آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ہمیں اس بات کو جاننے کی ضرورت ہے اور جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے ہیں جنہیں یہ شوق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔ رمضان میں ایک مہینہ نہیں یا ایک مرتبہ اعتکاف بیٹھ کر پھر سارا سال یا کئی سال اس کا اظہار کر کے نہیں بلکہ مستقل مزاجی سے اس شوق اور لگن کو اپنے اوپر لاگو کر کے، تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب مستقل طور پر

حاصل ہو، ہم میں سے کتنے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ پیار کا سلوک کرتے ہوئے دعاؤں کے قبولیت کے نشان دکھاتا ہے، اُن سے بولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر یہ معیار حاصل کرنا یا حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔“

(الفضل آن لائن 26نومبر 2022ء صفحہ 9)

حضور انور فرماتے ہیں کہ

”حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی قطعاً ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب من لم یدع قول الزور والعمل بہ فی الصوم حدیث نمبر 1903)

پھر ایک روایت ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ وہ اس ڈھال کو جھوٹ اور غیبت کے ذریعے نہیں پھاڑتا۔

(الجامع الصغیر للسیوطی حرف الصاد حدیث نمبر 5197 جزء اول ودوم صفحہ 320 دارالکتب العلمیۃ بیروت ایڈیشن 2004ء)

کیونکہ روزہ تو ایک مومن رکھتا ہے۔ جب جھوٹ آگیا تو ایمان تو ختم ہو گیا۔ خدا تعالیٰ کی خاطر روزہ رکھا جاتا ہے۔ جب جھوٹ آگیا تو خدا تعالیٰ تو بیچ میں سے نکل گیا۔ تب تو شرک پیدا ہو گیا۔ اس لئے روزہ بھی ختم ہو گیا۔ یہ تو خاص روزے کے حالات کے لئے ہے۔ لیکن عام حالات میں بھی جیسا کہ مَیں نے پہلے بیان کیا جھوٹ کو شرک کے برابر قرار دیا گیا ہے۔ پس اس رمضان میں اس بات پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم اپنی بعض کمزوریوں کا جائزہ لے کر انہیں دور کرنے کی کوشش کریں تبھی ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن سکتے ہیں۔ ایمان میں مضبوطی کی طرف قدم بڑھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی باتوں پر لبیک کہنے والے بن سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اِنِّیۡ قَرِیۡبٌ کی آواز کو سن سکتے ہیں۔“

(الفضل آن لائن 11 اکتوبر 2022ء اپنے جائزے لیں قسط 7)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔ کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا۔ اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ فرض روزے رکھو گے تو تقویٰ پر چلنے والے ہو گے، نیکیاں اختیار کرنے والے ہو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ ہمارے اندر تو ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ بندہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہے۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اندر ہی کمزوریاں اور کمیاں ہیں یا تو پہلے رمضان جتنے بھی گزرے ان سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا، یا وقتی فائدہ اٹھایا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تقویٰ کا جو معیار گزشتہ رمضان میں حاصل کیا تھا، یہ رمضان جو اَب آیا ہے، یہ ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور تقویٰ حاصل کرنے کے اگلے درجے دکھاتا۔

(الفضل آن لائن 27 اگست 2022ء، اپنے جائزے لیں)

الغرض ہم سب کو اپنے جائزے لیتے ہوئے اپنا محاسبہ و محاکمہ کرتے ہوئے رمضان میں داخل ہونا ہے تاہم ان شرائط کے تحت روزوں کے حقوق ادا کر سکیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مستحق ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ آنے والے رمضان کو ہم سب کے لیے، جماعت کے لیے، امت مسلمہ کے لیے رحمتوں، برکتوں کا موجب بنائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 18 مارچ 2023ء)

﴿38﴾

جری اللہ فی حلل الانبیاء

مسیح موعودؑ تمام انبیاء کے مظہر

قسط۔1

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ

”اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام آدمؑ بھی رکھا ہے۔ نوحؑ بھی رکھا ہے۔ موسیٰؑ بھی رکھا ہے۔ داوٗدؑ۔ سلیمانؑ۔ عیسیٰؑ۔ محمدؐ غرض بہت سے انبیاء کے نام ہم کو دئے ہیں اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء جس میں یہ اشارہ ہے کہ مسیح موعود تمام انبیاء گزشتہ کا مظہر ہے۔“

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 392-393 ایڈیشن 1984ء)

یہ مضمون ایک الہام ”جری اللہ فی حلل الانبیاء“ میں بہت عمدہ معنوں میں بیان ہوا ہے۔ جس کے معانی ہیں کہ اللہ کا پہلوان انبیاء کے لبادے میں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو اپنے ایک منظوم کلام میں یوں بیان فرمایا ہے۔

میں کبھی آدم ، کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

میں آج کوشش کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی کے الفاظ مبارک سے یہ ثابت کروں کہ آپؑ کو انبیاء کے جن ناموں سے پکارا گیا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی کیا وجہ تسمیہ بیان فرمائی ہے۔ چونکہ جو خصوصیات، اوصاف اور خوبیاں کسی نبی میں موجود ہوں تو اس کے متبعین کو بھی اپنے اندر وہ اوصاف روشن کرنے چاہئیں۔

لیکن وجہ تسمیہ بیان کرنے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ارشادات کو یکجا کر دیا جائے جن میں آپؑ نے انبیاء کو مختلف ناموں سے پکارنے کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں۔

”نام تو وہی ہوتا ہے جو آسمان پر رکھا جاتا ہے کسی کے ظالم، کافر کہنے سے کیا بنتا ہے۔ زمینی ناموں کا آخر خاتمہ ہو جاتا ہے اور آسمانی نام ہی رہ جاتے ہیں۔ پس دنیا کے کیڑوں کے ناموں کی کیا پرواہ؟ اس نام کی قدر کرو جو آسمان پر نیک لکھا جاوے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 19 ایڈیشن 2016ء)

پھر اسی مضمون کے حوالہ سے آپؑ فرماتے ہیں۔

”یاد رکھو کہ نبیوں کا ایک اور نام آسمان پر ہوتا ہے جس سے دوسرے لوگ آشنا بھی نہیں ہوتے اور بعض وقت جب وہ آسمانی نام دنیا میں پیش ہوتا ہے تو لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ مثلاً میرے ہی معاملہ میں خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم بھی رکھا ہے بعض نادان اعتراض کرتے ہیں کہ تمہارا نام تو غلام احمد ہے وہ اس راز کو سمجھ نہیں سکتے۔ یہ اسرار نبوت میں سے ایک بات ہے۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 330 ایڈیشن 2016ء)

اسماء کی وجہ تسمیہ

حضرت آدمؑ، نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

آپؑ فرماتے ہیں۔

”میرا نام اس نے خلیفۃ اللہ رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ اس میں آدم میرا نام رکھا گیا ہے۔ یہ حقیقت اس الہام کی ہے۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 109 ایڈیشن 2016ء)

”میں دیکھتا ہوں کہ جیسے ظہر و عصر جمع ہوئے ہیں کہ ظہر آسمان کے جلالی رنگ کا ظل ہے اور عصر جمالی رنگ کا اور خدا تعالیٰ دونوں کا اجتماع چاہتا ہے اور چونکہ میرا نام اس نے آدم بھی

رکھاہے اور آدم کے لئے بھی یہ فرمایاہے کہ اس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایاہے یعنی جلالی اور جمالی رنگ دونوں اس میں رکھے اس لئے اس جگہ بھی جلال اور جمال کا اجتماع کر کے دکھایا۔

جمالی رنگ میں طاعون وغیرہ اللہ کی گرفتیں ہیں اور انہیں سب دیکھتے ہیں اور جمالی رنگ میں اس کے انعامات اور مبشرانہ وعدے ہیں اور پھر میری دانست میں اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ ایک اور جمع کی خبر بھی رکھی ہے جس کی خدا نے مجھے اطلاع دی اور وہ یہ ہے کہ میری پیدائش میں میرے ساتھ ایک لڑکی بھی اس نے رکھی ہے اور پھر قومیت اور نسب میں بھی ایک جمع رکھی اور وہ یہ کہ ہماری ایک دادی سیدہ تھی اور دادا صاحب اہل فارس تھے۔ اب بھی خدا نے اس قسم کی جمع ہمارے گھر میں رکھی کہ ایک صحیح النسب سیدہ میرے نکاح میں آئی اسی طرح جیسے خدا نے ایک عرصہ پہلے بشارت دی تھی اب غور تو کرو کہ خدا نے کس قدر اجتماع یہاں رکھے ہوئے ہیں ان تمام جمعوں کو خدا نے مصلحت عظیمہ کے لئے جمع کیا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد2 صفحہ406 ایڈیشن2016ء)

* ’’پھر آخری سورۃ میں شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہنے کی دعا تعلیم فرمائی ہے جیسے سورۃ فاتحہ کو اَلضَّآلِّیْنَ پر ختم کیا تھا۔ ویسے ہی آخری سورۃ میں خنّاس کے ذکر پر ختم کیا تا کہ خنّاس اور اَلضَّآلِّیْنَ کا تعلق معلوم ہو۔ اور آدم کے وقت میں بھی خنّاس جس کو عبرانی زبان میں نحاش کہتے ہیں جنگ کے لئے آیا تھا اس وقت بھی مسیح موعود کے زمانہ میں جو آدم کا مثیل بھی ہے۔ ضروری تھا کہ وہی نحاش ایک دوسرے لباس میں آتا اور اسی لئے عیسائیوں اور مسلمانوں نے باالاتفاق یہ بات تسلیم کی ہے کہ آخری زمانہ میں آدم اور شیطان کی ایک عظیم الشان لڑائی ہو گی جس میں شیطان ہلاک کیا جاوے گا۔ اب ان تمام امور کو دیکھ کر ایک خدا ترس آدمی ڈر جاتا ہے۔ کیا یہ میرے اپنے بنائے ہوئے امور ہیں جو خدا نے جمع کر دیئے ہیں۔

کس طرح پر ایک دائرہ کی طرح خدا نے اس سلسلہ کو رکھا ہوا ہے۔

وَلَا الضَّآلِّیْنَ پر سورۃ فاتحہ کو جو قرآن کا آغاز ہے ختم کیا اور پھر قرآن شریف کے آخر میں وہ سورتیں رکھیں جن کا تعلق سورۃ فاتحہ کے انجام سے ہے۔ ادھر مسیح اور آدم کی مماثلت ٹھہرائی اور مجھے مسیح موعود بنایا تو ساتھ ہی آدم بھی میرا نام رکھا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 30-31 ایڈیشن 2016ء)

حضرت ابراہیمؑ، نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

فرمایا:

’’کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے۔ وہ سب حضرت رسول کریمؐ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلّی طور پر ہم کو عطا کیے گئے۔ اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحیٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیم ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیم ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظلّ تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 69-70 ایڈیشن 2016ء)

* جماعت میں سے ایک ہمارے مکرم دوست نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آگ میں ڈالے جانے کے متعلق دریافت کیا کہ آریہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا:

’’ان لوگوں کے اعتراض کی اصل جڑ معجزات اور خوارق پر نکتہ چینی کرنا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے دعویٰ کرتے ہیں اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں مبعوث کیا ہے کہ قرآن کریم میں جس قدر معجزات اور خوارق انبیاء کے مذکور ہوئے ہیں ان کو خود دکھا کر قرآن کی حقانیت کا ثبوت دیں۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر دنیا کی کوئی قوم ہمیں آگ میں ڈالے یا کسی اور خطرناک عذاب اور مصیبت میں مبتلا کرنا چاہے تو خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق ضرور ہمیں محفوظ رکھے گا۔‘‘

بعد اس کے خدا تعالیٰ کے تصرفات اور اپنے بندوں کو عجیب طرح ہلاکت سے نجات دینے کی مثالیں دیتے رہے اور اسی کے ضمن میں فرمایا۔

”ایک دفعہ کا ذکر ہے جب میں سیالکوٹ میں تھا۔ ایک مکان میں مَیں اور چند آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ بجلی پڑی اور ہمارا سارا مکان دھوئیں سے بھر گیا اور اس دروازہ کی چوکھٹ جس کے متصل ایک شخص بیٹھا ہوا تھا ایسی چیری گئی جیسے آرے سے چیری جاتی ہے۔ مگر اس کی جان کو کچھ بھی صدمہ نہ پہنچا لیکن اسی دن بجلی تیجا سنگھ کے شوالہ پر بھی پڑی اور ایک لمبا راستہ اس کے اندر کو چکر کھا کر جاتا تھا جہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تمام چکر بجلی نے بھی کھائے اور جا کر اس پر پڑی اور ایسا جلایا کہ بالکل ایک کوئلے کی شکل اسے کر دیا پھر یہ خدا کا تصرف نہیں تو اور کیا ہے کہ ایک شخص کو بچا لیا اور ایک کو مار دیا۔ خدا نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے وہ وعدہ واللّٰہ یعصمك من النّاس کا ہے۔

پس اسے کوئی مخالف آزمالے اور آگ جلا کر ہمیں اس میں ڈال دے آگ ہرگز ہم پر کام نہ کرے گی اور وہ ضرور ہمیں اپنے وعدہ کے موافق بچالے گا۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہم خود آگ میں کودتے پھریں۔ یہ طریق انبیاء کا نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ پس ہم خود آگ میں دیدہ دانستہ نہیں پڑتے۔ بلکہ یہ حفاظت کا وعدہ دشمنوں کے مقابلہ پر ہے کہ اگر وہ آگ میں ہمیں جلانا چاہیں تو ہم ہرگز نہ جلیں گے۔ اس لئے میرا ایمان تو یہ ہے کہ ہمیں تکلف اور تاویل کی ضرورت نہیں ہے جیسے خدا کے باطنی تصرفات ہیں ویسے ہی ظاہری بھی ہم مانتے ہیں بلکہ اسی لئے خدا نے اول ہی سے الہام کر دیا ہوا ہے کہ آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔“

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 209-210 ایڈیشن 1984ء)

حضرت نوحؑ نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

آپؑ فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کا نام بھی کشتی رکھا ہے۔ چنانچہ بیعت کے الہام میں اِصۡنَعِ الۡفُلۡكَ ہی فرمایا ہے۔ صاف کہہ سکتا تھا کہ بیعت لے لو مگر یہ الہام بتاتا ہے کہ یہاں بھی نوح کے زمانہ کی طرح کچھ ہونے والا ہے۔ چنانچہ طاعون کے طوفان نے بتا دیا کہ یہ وہی طوفان ہے قصیدہ الہامیہ کے ایک شعر میں بھی ہے۔

و اللہ کہ ہمچو کشتی نوحم زِ کردگار

بیدولت آنکہ دور بماند زِ لنگرم

میرے آنے کی اصل غرض اور مقصد یہی ہے کہ توحید، اخلاق اور روحانیت کو پھیلاؤں۔ توحید سے مراد خدا تعالیٰ ہی کو اپنا مطلوب، مقصود اور محبوب اور مطاع یقین کر لیا جاوے۔ موٹی موٹی بت پرستی اور شرک سے لے کر اسباب پرستی کے شرک اور باریک شرک اپنے نفس کو بھی سمجھا لینے تک دور کر دیا جاوے۔ جس میں دنیا گرفتار ہے۔

اور اخلاق سے مراد یہ ہے کہ جس قدر قویٰ انسان لے کر آیا ہے ان کو اپنے محل اور موقع پر خرچ کیا جاوے یہ نہیں کہ بعض کو بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور بعض پر بہت زور دیا جاوے مثلاً اگر کوئی ہاتھ کو بالکل کاٹ دے تو کیا اس سے کوئی خوبی پیدا ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ سچے اور کامل اخلاق یہی ہیں کہ جو قوتیں اللہ تعالیٰ نے دے رکھی ہیں ان کو اپنے محل پر ایسے طور پر خرچ کیا جاوے کہ جس میں افراط اور تفریط پیدا نہ ہو۔ افراط یہ ہے کہ مثلاً جس کو قوت شامہ میں افراط ہو تو حدّت الحس کی مرض ہو جاوے گی اور پھر اس سے اور امراض شدیدہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ تفریط یہ ہے کہ اس کی حس بالکل ختم ہو جاتی ہے اور اعتدال یہ ہے کہ دونوں اپنے اپنے محل اور مقام پر رہیں اور یہی وہ درجہ اور مقام ہے جہاں اخلاق اخلاق کہلاتے ہیں اور اسی کو میں قائم کرنے آیا ہوں۔

روحانیت سے مراد وہ آثار اور علامات ہیں جو خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا ہونے پر مترتّب ہوتے ہیں اور یہ کیفیتیں ہیں جب تک پیدا نہ ہوں انسان سمجھ نہیں سکتا۔ مگر اصل غرض یہی ہے۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 296-297 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا۔

"میرے الہام میں جو اُجَھِّزُ جَیْشِیْ ہے اس سے مراد طاعون ہی ہے اور ایسا ہی حضرت مسیح نے اپنی آمد کا زمانہ نوح کے زمانہ کی طرح قرار دیا ہے اور پھر خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا ہے اور وَاصْنَعِ الْفُلْکَ کا الہام ہوا اور لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اِنَّھُمْ مُغْرَقُوْنَ بھی فرمایا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عظیم الشان طوفان آنے والا ہے اور پھر اس طوفان میں میری بنائی ہوئی کشتی ہی نجات کا ذریعہ ہوگی۔ اب طاعون وہی طوفان ہے اور خدا کا زور آور حملہ اور اس کی چمکار ہے یہی وہ سیف الہلاک ہے جس کا براہین میں ذکر ہوا ہے۔ طبیبوں اور ڈاکٹروں کو اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس کا کوئی نظام مقرر نہیں ہے کہ گرمی میں کم ہوتی ہے یا سردی میں۔ کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہوں میں گرمیوں میں بھی اس کی کثرت میں فرق نہیں آیا۔ غرض اس کا علاج بجز استغفار اور دعا اور اپنے اعمال میں پاکیزگی اور طہارت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات جلد3 صفحہ 288 ایڈیشن 2016ء)

حضرت داؤدؑ، نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

آپؑ فرماتے ہیں۔

"ہر اک نبی کی نسبت جو پہلے نبیوں نے پیشگوئیاں کیں ان کے ہمیشہ دو حصے ہوتے رہے ہیں۔ ایک بیّنات اور محکمٰت جن میں کوئی استعارہ نہ تھا اور کسی تاویل کی محتاج نہ تھیں اور ایک متشابہات جو محتاج تاویل تھیں اور بعض استعارات اور مجازات کے پردے میں محجوب تھیں۔ پھر ان نبیوں کے ظہور اور بعثت کے وقت جو اُن پیشگوئیوں کے محتاج تھے دو فریق ہوتے رہے ہیں۔ ایک

فریق سعیدوں کا جنہوں نے بیّنات کو دیکھ کر ایمان لانے میں تاخیر نہ کی اور جو حصہ تشابہات کا تھا اس کو استعارات اور مجازات کے رنگ میں سمجھ لیا۔ آئندہ کے منتظر رہے اور اس طرح پر حق کو پالیا اور ٹھوکر نہ کھائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بھی ایسا ہی ہوا۔ پہلی کتابوں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت دو طور کی پیشگوئیاں تھیں۔ ایک یہ کہ وہ مسکینوں اور عاجزوں کے پیرایہ میں ظاہر ہوگا۔ اور غیر سلطنت کے زمانہ میں آئے گا اور داؤد کی نسل سے ہوگا اور حلیم اور نرمی کام لے گا اور نشان دکھلائے گا اور دوسری قوم کی یہ پیشگوئیاں تھیں کہ وہ بادشاہ ہوگا اور بادشاہوں کی طرح لڑے گا اور یہودیوں کو غیر سلطنت کی ماتحتی سے چھڑا دے گا اور اس سے پہلے ایلیاء نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا اور جب تک ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں نہ آوے وہ نہیں آئے گا۔"

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 202 ایڈیشن 1984ء)

حضرت یحییٰ سے نسبت

"حضرت اقدسؑ نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا۔ یَا یَحْیٰ خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّةٍ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ اور فرمایا کہ:

اس میں ہم کو حضرت یحییٰ کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 71-72 ایڈیشن 2016ء)

حضرت سلیمانؑ نام رکھا

آپؑ فرماتے ہیں۔

”دیکھو براہین احمدیہ میں باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے وہ تمام آیات جو حضرت مسیحؑ سے متعلق ہیں میرے لیے نازل کی ہیں اور میرا نام مسیح رکھا اور آدم، داوٴد، سلیمان غرض انبیاء کے نام رکھے مگر مجھے معلوم نہ تھا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ جب تک خود اللہ تعالیٰ نے اپنے وقت پر یہ راز نہ کھول دیا۔“

(ملفوظات جلد3 صفحہ122 ایڈیشن2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 21مارچ2023ء)

﴿39﴾

جری اللہ فی حلل الانبیاء

مسیح موعودؑ تمام انبیاء کے مظہر

قسط۔2

حضرت موسیٰؑ نام رکھنا

آپؑ فرماتے ہیں۔

”اس وقت میں امت موسوی کی طرح جو مامور اور مجدد دین آئے ان کا نام نبی رکھا گیا تو اس میں یہ حکمت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ختم نبوت میں فرق نہ آوے۔ اور اگر کوئی نبی نہ آتا تو پھر مماثلت میں فرق آتا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آدم، ابراہیم، نوح اور موسیٰ وغیرہ میرے نام رکھے حتٰی کہ آخر کار جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کہا۔ گویا اس سے سب اعتراض رفع ہو گئے اور آپ کی امت میں ایک آخری خلیفہ ایسا آیا جو موسیٰ کے تمام خلفاء کا جامع تھا۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 65-66 ایڈیشن 1984ء)

حضرت یعقوب کے نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

”کشف اسے کہتے ہیں کہ انسان پر بیداری کے عالم میں ایک ایسی ربودگی طاری ہو کہ وہ سب کچھ جانتا بھی ہو۔ اور حواس خمسہ اس کے کام بھی کر رہے ہوں اور ایک ایسی ہوا چلے کہ نئے حواس اُسے مل جاویں جن سے وہ عالم غیب کے نظارے دیکھ لے، وہ حواس مختلف طور سے ملتے ہیں۔ کبھی بصر میں کبھی شامہ سونگھنے میں، کبھی سمع میں، شامہ میں اس طرح جیسے کہ حضرت یوسف

کے والد نے کہا اِنِّیۡ لَاَجِدُ رِیۡحَ یُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ تُفَنِّدُوۡنِ (یوسف:95) کہ مجھے یُوسفؑ کی خوشبو آتی ہے۔ اگر تم یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا۔

اس سے مراد وہی نئے حواس ہیں جو کہ یعقوبؑ کو اس وقت حاصل ہوئے اور انہوں نے معلوم کیا کہ یوسفؑ زندہ موجود ہے اور ملنے والا ہے۔ اس خوشبو کو دوسرے پاس والے نہ سونگھ سکے کیونکہ ان کو وہ حواس نہ ملے تھے جو کہ یعقوبؑ کو ملے۔ جیسے گڑ سے شکر بنتی ہے اور شکر سے کھانڈ اور کھانڈ سے دوسری شیرینیاں لطیف در لطیف بنتی ہیں۔ ایسے ہی رؤیا کی حالت ترقی کرتی کرتی کشف کا رنگ اختیار کرتی ہے اور جب وہ بہت صفائی پر جاوے تو اس کا نام کشف ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 245-246 ایڈیشن 1988ء)

اب تو آرہی ہے خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

ابن مریم نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

"اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ (ال عمران:56) یہ تسلی بخش وعدہ ناصرہ میں پیدا ہونے والے ابن مریم سے ہوا تھا۔ مگر میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ یسوع مسیح کے نام سے آنے والے ابن مریم کو بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں الفاظ میں مخاطب کر کے بشارت دی ہے۔ اب آپ سوچ لیں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھ کر اس وعدہ عظیم اور بشارت عظیم میں شامل ہونا چاہتے ہیں کیا وہ وہ لوگ ہو سکتے ہیں جو امارہ کے درجہ میں پڑے ہوئے فسق و فجور کی راہوں پر کاربند ہیں؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی سچی قدر کرتے ہیں اور میری باتوں کو قصہ کہانی نہیں جانتے، تو یاد رکھو اور دل سے سن لو۔ میں ایک بار پھر ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں، بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے کہ جس کا اثر میری ذات تک اور نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسان کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر

میری ہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ بھی اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ پس ایسی صورت اور حالت میں تم خوب دھیان دے کر سن رکھو کہ اگر اس بشارت سے حصہ لینا چاہتے ہو اور اس کے مصداق ہونے کی آرزو رکھتے ہو اور اتنی بڑی کامیابی (کہ قیامت تک مکفّرین پر غالب رہو گے) کی سچی پیاس تمہارے اندر ہے، تو پھر اتنا ہی میں کہتا ہوں کہ یہ کامیابی اس وقت تک حاصل نہ ہو گی۔ جب تک لوّامہ کے درجہ سے گزر کر مُطْمَئِنَّہ کے مینار تک نہ پہنچ جاؤ۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 88-89 ایڈیشن 2016ء)

میرا نام کرشن رکھا

آپ فرماتے ہیں۔

"ہمیں خیال آیا کہ ہمارا نام مہدی ہے۔ عیسیٰ ہے اور کرشن کے نام سے بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں پکارا ہے اور انہیں تینوں کی آمد کی انتظار میں اس وقت تین بڑی قومیں لگی ہوئی ہیں۔ مسلمان مہدی کے، عیسائی عیسیٰ کی آمد ثانی کے اور ہندو کرشن اوتار کے چنانچہ ان ناموں میں یہی حکمت الٰہی ہے۔"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 145 ایڈیشن 1984ء)

میرا نام عیسیٰ بھی ہے

فرمایا۔

"بے شک یہ تو سچائی کی دلیل ہے نہ اعتراض۔ کیونکہ ماننا پڑے گا کہ تصنّع سے یہ دعویٰ نہیں کیا گیا بلکہ خدا کے حکم اور وحی سے کیا گیا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی آمد کے واقعات کو ہی تو اس میں بیان نہیں کیا بلکہ میرا نام عیسیٰ رکھا اور لکھا کہ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ میرے حق میں ہے اور ادھر کوئی توجہ نہیں۔ پس اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اگر میرا یہ کام ہوتا تو اس میں دوبارہ آنے کا اقرار نہ ہوتا۔ یہ اقرار ہی بتاتا ہے کہ یہ خدا کا کام ہے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 318 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا۔

”جب اللہ تعالیٰ نے ہم کو بتایا ہم نے ظاہر کر دیا اور یہی ہماری سچائی کی دلیل ہے اگر منصوبہ بازی ہوتی تو ایسا کیوں لکھتے؟ مگر ساتھ ہی یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ اس براہین میں میرا نام عیسیٰ بھی رکھا گیا ہے۔ اس کی بنیاد براہین سے پڑی ہوئی ہے اور علاوہ بریں سنت اللہ اسی طرح پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس پہلے کیوں نبوت کا دعویٰ نہ کر دیا؟ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام مامور ہونے سے پہلے یوسف نجار کے ساتھ بڑھئی کا کام ہی کرتے رہے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 230 ایڈیشن 2016ء)

محمدؐ نام دیئے جانے کی وجہ تسمیہ

”حافظ صاحب سے پوچھو کہ براہین احمدیہ میں میرا نام محمد لکھا ہے اور مسیح بھی لکھا ہے۔ اور تم لوگ اس کو پڑھتے رہے اور اس کتاب کی تعریف کرتے رہے۔ اور اس کے ریویو میں لمبی چوڑی تحریریں کرتے رہے تو اس کے بعد کون سی نئی بات ہوئی ہے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی نے اس کتاب کے متعلق خود میرے سامنے کہا تھا کہ اسلام کی تائید میں جیسی عمدہ یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ ایسی کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اس وقت منشی عبد الحق صاحب بھی موجود تھے اور بابو محمد صاحب بھی موجود تھے۔ یہ وہ زمانہ براہین کا تھا جب کہ تم خود تسلیم کرتے تھے کہ اس میں کوئی بناوٹ وغیرہ نہیں۔ اگر یہ خدا کا کلام نہ ہوتا تو کیا انسان کے لئے ممکن تھا کہ اتنی مدت پہلے سے اپنی پٹڑی جمائے اور ایسا لمبا منصوبہ سوچے۔ اب چاہیے کہ یہ لوگ اس نفاق کا جواب دیں کہ اس وقت کیوں ان لوگوں کو یہی باتیں اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے۔ اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام اور اس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہوگا اور وہ میرے خلق پر ہوگا۔ اس سے آنحضرت کا یہی مطلب تھا کہ وہ میرا مظہر ہوگا جیسا کہ ایلیا نبی کا مظہر یوحنا نبی تھا۔ اس کو صوفی بروز کہتے ہیں کہ فلاں شخص موسیٰ کا مظہر اور فلاں عیسیٰ کا مظہر ہے۔ نواب صدیق حسن خان نے بھی اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے وہ لوگ مراد ہیں جو مہدی

کے ساتھ ہوں گے۔ اور وہ لوگ قائم مقام صحابہ کے ہوں گے اور ان کا امام یعنی مہدی قائم مقام حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گا۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 209-210 ایڈیشن 2016ء)

محمدؐ کا ظل

"تعجب کی بات ہے یہ لوگ اسے دعویٰ جدید کہتے ہیں۔ براہین میں ایسے الہامات موجود ہیں جن میں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ چنانچہ هُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡهُدٰی اور جَرِیُّ اللّٰهِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡۢبِیَاۤءِ پر غور نہیں کرتے۔ اور پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا نبی بلکہ خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی اور وہ خود ہی آئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 370 ایڈیشن 2016ء)

لفظ احمد کا بروز

"آج وہی بدر کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح ایک جماعت تیار کر رہا ہے۔ وہی بدر اور اَذِلَّةٌ کا لفظ موجود ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے کہ اسلام پر ذلت نہیں آئی؟ نہ سلطنت ظاہری میں شوکت ہے۔ ایک یورپ کی سلطنت منہ دکھاتی ہے تو بھاگ جاتے ہیں اور کیا مجال ہے جو سر اٹھائیں۔ اس ملک کا حال کیا ہے؟ کیا اَذِلَّةٌ نہیں ہیں۔ ہندو بھی اپنی طاقت میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں۔ کوئی ایک ذلت ہے جس میں اُن کا نمبر بڑھا ہوا ہے؟ جس قدر ذلیل سے ذلیل پیشے ہیں، وہ ان میں پاؤ گے۔ ٹکڑ گدا مسلمانوں ہی ملیں گے۔ جیل خانوں میں جاؤ تو جرائم پیشہ گرفتار مسلمان ہی پاؤ گے۔ شراب خانوں میں جاؤ، کثرت سے مسلمان۔ اب بھی کہتے ہیں ذلت نہیں ہوئی؟ کروڑ ہا ناپاک اور گندی کتابیں اسلام کے رد میں تالیف کی گئیں۔ ہماری قوم میں مغل، سید کہلانے والے اور شریف کہلانے والے عیسائی ہو کر اسی زبان سے سیّد المعصومین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو کوسنے

لگے۔ صفدر علی اور عماد الدین وغیرہ کون تھے؟ امہات المومنین کا مصنف کون ہے؟ جس پر اس قدر واویلا اور شور مچایا گیا اور آخر کچھ بھی نہ کر سکے۔ اس پر بھی کہتے ہیں کہ ذلت نہیں ہوئی۔ کیا تم تب خوش ہوتے کہ اسلام کا اتنا رہا سہا نام بھی باقی نہ رہتا، تب محسوس کرے کہ ہاں اب ذلت ہوئی ہے!!!"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 73-74 ایڈیشن 2016ء)

پھر فرمایا۔

"یہ لوگ جو بار بار پوچھتے ہیں کہ قرآن میں کہاں نام ہے؟ ان کو معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ یٰۤاَحۡمَدُ بُوۡرِکۡتَ وغیرہ بہت سے الہام ہیں۔ میرا نام محمد رکھا مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ۔ اور احمد نام پر ہی ہم بیعت لیتے ہیں۔ کیا یہ نام قرآن شریف میں نہیں ہیں؟ پھر جس قدر میرے نام آدم، عیسیٰ، داؤد، سلیمٰن وغیرہ رکھے ہیں۔ وہ سب قرآن میں موجود ہیں۔ ماسوا اس کے یہ سلسلہ اپنے ساتھ ایک علمی ثبوت رکھتا ہے۔ اگر ان علمی امور کو یکجائی طور پر دیکھا جاوے، تو آفتاب کی طرح اس سلسلہ کی سچائی روشن نظر آتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے میرے سارے نبیوں کے نام رکھے ہیں اور آخر جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَاءِ کہہ دیا ہے۔"

(ملفوظات جلد3 صفحہ 206 ایڈیشن 2016ء)

میں نور محمدی کا قائم مقام ہوں

"میں اب میدان میں کھڑا ہوں اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ میں اپنے خدا کو دیکھتا ہوں وہ ہر وقت میرے سامنے اور میرے ساتھ ہے میں پکار کر کہتا ہوں مسیح کو مجھ پر زیادت نہیں، کیونکہ میں نور محمدیؐ کا قائم مقام ہوں، جو ہمیشہ اپنی روشنی سے زندگی کے نشان قائم کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ تسلی پانے کے لیے اور زندہ خدا کو دیکھنے کے لیے ہمیشہ روح میں ایک تڑپ اور پیاس ہے اور اس کی تسلی آسمانی تائیدوں اور نشانوں کے بغیر ممکن نہیں اور میں

دعویٰ سے کہتا ہوں کہ عیسائیوں میں یہ نور اور زندگی نہیں ہے بلکہ یہ حق اور زندگی میرے پاس ہے۔ میں 26 برس سے یہ اشتہار دے رہا ہوں اور تعجب کی بات ہے کوئی عیسائی پادری مقابلہ پر نہیں آتا۔ اگر اِن کے پاس نشانات ہیں تو کیوں انجیل کے جلال کے لیے پیش نہیں کرتے۔ ایک بار میں نے سولہ 16 ہزار اشتہار انگریزی اُردو میں چھاپ کر تقسیم کیے۔ جن میں اب بھی کچھ ہمارے دفتر میں ہوں گے۔ مگر ایک بھی نہ اُٹھا جو یسوع کی خدائی کا کرشمہ دکھاتا اور اُس بت کی حمایت کرتا۔ اصل میں وہاں کچھ ہے ہی نہیں۔ کوئی پیش کیا کرے۔ مختصر یہ کے حق کی شناخت کے لیے یہ تین ہی ذریعے ہیں اور عیسائی مذہب میں تینوں مفقود ہیں۔"

(ملفوظات جلد2 صفحہ 456-457 ایڈیشن 2016ء)

ماموروِ مسیح موعود نام کی وجہ تسمیہ

فرمایا

"اب یہ صاف امر ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مامور اور مسیح موعُود کے نام سے دُنیا میں بھیجا ہے جو لوگ میری مخالفت کرنے والے ہیں وہ میری نہیں خدا تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب تک میں نے دعویٰ نہ کیا تھا، بہت سے اُن میں سے مجھے عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے لوٹا لے کر وضو کرانے کو ثواب اور فخر جانتے تھے اور بہت سے ایسے بھی تھے جو میری بیعت میں آنے کے لئے زور دیتے تھے، لیکن جب خدا تعالیٰ کے نام اور اعلام سے یہ سلسلہ شروع ہوا، تو وہی مخالفت کے لئے اُٹھے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ اُن کی ذاتی عداوت میرے ساتھ نہ تھی، بلکہ عداوت اُن کو خدا تعالیٰ سے ہی تھی۔ اگر خدا تعالیٰ کے ساتھ اُن کو سچا تعلق تھا تو اُن کی دینداری اور اتقاء اور خدا ترسی کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے تھا کہ سب سے اول وہ میرے اس اعلان پر لبیک کہتے اور سجداتِ شکر کرتے ہوئے میرے ساتھ مصافحہ کرتے، مگر نہیں۔ وہ اپنے ہتھیاروں کو لے کر نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے مخالفت کو یہاں تک پہنچایا کہ مجھے کافر کہا اور بے دین کہا۔ دجال کہا۔ افسوس! ان احمقوں کو یہ معلوم نہ ہوا کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ

الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اور اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَةِ تَوۡحِیۡدِیۡ وَتَفۡرِیۡدِیۡ کی آوازیں سنتا ہو وہ اُن کی بدگوئی اور گالیوں کی کیا پروا کر سکتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ ان نادانوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ کفر اور ایمان کا تعلق دُنیا سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ خدا تعالیٰ میرے مومن اور مامُور ہونے کی تصدیق کرتا ہے۔ پھر ان بیہودگیوں کی مجھے پروا کیا ہو سکتی ہے؟"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 175-176 ایڈیشن 2016ء)

(روزنامہ الفضل آن لائن لندن 22 مارچ 2023ء)

ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ارشادات نور
5. کتابِ تعلیم
6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور اس حوالے سے مضامین
7. مجددین اسلام۔ تعارف و کارہائے نمایاں
8. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
9. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
10. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد اول

11. حیات نورالدینؓ

12. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے

13. قرآنی انبیاء

14. معلمین وقف جدید کے لئے مشعل راہ

15. جامع المناهج والاساليب

16. مقام وعظمت خلافت

17. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد دوم

18. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب

19. مسز ناصر کی کہانی، مسز ناصر کی زبانی

20. واقعہ افک

21. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد سوم

22. قرآنی سورتوں کا تعارف

23. سیدنا حضرت امیر المؤمنین کا دورہ امریکہ 2022ء

24. ربط ہے جانِ محمد سے مری جاں کو مدام

25. سیدنا حضرت مصلح موعودؓ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)

26. جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں مساجد

27. احمدیت کے چمکتے ستارے۔ شہدائے برکینا فاسو

28. لجنہ اماء اللہ کے سو سال

29. دلچسپ و مفید واقعات و حکایات

30. اپنے جائزے لیں
31. دعاؤں کا تحفہ قرآنی دعائیں
32. اداریے بابت رمضان المبارک
33. خلافت۔ اہمیت، فضلیت وبرکات
34. ممکنہ تیسری عالمی جنگ
35. سیدنا حضرت مسیح موعودؑ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
36. ایک سبق آموز بات
37. حاصل مطالعہ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے)
38. فقہی مسائل (الفضل آن لائن کے اوراق سے)
39. آؤ! اردو سیکھیں
40. دعاؤں کا تحفہ مناجات رسولؐ
41. اداریے (حنیف محمود کے قلم سے) جلد چہارم
42. بنیادی مسائل کے جوابات از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ (زیر تکمیل)
43. بچوں کی تقاریر (زیر تکمیل)
44. تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے (زیر تکمیل)
45. تلخیص احکام خداوندی (زیر تکمیل)
46. اے چھاؤں چھاؤں شخص (عابد خان صاحب کی ڈائری)
47. سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ (روزنامہ الفضل آن لائن لندن کے اوراق سے) (زیر تکمیل)
48. آداب معاشرت (زیر تکمیل)
49. پھول ہمارے آنگن کے (ادارہ الفضل آن لائن کی تمام مطبوعات کا تعارف) (زیر تکمیل)